قومی نصاب کونسل (این سی سی) وفاقی وزارت تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت حکومتِ پاکستان اور
"اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان" کے نمائندہ علماء کرام سے منظور شدہ

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصّہ ششم

نام ____________________

ولدیت / سرپرست ____________________

کلاس ____________ سیکشن ____________

اسکول ____________________

”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کے شائع شُدہ حصّوں کی اشاعت کی تفصیلات

- حصّہ اوّل .... طبع اوّل تا یازدہم– ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۸ء– کل تعداد: ۱۲۰۱۷۵۰ — طبع جدید .... اگست ۲۰۲۱ء– تعداد: ۱۵۰۰۰۰
- حصّہ دوم .... طبع اوّل تا نہم– ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۸ء– کل تعداد : ۵۰۲۰۰۰ — طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ سوم .... طبع اوّل تا ہشتم– ۲۰۱۲ء تا ۲۰۱۸ء – کل تعداد: ۲۴۵۰۰۰ — طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ چہارم .... طبع اوّل تا ششم– ۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۸ء – کل تعداد: ۱۵۵۰۰۰ — طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ پنجم .... طبع اوّل تا چہارم– ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۸ء– کل تعداد : ۱۲۴۰۰۰ — طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۸۰۰۰۰
- حصّہ ششم .... طبع اوّل ۲۰۱۸ء – کل تعداد: ۳۵۰۰۰ — طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۷۰۰۰۰
- حصّہ ہفتم .... طبع اوّل جولائی ۲۰۱۹ء– تعداد: ۷۰۰۰۰

زیرِ اہتمام: شعبہ تصنیف و تالیف۔ قرآن پروگرام (دی علم فاؤنڈیشن)

حرفِ تشکر

دی علم فاؤنڈیشن ”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کی تیاری میں معاونت فرمانے والے تمام معزز علماء کرام، ماہر حفاظ و قراء، محترم اساتذہ کرام اور ماہرین تعلیم کا انتہائی شکر گزار ہے جنہوں نے اس نصاب پر نظر ثانی فرما کر اپنی تجاویز کے ذریعہ اِسے بہتر سے بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ نیز ہم ان اداروں اور ان کے متعلقین کے لئے بھی صمیمِ قلب سے دعا گو ہیں جنہوں نے پورے اخلاص کے ساتھ اس نصاب کو تدریس کے لئے منظور کرانے میں اپنا حصّہ شامل فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب حضرات کی خدمتِ قرآنی کی کاوشوں کو اعلیٰ درجہ میں قبول فرما کر فلاح دارین کا سبب بنائے۔ آمین

عرضِ ناشر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کی تمام تر کوتاہیوں اور اغلاط سے پاک بہترین اشاعت کا اہتمام ہو۔ تاہم خدانخواستہ دورانِ طباعت اعراب، جلد بندی یا دیگر کوئی کوتاہی جو سہواً ہوگئی ہو آپ کی نظر سے گزرے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے۔

یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر بلا ہدیہ فراہم کی جاتی ہے۔

ابتدائی کلمات

قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی وہ آخری کتاب ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوئی۔ وہ ہمارے لئے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے لئے قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کلام کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا "بے شک یہ (قرآن) ضرور فیصلہ کن کلام ہے۔" (سورۃ الطارق ۸۶، آیت: ۱۳)

اس دنیا میں ہمارا عروج و زوال قرآنِ حکیم ہی سے وابستہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ ﷻ اس قرآنِ حکیم کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اِس (کو ترک کرنے) کی وجہ سے بہت (سی قوموں) کو ذلیل و رسوا کرے گا۔" (صحیح مسلم)

حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب بہت فتنے ہوں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کتاب اللہ (کو پیش نظر رکھو) اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں اور جو بعد میں پیش آنے والا ہے اس کی اطلاعات ہیں، جو تمہارے درمیان مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی اس میں فیصلے ہیں، یہ قول فیصل ہے، کوئی کھیل مذاق نہیں، جو اسے حقیر جان کر چھوڑے گا اللہ ﷻ اس کا غرور خاک میں ملا دے گا اور جو کسی اور جگہ سے ہدایت و رہنمائی تلاش کرے گا اللہ ﷻ اسے گمراہ کر دے گا، یہ قرآن حکیم اللہ ﷻ کی عطا کردہ مضبوط رسی ہے، اسی میں بڑی محکم نصیحتیں ہیں اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔" (جامع ترمذی، بحار الانوار)

آخرت میں بھی ہماری کامیابی کا دارو مدار قرآنِ حکیم کے احکام پر عمل کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قرآن تمہارے حق میں دلیل ہوگا یا تمہارے خلاف۔" (صحیح مسلم)

چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن اور صاحبِ قرآن "حضور نبی کریم ﷺ" کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔ ان پر دل سے ایمان رکھیں اور کتاب اللہ کی باقاعدہ تلاوت کریں، اِسے سمجھیں، اس پر عمل کریں اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ابتدائی عمر میں جو بات ذہن میں بٹھادی جاتی ہے اس کے پختہ اور دیرپا اثرات کے بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہوسکتیں۔ الحمد للہ ہمارے معاشرے میں ابتدائی عمر میں قرآنِ حکیم کی ناظرہ تعلیم اور حفظِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے زندگی بھر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ابتدائی عمر ہی سے قرآنِ حکیم کے مفہوم اور معانی سکھانے کی طرف توجہ دی جائے تو اُمید ہے کہ قرآنی تعلیمات کو سمجھنا، یاد رکھنا اور قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جائے گا۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" آسان اور عام فہم انداز میں ابتدائی عمر سے قرآنِ حکیم سے تعلق جوڑنے کی ایک مربوط اور منظّم کوشش ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ نصاب طلباء و طالبات کو ان کی عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ ہی پڑھایا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اِن شاء اللہ سات سالوں (تقریباً ۳۵۰ گھنٹوں) میں طلباء و طالبات پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح، اہم مضامین اور عملی ہدایات سے واقف ہو جائیں گے۔ اس طرح اُن کے لئے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا ممکن ہو سکے گا۔ یوں افراد کی تبدیلی ایک صالح معاشرہ کے قیام کا ذریعہ بن سکے گی۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" کی تکمیل اور تدریس ہمارے لئے آسان فرمائے، ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور جو طلباء و طالبات اس سے استفادہ کریں انہیں ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کی خصوصیات

۱- ”مکمل قرآنِ حکیم“ کا ۷۰ سے زائد معتبر اور معروف تراجم سے انتخاب کر کے ”عام فہم اور آسان ترجمہ“ مرتب کیا گیا ہے۔

۲- ”دو رنگوں کے استعمال“ سے ترجمہ کو عربی متن سے ہم آہنگ اور بامحاورہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳- آیات کی تشریح کے حوالے سے ”اہم نکات“ لکھنے نیز اسباق سے متعلق کوئی تحریری کام کرنے کے لئے ”سادہ صفحات“ بھی دیئے گئے ہیں۔

۴- حتی الامکان ”مشکل اصطلاحات اور ذو معنی الفاظ سے اجتناب“ کیا گیا ہے۔

۵- ”بچوں کی ذہنی سطح اور دلچسپی“ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے نصاب مرتب کیا گیا ہے۔ چنانچہ ”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کے حصّہ اوّل میں قرآن اور صاحبِ قرآن کے عنوان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور فضائل و کمالات کے حوالہ سے چند بنیادی باتیں، سورۃ الفاتحہ، سورۃ الصّٰفّٰت، آخری دس سورتیں اور چھ رسولوں (حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام) کے قصّے، حصّہ دوم میں تیسویں پارے کی سورتوں (سُوْرَۃُ النَّبَا سے سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ) کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے فضائل و مکارم اور معجزات کے حوالہ سے چند آیات مبارکہ اور احادیث، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّے، حصّہ سوم میں شمائل النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے متعلق ایک تفصیلی مضمون اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصّہ اور حصّہ چہارم میں حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے قصّوں کے ساتھ مکی سورتیں شامل کی گئی ہیں۔ حصّہ پنجم میں واقعہ معراج، تاریخ بنی اسرائیل، اصحاب سبت، اصحابِ کہف، باغ والے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام اور ذوالقرنین کے قصّے شامل کیئے گئے ہیں۔ حصّہ ششم اور حصّہ ہفتم میں شامل مدنی سورتوں میں معاشرتی اور سماجی تعلیمات، ریاستی امور، غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم، جہاد اور قتال فی سبیل اللہ اور دیگر اہم موضوعات سے متعلق تفصیلات اور واقعات بیان کیئے جائیں گے۔

۶- سورتوں کے مطالعہ سے قبل ان کا ”شانِ نزول اور تعارف“ بیان کیا گیا ہے۔

۷- آیاتِ قرآنی کی روشنی میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے ”آسان اور دلچسپ انداز“ میں ”معتبر مواد“ کے ساتھ مرتب کیئے گئے ہیں۔

۸- انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے بہتر طور پر سمجھانے کے لئے ”نقشوں کا استعمال“ بھی کیا گیا ہے تاکہ واقعات کے محل و مقام سے واقفیت حاصل ہو۔

۹- ہر سورت اور قصّہ کے آخر میں سبق آموز نکات ”علم و عمل کی باتیں“ کے عنوان سے آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کی گئی ہیں تاکہ قرآنِ حکیم کی فکری اور عملی ہدایات سے آگاہی ہو سکے۔

۱۰- ہر سورت اور قصّہ سے متعلق ”سمجھیں اور حل کریں“ کے عنوان سے مختلف مشقوں کو شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کی قرآن فہمی کا جائزہ لیا جاسکے۔

۱۱- طلبہ کو قرآنِ حکیم کے حوالہ سے عملی مشق کروانے کے لئے ”گھریلو سرگرمی“ کے عنوان سے دلچسپ سرگرمیاں تجویز کی گئی ہیں تاکہ طلبہ کے گھر والوں کا تعلق بھی قرآنِ حکیم کے ساتھ مزید بڑھ سکے۔

۱۲- طلبہ کی فکری اور عملی رہنمائی کے لئے ہر سبق میں ”فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم“، ”عملی بات“، ”کیا آپ جانتے ہیں؟“، ”معلوم کیجیے“ اور ”سوچیے“ کے عنوانات سے اہم معلومات بھی دی گئی ہیں۔

۱۳- طلبہ کی سہولت کے لئے ”مشکل الفاظ کے معنی“ کتاب کے آخر میں اسباق کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی کے لحاظ سے دیئے گئے ہیں۔

۱۴- اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے ہر حصّہ کے ساتھ ایک جامع ”رہنمائے اساتذہ“ بھی تیار کیا گیا ہے۔ جس میں ہر آیت کے ضمن میں ”تشریحی نکات، علمی اور عملی پہلو، آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات اور احادیث مبارکہ“ الحمد للہ ۷۰ سے زائد تراجم اور تفاسیر کی روشنی میں مرتب کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ”طریقہ تدریس“، ”مقاصدِ مطالعہ“ اور ”ربطِ سورت“ کے ساتھ ساتھ ”مشقوں کے جوابات“، ”اسباق کی منصوبہ بندی“ اور مزید ”عملی سرگرمیاں“ بھی شامل کی گئی ہیں۔ نیز مطالعۂ قرآنِ حکیم کی تدریس بہتر بنانے کے لئے ”عمومی تدریسی ہدایات“ بھی مرتب کی گئی ہیں مزید یہ کہ طریقہ تدریس کے عملی مظاہرہ کے لئے ”Demo Class“ بھی ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ ”ماڈل پیپر اور عمومی پوچھے جانے والے سوالات (FAQs)“ بھی ”رہنمائے اساتذہ“ میں دیئے گئے ہیں۔

۱۵- ”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ مرتب کرنے میں اس بات کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ ”مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز“ کیا جائے اور ان ہی اُمور اور تشریحات کو بیان کیا جائے جن پر عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۶- اس نصاب کو مرتب کرنے میں علماء کرام، حفاظِ کرام، اساتذہ کرام اور والدین کی ”مشاورت اور نظرِ ثانی“ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

THE ILM FOUNDATION(TIF)

EXCELLENCE THROUGH EDUCATION



الحمد للہ

دی علم فاؤنڈیشن کراچی کے ریاستی سطح پر تعلیمی اداروں میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ و مختصر تشریح کی تدریس کے لئے

سات حصّوں پر مشتمل انتہائی جامع، آسان اور عام فہم نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" پر

وفاقی وزارتِ تعلیم اور حکومتِ پاکستان کی قائم کردہ "اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان"

کی کمیٹی کے تمام علمائے کرام کا اتفاق رائے اور تصدیق

الحمد للہ ۲۰۰۹ء سے خدمتِ قرآنی میں مصروف ادارہ "دی علم فاؤنڈیشن کراچی" نے محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے جہاں تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کے لئے مکمل قرآنِ حکیم کے آسان ترجمہ و مختصر تشریح پر مبنی نصاب "مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کو مرتب و مدون کرنے کی سعادت حاصل کی ہے وہیں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومت پاکستان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس و جامعات کی تنظیمات اور وفاقوں پر مشتمل "اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان" کے نمائندہ علمائے کرام کی کمیٹی نے گزشتہ ڈھائی سال میں اس نصاب پر بڑی گہرائی اور انہماک کے ساتھ نظر ثانی فرمائی اور متعدد اجلاس میں باہمی گفت وشنید کے بعد ۲۰۲۰ء کے آغاز پر اس نصاب کی تمام درسی کتب پر اتفاقِ رائے قائم فرمایا ہے۔ اس حوالہ سے ایک تصدیقی خط بھی تمام ممبران کمیٹی کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ ریاستی سطح پر تمام تعلیمی اداروں میں ترجمہ قرآن کریم کی تدریس کے لئے تمام مکاتب فکر کا اتفاق رائے قائم ہونا یقیناً اہل پاکستان کے لئے بالخصوص اور امتِ مسلمہ کے لئے بالعموم بہت بڑی نعمت اور اعزاز ہے۔ یہ نصاب پاکستان کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کے طلباء وطالبات کے لئے خصوصاً اور عوام الناس کے لئے عموماً فہم قرآن کے ضمن میں انتہائی مفید ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

www.tif.edu.pk

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

تاریخ:۲۸جنوری ۲۰۲۰ء

وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کی طرف سے قائم کردہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کا دی علم فاؤنڈیشن کے نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کا تصدیق نامہ

الحمدللہ ہم نے دی علم فاؤنڈیشن کراچی کے مرتب کردہ نصاب "مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کے اصلاح شدہ حصہ اوّل تاہفتم کا بڑی گہرائی، انہاک اور تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیاہے۔ ان اصلاح شدہ حصوں میں ہمارے تمام اصلاح طلب نکات کی درستگی کردی گئی ہے اور ہماری آراء وتجاویز کو باہمی افہام وتفہیم کے ساتھ شامل کردیا گیاہے۔ جو گزشتہ کئی اجلاس میں زیر بحث آتی رہیں۔ اس کام کو بطریق احسن سرانجام دینے پر ہم وزارتِ تعلیم کے جملہ متعلقین اور دی علم فاؤنڈیشن کے تمام صاحبان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے دعاگو ہیں جنھوں نے انتہائی احتیاط اور محنت کے ساتھ تمام اصلاح طلب نکات کو تصحیح کے بعد مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں شامل کیا۔

اتحاد تنظیماتِ مدارس کی کمیٹی کے ذمہ دار رکن ہونے کی حیثیت سے اور اپنے مکتبہ فکر کی ترجمانی ونمائندگی کرتے ہوئے پوری دیانتداری اور ذمہ داری سے اس بات کی تائید وتوثیق کرتے ہیں کہ ان حصوں کی احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ طباعت کا آغاز کردیا جائے۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے حصہ اوّل تاہفتم کے ترجمہ، تشریح اور دیگر متعلقہ مواد میں مزید کوئی اصلاح طلب نکتہ موجود نہیں ہے۔ یہ نصاب اتحاد بین المسلمین میں بہت مدد ومعاون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ ہماری طرف سے آئندہ بھی اس کارِ خیر میں بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔

ہم اس بات کی بھی تائید کرتے ہیں کہ ان کتب کی اشاعت کے بعد انہیں ہائر سکینڈری تک بچوں کے تعلیمی نصاب میں باقاعدہ لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس مخلصانہ کاوش کو قبول فرمائے اور اسے نافع خلائق بنائے، اس عظیم کام میں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو آمین۔ جزاکم اللہ خیراً

اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے معزز نمائندگان:

۱۔ علامہ سید ارشد سعید کاظمی (سینئر نائب صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان) دستخط ____________

۲۔ مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل (نمائندہ وفاق المدارس عربیہ پاکستان، جامعہ صدیقیہ کراچی) دستخط ____________

۳۔ مولانا نجیب اللہ طارق (نمائندہ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، جامعہ سلفیہ فیصل آباد) دستخط ____________

۴۔ علامہ شیخ محمد شفا نجفی (نمائندہ وفاق المدارس شیعہ پاکستان، جامعہ امام جعفر صادق اسلام آباد) دستخط ____________

۵۔ مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمان (ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان) دستخط ____________

۶۔ مولانا غلام محمد سیالوی (چیئرمین قرآن بورڈ، پنجاب انسٹیٹوٹ آف قرآن اینڈ سیرت سٹڈیز۔ لاہور) دستخط ____________

نمائندۂ وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان:

ڈاکٹر داؤد شاہ (ڈائریکٹر جنرل۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ مینجمنٹ وفاقی وزارتِ تعلیم اسلام آباد) دستخط ____________

نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے بارے میں چند معروف علماء کرام اور ماہرین تعلیم کے تاثرات سے اقتباسات

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، چیئرمین شریعہ کونسل بحرین)

اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیمات اور واقعات آسان زبان اور اسلوب میں پیش کرنا ہے، کتاب کی ورق گردانی سے اندازہ ہوا کہ بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب اس مقصد میں کامیاب ہے، اور بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں مفید معلومات آسانی کے ساتھ فراہم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بچوں کیلئے نافع بنائے۔

مفتی منیب الرحمٰن صاحب (صدر تنظیم المدارس، مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید جو پاکستان میں تمام مسالک کے درمیان متفق علیہ ہو، ہمیشہ سے ملت کی خواہش رہی ہے۔ لیکن ماضی میں اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے نہ کوئی موقع پیدا ہوا اور نہ کوئی پیش رفت ہوسکی۔ "دی علم فاؤنڈیشن" نے اسکولوں کے طلبہ وطالبات کے لیے اپنی کوششوں سے "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے عنوان سے ایک نصاب مرتب کیا۔ یہ اہل دین اور اہل پاکستان کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے، یہ سعادت توفیقات الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتی تھی۔ ہماری مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ سب کی علمی کاوش، مساعیِ جمیلہ اور جُہدِ مسلسل کو اپنی بارگاہ میں مشکور وماجور فرمائے اور حکومت وقت کو اسے تعلیمی اداروں میں نافذ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، شیخ الحدیث ورئیس جامعہ خیر المدارس ملتان)

قرآن کریم کے ترجمہ وتشریحات پر مشتمل آسان اور عام فہم نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلبہ وطالبات" (ساتھ حصے مع رہنمائے اساتذہ) قرآن کریم کی خدمت اور علوم قرآنی کے فہم اور ترویج میں ان شاء اللہ ایک نیا باب ثابت ہوگا۔ قرآن کریم کی ابدی تعلیمات سے مزین یہ نصاب ان شاء اللہ العزیز طلبہ وطالبات کی کردار سازی، اخلاق کی اصلاح اور قوم وملت کے لیے انہیں نافع بنانے میں مؤثر کردار ادا کرے گا اور قرآن فہمی میں ان نونہالوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔ امید واثق ہے کہ اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی تائید، توثیق اور تصدیق کے بعد یہ متفقہ نصاب مطالعۂ قرآن انشاء اللہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں مددمعاون ثابت ہوگا اور اس کی مؤثر تشہیر کا ذریعہ بھی بنے گا۔ دعا ہے کہ "دی علم فاؤنڈیشن" کی محنتوں اور کاوشوں کو اللہ جل شانہ اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائیں، اس نصاب کو قبول عام عطا فرمائیں اور اسے آپ سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مولانا محمد یاسین ظفر صاحب (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، مہتمم جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

پاکستان میں تمام مسالک کا متفق علیہ ترجمہ قرآن حکیم دستیاب ہوگیا ہے۔ جس پر ممتاز مفسرین علماء کرام نے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ اپنے تاثرات اور دستخط ثبت کیے ہیں۔ یہ عظیم کارنامہ اتحاد تنظیمات مدارس کے نمائندگان علماء ومشائخ کی دن رات محنت اور لگن سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں وفاق المدارس السّلفیہ کے نمائندے پروفیسر نجیب اللہ طارق صاحب اول سے آخر تک شریک رہے۔

قرآن مجید کا یہ ترجمہ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ مختصر تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور اساتذہ کرام کے لیے الگ سے تدریسی رہنمائی موجود ہے۔ اردو زبان سے واقف ہر شخص اس سے مستفید ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے ہم علم فاؤنڈیشن کراچی کے بے حد شکر گزار ہیں۔ جن کی شبانہ روز محنت سے یہ کام ممکن ہوا۔ ہماری تمام اہل اسلام سے اپیل ہے کہ وہ اس ترجمہ قرآن حکیم کو بلاخوف وخطر اور شک وشبہ سے بالاتر ہوکر پڑھیں۔ دین اسلام کے اصل پیغام اور اس کی روح کو حرز جان بنائیں۔ اور اپنے تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پوری انسانیت کے لیے نافع، اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مولانا محسن علی نجفی صاحب (سرپرست اعلیٰ، جامعۃ الکوثر اسلام آباد و مدارس اہل بیت پاکستان)

قرآن کریم جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے ہمارے لیے مایہ افتخار ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ سالم ہمارے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ اس عظیم معجزے کو ہر قسم کے اختلافات اگرچہ ترجمہ ہی کیوں نہ ہوں سے دور کرکے ایک متفقہ ترجمہ تیار کرنے کی جو آپ کو توفیق حاصل ہوئی ہے وہ قابل رشک ہے، آپ کو معلوم ہے کہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا کرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے وہ اندھی بانٹ نہیں ہوتی، اہل کو ملتی ہے، اس اعتبار سے آپ مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ آپ کی مبارک کاوش کے نتیجے میں امت ایک ترجمہ پر اتفاق کرے گی اور آئندہ کے لیے یہ ترجمہ ایک معتبر سند کے طور پر ہمارے درمیان رائج رہے گا۔ ان شاء اللہ

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب (چیئر مین متحدہ علماء بورڈ و چیف خطیب، نائب امیر جماعت اسلامی خیبر پختونخوا)

عموماً قرآن کا ترجمہ، تفسیر لکھنا یا بیان کرنا اپنی حساسیت (Sensitivity) کے باوجود نسبتاً آسان کام ہے، لیکن اس سے کورس کی کتاب بنانا اور ٹیکسٹ بک کی شکل دینا بڑا دل گردے کا اور کٹھن کام ہے اور یہی مشکل کام دی علم فاؤنڈیشن کراچی نے انجام دیا ہے کہ پورے قرآن کو مختلف سیریز میں تقسیم کر کے طلبہ کی صلاحیتوں کے مطابق اسے مرتب کیا ہے اور پھر اسے نصاب کی کتاب بنا کر اسکولوں کے طلبہ کے لئے انتہائی آسان کر دیا گیا ہے۔

اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نصاب اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات انتہائی اطمینان کا باعث ہے کہ اس کے تیار کرنے میں تمام مکاتبِ فکر کے جیّد علماء اور مفسرین کرام کی کاوشوں سے بھرپور مدد لی گئی ہے اور یوں اسے تمام مکاتبِ فکر کے لئے قابلِ قبول بنا دیا گیا ہے۔ اس نصاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کہیں بھی فرقہ واریت یا کسی قسم کی عصبیت کی بُو تک نہیں پائی جاتی بلکہ قرآن کی آفاقی دعوت کو محور بنایا گیا ہے۔ اس سے یہ اُمید پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں اس نصاب کو پڑھ کر ہر قسم کے لسانی، گروہی، نسلی، قومی، علاقائی اور مذہبی فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر خالص قرآن و سنت کے ذریعہ اپنے آفاقی دین "اسلام" کا فہم حاصل کر سکیں گے۔ گویا یہ نصاب فرقوں اور گروہوں میں تقسیم اس اُمت کو ایک بار پھر واحد بنانے کے لئے واحد اُمید کی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، سابقہ چیئر مین متحدہ علماء بورڈ، پنجاب)

اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کے لیے بھی انسانوں کے گروہوں کو ہی چنا ہے۔ حفظِ قرآن کی صورت میں الفاظ کی حفاظت ہو رہی ہے تفسیر و تشریح کی صورت میں معانی کی حفاظت ہو رہی ہے۔ خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو اس کی حفاظت کے لیے بطور سبب کے استعمال ہو رہے ہیں اور اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی "علم فاؤنڈیشن" کا مطالعہ قرآن حکیم ہے۔ جنہوں نے تفہیم قرآن کریم کے لیے انتہائی مؤثر خدمت سر انجام دی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جس چیز نے متاثر کیا ہے وہ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے جید اور نمائندہ علماء کی شرکت اور پسندیدگی ہے۔

بہت عرصے سے پاکستانی نونہالان کے لیے تفہیم قرآن کریم کی کاوش کی ضرورت اشد محسوس کی جارہی تھی جسے "علم فاؤنڈیشن" نے احسن طریقے سے پورا کیا ہے۔ پورا نصاب ظاہری و باطنی حسن سے معمور ہے۔ مجھے بہت امید ہے کہ یہ نصاب فہم قرآن کے لیے انتہائی مؤثر کردار ادا کرے گا اور ہماری نسل نو کو قرآن کریم کی طرف متوجہ کرنے کے لیے عمدہ کاوش ثابت ہوگی۔

مولانا محمد مظفر شیرازی صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ، وائس چانسلر جامعہ عمر بن عبدالعزیز الاسلامیہ سیالکوٹ)

یہ نصاب سلیس اور سہل ہے۔ چھوٹی عمر کے طلبہ کے لئے نہایت مفید اور آسان ہے۔ بعض آیات کے ساتھ دیئے ہوئے نقشہ جات کی وجہ سے طلبہ کے لئے انتہائی دلچسپ ہے۔ طلبہ کی ذہنی استعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ ہستی پاک قرآنِ کریم کے لئے آپ کی خدمات جلیل کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور آپ کی اس عمدہ کاوش کو دنیا میں باعث برکت اور آخرت میں باعث نجات بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد محسن نقوی صاحب (ماہر تعلیم)

الحمد للہ! زیر نظر سلسلۂ کتب ہمارے برادرانِ دینی علماء و فضلاء نے ترتیب دیا ہے۔ جدید اسلوب کے ذریعہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات کا مطالعہ، اس کی زبان و بیان کی تشریح، حلِّ مطالب، تمرینات، شگفتہ بیانی نیز تعقید سے پاک اسلوب اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سلسلۂ کتب کے مصنفین، مرتبین، حسن افزائی کے ذمہ دار حضرات اور ناشرین کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور طالبانِ قرآن کو اس سلسلۂ کتب سے بھرپور استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مولانا حکیم محمد مظہر صاحب (مہتمم جامعہ اشرف المدارس کراچی)

اس کتاب میں بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے قرآنی آیات کا ترجمہ عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، مجموعی لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوگی ان شاء اللہ۔

مولانا عطاء الرحمٰن صاحب (شیخ الحدیث، مہتمم جامعہ مدنیہ بہاولپور)

قرآنِ کریم ہی مسلمانوں کی دنیاوی اور اخروی فلاح و بہبود کا واحد ضامن ہے۔ افسوسناک صورتِ حال یہ ہے کہ جس قوم کو یہ کتاب عطا کی گئی وہی آج اس کتاب سے بیگانہ اور انجان نظر آتے ہیں۔ دین بیزاری اور مغربیت کی چکاچوند کے اس دور میں بعض اہلِ دل ایسے بھی ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیمات کو سہل سے سہل انداز میں ڈھال کر گھر گھر پہنچانے کی سعی کر رہے ہیں۔ انہی باہمت لوگوں میں دی علم فاؤنڈیشن کے اصحاب بھی ہیں۔ جنہوں نے ماشاء اللہ علماء کرام کی زیر نگرانی اسکول کالج کی درس گاہوں کے لئے انتہائی آسان اور جدید طرزِ تدریس سے ہم آہنگ مطالعۂ قرآنِ حکیم کا نصاب تشکیل دیا ہے۔ مجموعی طور پر نصاب اپنی ترتیب اور انتخابِ مضامین کے لحاظ سے بہترین ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کے تمام رفقاء کار اس خدمت کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ ﷻ ان حضرات کی مساعی کو قبولیت سے نوازے اور امت کو تا دیر ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الرحمٰن صاحب (چیئرمین القرآن ایجوکیشن ٹرسٹ، انچارج فیصل مسجد اسلامک سینٹر بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)

دی علم فاؤنڈیشن کا مرتب کردہ نصاب مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء و طالبات پاکستان کے لاکھوں عصری و دینی تعلیمی اداروں کے طلبہ کے علم و عمل، کردار و اخلاق اور فکری نشو نما کے لئے سنگ میل کا کام دے گا۔ جس کے ذریعہ ہم نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی اخلاقی قدروں اور گم کردہ قائدانہ مقام سے آشنا ہوں گے بلکہ پورے عالم انسانیت کے لئے مؤثر اور مفید ثابت ہونگے، مطالعۂ قرآن حکیم کورس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر طرح کی فرقہ وارانہ سوچ سے بلند تر اور اتحادِ امت کا ترجمان ہے۔

مولانا محمد سیف البر سکر گاہی صاحب (فاضل وفاق المدارس العربیہ، مرکزی ناظم اعلیٰ ٹرسٹ جمیعت تعلیم القرآن)

دی علم فاؤنڈیشن نے اکابرین کی تفاسیر و تراجم کو سامنے رکھتے ہوئے خاص طور پر اسکولز کے طلبہ کیلئے جو نصاب ترتیب دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسباق کا حاصل تمارین اور گھریلو سرگرمیاں وغیرہ متعلمین و متعلمات کیلئے انتہائی مفید ثابت ہونگی ان شاءاللہ۔ امید واثق ہے کہ یہ نصاب فہمِ قرآن حکیم کیلئے انتہائی مؤثر کردار ادا کریگا۔ اس میں سب سے زیادہ خاص بات یہ ہے کہ جملہ نصاب میں ان اُمور اور تشریحات کو بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جس میں عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ جس سے بچوں کا یہ ذہن بنے گا کہ ہمارا دین اختلافات کا مجموعہ نہیں ہے اس طرح قربتوں کو فروغ ملے گا اور جو فاصلے بلکہ خلیجیں مسلمانوں کے درمیان پیدا ہو گئی ہیں وہ رفتہ رفتہ کم ہو جائیں گی (ان شاءاللہ تعالیٰ) دل و جان سے دعا ہے کہ اللہ ﷻ دی علم فاؤنڈیشن کے جملہ ذمہ داران کی خدمات اور کاوشوں کو قبول فرمائے اور دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے اور ادارے کو خوب ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

دی سیٹیزن فاؤنڈیشن (شعبۂ نصاب)

مختلف رنگوں کا استعمال بچوں کے لئے بہت interactive ہے اور قرآن فہمی میں معاون ہے۔ اس کتاب کی مشقیں بہت اچھی ہیں۔ اس نصاب میں کوئی ایسا مواد نہیں جس سے طلباء و طالبات میں انتہا پسندی پیدا ہو رہی ہو۔ نصابِ قرآن بچوں کی اخلاقی تربیت میں بھی بہت معاون ہے۔ بحیثیت مجموعی بہت اچھی کاوش ہے یقیناً اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

Prof. Dr. Masoom Yasinzai (Rector International Islamic University-Islamabad)

Its very impressive work on Quranic teachings 'Mutalae Quran-e- Hakeem'.I am greatly impressed by the IlM Foundation approach for introducing Quranic teaching with the help of stories of Prophets and from the grass root level. Surely, The ILM Foundation work will make a sustainable impact on the lives of future generations in their personal lives as practicing Muslims and in the society at large.

Pir Noor Ul Haq Qadri Sahib (Federal Minister for Religious Affairs & Interfaith Harmony)

I have gone through the work of The ILM Foundation regarding development of comprehensive syllabus of the Holy Quran for the students in Urdu. I really appreciate the work of The ILM Foundation. This will surely be helpful in propagating the true teaching of Islam as enshrined in The Holy Quran.

نوٹ: الحمدللہ مذکورہ بالا علماء کرام اور معزز شخصیات کے علاوہ بھی دیگر تعلیمی اداروں کے سربراہان، علماء کرام اور ماہرین تعلیم نے اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

تلاوت اور ترجمۂ قرآن کے چند آداب

نوٹ: تلاوتِ قرآن، فہم قرآن اور تجوید کی اہمیت مع قرآنِ حکیم کی بنیادی معلومات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ پاک صاف اور باوضو ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔
۲۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ) اور تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ) پڑھنی چاہیئے۔
۳۔ تجوید کے ساتھ تلاوت کی کوشش کرنی چاہیئے۔
۴۔ تلاوت کرتے ہوئے رب العالمین اور اس کے کلام کی عظمت بھی دل میں موجود ہونی چاہیئے۔
۵۔ تلاوت آہستہ اور بلند آواز سے کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بلند آواز تلاوت سے کسی کے کام یا آرام میں خلل نہ ہو۔
۶۔ سجدۂ تلاوت والی آیت پر سجدہ ادا کرنا چاہیئے۔
۷۔ جب کوئی دوسرا تلاوت کر رہا ہو تو اسے خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیئے۔
۸۔ ترجمہ اور تشریحات کے مطالعہ کے وقت خوب غور و فکر کرنا چاہیئے تاکہ آیات کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔
۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت واطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر احکام دین سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے قرآنِ حکیم کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔
۱۰۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی عظمت و رفعت اور جنت و خوشخبری والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اظہار خوشی اور شکر کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جنت کی دعا مانگنی چاہیئے۔
۱۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب، جہنم اور اس کے عذاب والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے جہنم کے عذاب سے نجات کی دعا مانگنی چاہیئے۔
۱۲۔ تلاوت کے آخر میں اپنی، اپنے والدین، اساتذہ، مرحومین اور پوری امت مسلمہ کی سلامتی، بھلائی اور مغفرت کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔

طلبہ کے لئے اہم ہدایات

تمام طلباء وطالبات اس نصاب کے مطالعہ کے دوران درج ذیل باتوں کو خاص طور پر ذہن نشین رکھیں۔

۱۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کی کتاب کے ادب اور حفاظت کا بھرپور انتظام کریں اور اس کی جلد بندی بھی کروائیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ آئندہ بھی اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

۲۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم میں پیش کیئے گئے ترجمہ کا انتخاب بہت سے علماء کرام اور بزرگانِ دین کے معروف تراجم سے کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ان معزز شخصیات کی عظیم جدوجہد اور بے لوث خدمات کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے اور انہیں اپنا محسن سمجھنا چاہیئے اور ان حضرات کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے جنہوں نے اس نصاب کو خوب سے خوب تر بنانے کیلیئے محض اخلاص کی بنیاد پر یہ کام کیا۔

۳۔ اس نصاب میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ اور اس کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دینی مسائل اور قرآنِ حکیم کے احکامات کی تفصیل جاننے کے لئے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیئے۔

۴۔ اس نصاب کا ایک اہم مقصد قرآنِ حکیم کے بنیادی پیغام اور ہدایات سے طلبہ کو واقف کرانا ہے۔ البتہ اس مطالعہ کے نتیجہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھنا کہ ہم خود قرآنِ حکیم سے مسائل اور احکامات اخذ کرسکتے ہیں اور ہمیں اہل علم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں، ہرگز صحیح نہیں ہے۔

۵۔ قرآن حکیم کے مطالعہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ قرآنی احکامات اور تعلیمات کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے قول اور عمل کے ذریعہ فرمائی۔ گویا قرآنِ حکیم کی عملی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے میسر آئی۔ اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کرام اور اہل علم سے رہنمائی لیتے رہیں۔

سبق: ۱

سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة

مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین ایک نظر میں

قرآنِ حکیم کی مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین مختلف نوعیت کے ہیں۔ مکی سورتوں کے مضامین میں عموماً توحید و رسالت، قیامت اور جنت و جہنم کا ذکر ہے۔ نیز رسولوں اور ان کی اقوام کے واقعات، بنیادی و عمومی فضائل و اخلاق کے بیان کے ساتھ ساتھ واضح دلائل سے مشرکین کے جرائم کا رد کیا گیا ہے۔ مزید برآں اپنے جامع مفہوم، ٹھوس اسلوب اور انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ مکی سورتوں کی آیات کلمات کے لحاظ سے چھوٹی ہیں جبکہ مدنی سورتوں میں آیات طویل ہیں جن میں عموماً عبادات، خاندانی زندگی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی معاملات، جہاد و قتال، عدالتی، ریاستی اور بین الاقوامی معاملات، منافقین کی شر انگیزیوں اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف سازشوں پر مبنی کردار اور اہلِ کتاب سے متعلق ہدایات اور احکامات بیان ہوئے ہیں۔ مزید برآں قرآنِ حکیم کی ابتدائی مدنی سورتوں میں شریعتِ اسلامی اور اہلِ کتاب سے خطاب کے مضامین متواتر آئے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حالات کے تناظر میں مکی اور مدنی سورتوں کا جائزہ

مکہ مکرمہ میں قرآنِ کریم کے مخاطب زیادہ تر مشرکین عرب تھے جو توحید و رسالت، قرآنِ کریم اور آخرت کے منکر تھے۔ حد درجہ شرکیہ اعمال اور اخلاقی پستی میں مبتلا تھے۔ اس لئے مکی سورتوں میں واضح دلائل سے مشرکین کے غلط عقائد کی تردید اور اعمالِ فاسدہ کی اصلاح کی گئی ہے۔ مکی سورتوں میں زیادہ تر خطاب انہی کے حوالہ سے ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات دے کر بھی ان پر اتمامِ حجت کیا گیا ہے۔ چونکہ مکہ مکرمہ کے لوگ فصاحت و بلاغت میں بہت مشہور تھے اس لئے مکی سورتوں میں فصاحت و بلاغت کا پہلو بھی بہت نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد تھی نیز انہیں قوت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کو انفرادی و اجتماعی تمام معاملات کے لئے شریعت کے قواعد، قوانین اور احکامات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مدنی سورتوں میں شریعت کے احکامات کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔ مزید برآں مدینہ طیبہ میں یہود بھی آباد تھے۔ ان کے غلط عقائد و نظریات کی بھی تردید کی گئی ہے۔ نیز ایک گروہ منافقین کا بھی موجود تھا اور یہ وہ لوگ تھے جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے لیکن دل سے اس کی تصدیق کے تقاضے پورے نہ کرتے بلکہ وہ عظمتِ نبوت اور کمالاتِ رسالت کے منکر تھے اور رسول اللہ ﷺ پر کما حقہ ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر تھے جبکہ بظاہر وہ اپنے آپ کو پکے مسلمان اور مصلح و داعیِ امن شمار کرتے تھے ان کے اس دوغلے کردار اور مذموم طرزِ عمل کا ذکر مدنی سورتوں میں جگہ جگہ کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کی مدینہ طیبہ آمد اور یہود کا سامنا

مدینہ طیبہ کے اصل باشندے انصار ہی تھے لیکن یہودی بھی بڑی تعداد میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ بہت سے معاشی و معاشرتی معاملات میں ان کا اثر و رسوخ تھا۔ یہود کے تین قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ مدینہ میں آباد تھے جو آپس میں گتھم گتھا رہتے تھے اور اوس اور خزرج کے حلیف بن کر انہیں لڑاتے رہتے تھے۔ چونکہ مسلمانوں کو اپنی مدنی زندگی میں سب سے پہلے یہودیوں کا سامنا ہوا۔ اس لئے سورۃ البقرہ میں یہود کی کیفیات کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہود اہلِ کتاب تھے اس لئے توحید، وحی، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ پر ان کا ایمان تھا۔ لیکن وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے علاوہ نبوت کسی اور کو بھی عطا کی جا سکتی ہے۔ عملی اعتبار سے ان کی پستی کی حالت یہ تھی کہ وہ معمولی سے دنیاوی فائدہ کے لئے تورات کی واضح آیتوں کا انکار بلکہ ان میں تبدیلی کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے تورات میں مذکور فضائل و کمالات اور

آپ ﷺ کی رسالت کے ذکر کو چھپانے میں ذرا جھجک محسوس نہ کرتے۔ تجارت کی منڈیوں پر ان کا قبضہ تھا۔ یثرب کی زرخیز زمینیں اور شاداب باغات ان کی ملکیت میں آچکے تھے۔ علم و دانش میں بھی یہ لوگ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آئینی طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر حکومت یہود کی تھی۔ یہود اسی گھمنڈ میں معاشی اور معاشرتی برائیوں میں اتنا آگے بڑھ گئے کہ کسی نئے دین کو قبول کرنا تو درکنار انہوں نے اپنے ہی دین کی بھی تمام شرعی حدود و قیود کو پامال کر دیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو یہود کی طرف سے سخت ٹکراؤ کا سامنا تھا اور انہیں اسی ماحول میں دین اسلام کی مؤثر تبلیغ بھی کرنی تھی۔

مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کا غلبہ اور مسائل

مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہونے لگی نیز مدینہ طیبہ میں آباد مشرکوں کے دو بڑے مشہور قبائل اوس اور خزرج کی اکثریت نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ مکہ مکرمہ سے مسلمانوں کی ہجرت کے بعد اسلام متفرق اور منتشر افراد کا دین نہ رہا تھا بلکہ ایک جماعت اور ایک قوم نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کی زندگی کے تمام گوشوں کی مضبوط خطوط پر تنظیم کر دی جائے۔

ایک اور غور طلب پہلو یہ ہے کہ مکی زندگی میں تو مسلمان کفار کے ظلم و ستم سہتے اور صبر کرتے۔ مدینہ طیبہ میں جب مسلمان ایک قوت کی شکل اختیار کرنے لگے تو کفار نے اپنی اجتماعی طاقت سے اسلام کو مٹانے کا عزم کر لیا۔ اب مشرکین مکہ کے علاوہ دوسرے مشرک قبائل بھی مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تُلے ہوئے تھے۔ نیز مدینہ طیبہ میں موجود یہود حسد کا شکار ہو کر اس لئے مسلمانوں کے دشمن بن گئے تھے کہ آنے والے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ، حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد کے بجائے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کیوں مبعوث ہوئے۔ یوں ایک طرف مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی بستی تھی اور دوسری طرف سارے عرب کے مشرکین اور کفار تھے جو اس کا استیصال کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی اہل ایمان کو کفر سے ٹکّر لینے کے لئے قتال کی اجازت دے دی اور انہیں فتح و نصرت اور غلبہ کی بشارت بھی دی۔

ترویج و اشاعت اور غلبہ دین کی جدوجہد کے اس مرحلہ میں ایک نیا عنصر منافقین کا بھی ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ یہ واضح رہے کہ ہجرت سے پہلے منافقین کا نشان نہیں ملتا کیونکہ مکہ مکرمہ میں مخالفین کو قوت حاصل تھیں انہیں کسی قسم کے نفاق کی ضرورت نہ تھی وہاں تو مسلمان خود مظلوم تھے مگر ہجرت کے بعد یہ منافق لوگ ظاہر ہوئے اور سُورۃ البقرہ کے نزول کے وقت ان کے ظہور کی محض ابتدا تھی اس لئے اگرچہ اس مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی طرف صرف اجمالی اشارات فرمائے اور بعد میں ان کی مزید جو جو عادات و حرکات نمایاں ہوتی گئیں اسی قدر تفصیل کے ساتھ بعد کی سورتوں میں ہر قسم کے منافقین کے متعلق ان کی نوعیت کے لحاظ سے الگ الگ احکام نازل ہوتے رہے۔ لیکن ابتدائے کلام میں ان کے اس طرزِ عمل کا حتمی انجام یہ بیان فرمایا گیا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے بغیر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں وہ مومن نہیں چونکہ منافقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور قیامت کے برپا ہونے میں کسی قسم کے تردد کا شکار نہیں تھے۔ اس لئے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ پر صدق دل سے ایمان نہیں لاتے اس وقت تک ان کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ لہٰذا حکم دیا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم اور صاحبِ قرآن ﷺ پر ایمان لے آؤ اور حضور نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت و اتباع کرو۔ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع ہی فلاح و نجات کا ذریعہ ہے۔

زمانہ نزول اور پس منظر

مذکورہ بالا حالات میں رحمت دو عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ یہاں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے مرکز کے طور پر مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔ مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم فرمایا اور یہاں پر آباد عرب قبائل "اوس اور خزرج"

کے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ جب مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں قوت اور اختیار حاصل ہو گیا اور ایک اسلامی معاشرہ قائم ہوا تو اللہ ﷻ نے تمدّن، معاشرت، معیشت، قانون، آئین، اور سیاست کے متعلق بھی ہدایات عطا فرمائیں۔ مسلمانوں کو یہ بتا دیا گیا کہ دین اسلام کی اساس پر یہ نیا نظام زندگی کس طرح تعمیر کیا جائے۔ اس سورت کا بیشتر حصّہ ہجرت مدینہ کے بعد مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوا ہے اور بقیہ حصّہ جو بعد میں نازل ہوا اور مضامین کی مناسبت کے لحاظ سے اس سورت میں شامل کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ سود کی ممانعت کے سلسلہ میں جو آخری آیات نازل ہوئی ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں حالانکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے بالکل آخری زمانہ میں اُتری تھیں۔

نام اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام سورۃ البقرۃ اس لئے ہے کہ اس کی آیات ۶۷ تا ۷۳ میں ایک قاتل کی نشاندہی کے لئے "بَقَرَۃ" یعنی گائے کو ذبح کرنے کا واقعہ مذکور ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ لیکن اس سورت کو "بَقَرَۃ" کہنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ اس میں گائے کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ سورت جس میں گائے کا ذکر آیا ہے۔ قرآنِ حکیم کی ہر سورت میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کے لئے مضمون کے لحاظ سے جامع عنوانات تجویز نہیں کیئے جاسکتے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے قرآنِ حکیم کی بیشتر سورتوں کے لئے عنوانات کے بجائے نام تجویز فرمائے جو محض علامت کا کام دیتے ہیں۔

مرکزی مضمون

سورت کا مرکزی مضمون "ہدایت" ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ جس طرح اس سے پہلے اللہ ﷻ انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ کتابیں بھیجتا رہا ہے اسی طرح اس نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو بھی قرآنِ حکیم کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ یہ واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر اور آپ ﷺ کی کامل اطاعت واتباع کیئے بغیر ایمان کا دعویٰ قبول نہیں۔

تعارف

یہ قرآنِ حکیم کی سب سے طویل سورت ہے۔ اس میں بہت سے مواعظ، احکام اور قصص بیان ہوئے ہیں۔ قرآنِ مجید کی سب سے طویل آیت دَین (قرض، آیت: ۲۸۲) بھی اسی سورت میں ہے۔ مزید برآں قرآنِ کریم کی تمام آیتوں کی سردار آیت الکرسی (آیت: ۲۵۵) بھی اسی سورت میں ہے۔ آپ ﷺ کی ہجرت ِ مدینہ طیبہ کے بعد سب سے پہلے اسی سورت کا نزول شروع ہوا اور مختلف مواقع پر مختلف آیتیں نازل ہوتی رہیں۔

اہم مضامین پر ایک نظر

سورۃ البقرۃ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصہ (آیات: ۱ تا ۱۵۲) میں کچھ تمہیدی مضامین کے ساتھ ساتھ سابقہ اہل کتاب یعنی بنی اسرائیل کے عروج وزوال کا بھی تذکرہ کیا گیا۔ بنی اسرائیل کی تاریخ اور ان کی اخلاقی و مذہبی حالت پر تنقید کی گئی ہے اور ان کے بگڑے ہوئے مذہب واخلاق کی نمایاں خرابیوں کے مقابلہ میں دین اسلام کے حقیقی اصول پہلو بہ پہلو پیش کیئے گئے ہیں اور جگہ جگہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور رفعت شان کو بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے حصہ (آیات: ۱۵۳ تا ۲۸۶) میں اُمّتِ وسط یعنی نبی کریم ﷺ کی امت جو بہترین امت ہے سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں عقائد وعبادات کے علاوہ سیاسی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی معاملات کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ

ا۔ سابقہ امت بنی اسرائیل سے خطاب (آیات: ۱ تا ۱۵۲)

ان آیات میں درج ذیل مضامین کا بیان ہے:

i. آیات ۱ تا ۲۰: تین کرداروں اور گروہوں کا بیان: ا۔ پکے مسلمان۔ ۲۔ پکے کافر۔ ۳۔ منافقین۔

ii. آیات ۲۱ تا ۲۹: قرآنِ حکیم کی بنیادی دعوت: عبادتِ رب اور ایمانیات کا بیان۔

iii. آیات ۳۰ تا ۳۹: حضرت آدم علیہ السلام کے لئے خلافت ارضی اور فضیلت علم۔

iv. آیات ۴۰ تا ۴۶: بنی اسرائیل کے لئے دعوت: رسالتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر ایمان لانے کا تقاضا۔

v. آیات ۴۷ تا ۱۲۳: بنی اسرائیل کے جرائم اور اُن کے لئے ملامت۔

vi. آیات ۱۲۴ تا ۱۵۲: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی منشاورضا کے مطابق قبلہ اوّل کی تبدیلی، بنی اسرائیل کی معزولی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی امت کو بہترین امت قرار دیا جانا۔

۲۔ آخری اُمتِ مسلمہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اُمت سے خطاب (آیات: ۱۵۳ تا ۲۸۶)

ان آیات میں درج ذیل چار مضامین کا بیان ہے:

i. عبادات: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ اور قربانی کے بارے میں احکامات۔

ii. معاملات: سُود، قرض، رہن، نکاح، عدت، رضاعت، طلاق، قصاص، اور وصیت کے بارے میں احکامات۔

iii. انفاق فی سبیل اللہ: زیرِ کفالت افراد، رشتہ داروں، محتاجوں کی ضروریات اور دین اسلام کی نشرواشاعت کے لئے خرچ کرنے کے بارے میں احکامات۔

iv. قتال فی سبیل اللہ: دشمنان اسلام کا زور توڑنے، اہل ایمان کے دفاع، فتنہ کے خاتمہ اور دین حق کے غلبہ کے حوالہ سے قتال کے احکامات۔

۳۔ درمیان میں پانچ طویل آیات کا مضمون:

i. آیت ۱۶۴: (آیت الآیات) ایک ہی آیت میں کئی نشانیوں کا بیان۔

ii. آیت ۱۷۷: (آیت البِرّ) نیکی کے بیان پر جامع آیت۔

iii. آیت ۲۱۳: (آیت الاختلاف) انسانوں میں ہونے والے اختلافات کی وجہ اور اُس کے حل کا بیان۔

iv. آیت ۲۵۵: (آیت الکرسی) تمام آیاتِ قرآنی کی سردار، ذات وصفات باری تعالیٰ کا جامع بیان۔

v. آیت ۲۸۲: (آیت الدَین) قرض کے معاملہ کے بارے میں ہدایات۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں سورۃ البقرۃ کی فضیلت واہمیت

۱- ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (ذکر و تلاوت سے گھروں کو خالی نہ رکھو) بے شک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے“۔(جامع ترمذی، صحیح مسلم)

۲- ”دو روشن (سورتوں) سورۃ البقرہ اور سورۃ آلِ عمران کو پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے بادل ہوں یا جیسے پرندوں کی دو صف بستہ جماعتیں ہوں۔ وہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کے لئے تکرار کریں گی۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳- ”ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآنِ حکیم کا کوہان (چوٹی) سورۃ البقرہ ہے۔“(جامع ترمذی، صحیح مسلم)

۴- ”جو شخص بھی سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات میں (سونے سے پہلے) پڑھے گا اس کے لئے یہ کفایت کر جائیں گی۔“(صحیح بخاری)

۵- ”سورۃ البقرہ پڑھا کرو، اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعثِ حسرت اور بد نصیبی ہے اور اہل باطل (جادو گر، کاہن اور مکار) لوگوں کا اس پر بس نہیں چلتا“(یعنی ان کا فریب اس شخص پر اثر نہیں کرتا)۔ (صحیح مسلم، مجمع البیان)

اہم نکات



سبق: ۲

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

رکوع: ۱تا۴ (آیات: ۱تا۳۹)

رکوع ۱تا۴ کے اہم مضامین

۱۔ قرآن حکیم سے ہدایت پانے والوں کے اوصاف　　　　۲۔ منافقین کی علامات اور ان کے مذموم کردار کی وضاحت

۳۔ قرآن حکیم کی عظمت اور دعوت　　　　۴۔ انسان کا شرف اور ذمہ داری

رکوع ۱تا۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا۷)

قرآن حکیم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اسے متقین کے لئے ہدایت قرار دیا گیا ہے۔ جن کے یہ اوصاف ہیں کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان اوصاف کے حامل لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ اس کے بعد ان بد نصیبوں کا ذکر کیا گیا ہے جو تکبر، ضد، اور ہٹ دھرمی سے کفر اور باطل پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر رب کی طرف سے حصول ہدایت کے ذرائع بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اُخروی انجام آگ کا عذاب ہے۔ گویا ان آیات میں اہل حق اور اہل باطل کے کردار اور ان کے انجام کو نمایاں کیا گیا ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: ۱۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (سیدنا) محمد (ﷺ) اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

رکوع: ۲ (آیات: ۸تا۲۰)

قرآن حکیم کی ہدایت سے فائدہ نہ اٹھانے والے دوسرے طبقہ یعنی منافقین کی علامات کا ذکر ہے۔ منافقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر حق کو قبول کرنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن جب اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کا وقت آتا ہے اور جب حق کے لئے مال وجان کی قربانی دینے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کی دعوت دی جاتی ہے تو منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہ منافقین جو دنیا پرست ہیں، اپنے مفادات کو بچانے کی خاطر اہل حق اور اہل باطل دونوں سے تعلقات استوار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حق کی راہ میں ذرا سی آزمائش آئے تو راہ حق سے پیچھے ہٹ

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> "جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک بات ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے، (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب لڑائی کرے تو بدکلامی کرے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

جاتے ہیں اور جب انہیں اس بُرے عمل پر روکا جائے تو وہ خود اصلاح اور قیامِ امن کے دعوے دار ہوتے ہیں حالانکہ یہی لوگ فسادی ہیں جو در حقیقت اسلام اور امن کے دشمن ہیں۔ کفر اگرچہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے لیکن نفاق اس سے بھی بد تر ہے۔ کفار اور مشرکین نے مسلمانوں کو بے انتہا تکلیفیں پہنچائیں مگر منافقین کی ایذاء رسانی اور اسلام دشمنی سب سے بڑھ گئی۔ در حقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے، موقع بموقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں حیلے بہانے سے گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کرنے اور فتنہ وفساد برپا کرنے میں مصروف رہتے۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کے اس منافقانہ کردار کو بھرپور واضح فرمایا ہے۔

رکوع:۳ (آیات: ۲۱تا۲۹)

نوعِ انسانی کے لئے بندگیٔ رب کی دعوت کا بیان ہے۔ قرآن حکیم کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا بے نظیر کلام قرار دیا گیا اور اس حقیقت کا انکار کرنے والوں کو اس جیسے کلام کی محض ایک سورت مقابلہ میں لانے کا چیلنج دیا گیا۔ مزید برآں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فاسقوں کے کردار سے آگاہ فرمایا جنہیں قرآن حکیم سے ہدایت نہیں ملتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ عہد کرنے کے بعد اسے پورا نہیں کرتے اور زمین میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانیاں کرکے فساد پھیلاتے ہیں۔ کلامِ الٰہی کا انکار کرنے والوں کے لئے جہنم کی آگ کی وعید اور ایمان لاکر نیک اعمال انجام دینے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

رکوع:۴ (آیات: ۳۰تا۳۹)

زندگی کے بارے میں چند بنیادی سوالات کے اطمینان بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ انسانیت کا آغاز کس طرح ہوا؟ دنیا میں انسان کی حیثیت کیا ہے؟ انسان کی کامیابی کا دارو مدار کس بات پر ہے؟ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کائنات اور انسان کا خالق اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ہی ہے۔ اسی نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا اور انہیں نبوت سے سرفراز فرما کر اس کائنات میں خلافت کا عظیم منصب عطا کیا۔ تسخیرِ کائنات کے لئے انہیں علم کی دولت سے سرفراز فرما کر فرشتوں پر فضیلت عطا کی۔ پھر تمام فرشتوں اور ابلیس نامی جنّ کو ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس کے انکار کرنے پر اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو آگاہ کیا کہ دنیا میں ابلیس، ان کی نسل کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانی کی طرف راغب کرے گا۔ اس کے شر کے مقابلہ کے لئے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ہدایت نازل فرماتا رہے گا۔ ہدایت پر عمل کرنے والے کامیاب اور اس سے رخ پھیرنے والے عذاب کا شکار ہوں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

”جس شخص کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ خیر دینا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔“

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
الٓمّٓ۔ (یہ) وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں (یہ) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
اور جو رزق ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ (ﷺ) کی طرف نازل فرمایا گیا

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ
اور اس پر (بھی) جو آپ (ﷺ) سے پہلے نازل فرمایا گیا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے حق میں برابر ہے خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا انہیں نہ ڈرائیں

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٧﴾ ع ١/٧
وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾
اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے حالانکہ (حقیقت میں) وہ مومن نہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾
وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور (حقیقت میں) وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾
ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تو اللہ نے ان کا مرض اور بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ مچاؤ (تو) کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! بے شک یہی فساد کرنے والے ہیں

وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ
لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح (اور) لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لے آؤ

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

تو وہ کہتے ہیں کیا ہم بھی (اُسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ آگاہ ہو جاؤ! بے شک وہی بیوقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ

اور جب یہ (منافقین) ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین (سرداروں) کے پاس جاتے ہیں

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں سے) صرف مذاق کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ ان (منافقین) سے (اپنی شان کے مطابق) استہزاء کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾

(یہ) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی خریدلی لہٰذا نہ تو ان کی تجارت نے کچھ نفع دیا اور نہ ہی وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (تاریکی میں) آگ جلائی جب اس (آگ) نے اس کے آس پاس کا ماحول روشن کردیا

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ

(تو) اللہ نے ان لوگوں کی روشنی سلب کر لی اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (وہ) بہرے گونگے اندھے ہیں

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۙ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

تو وہ (ہدایت کی طرف) رجوع نہیں کریں گے۔ یا (ان منافقین کی مثال) ایسی ہے کہ آسمان سے بارش برس رہی ہو

فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ

جس میں اندھیرے ہوں اور (بادل کی) گرج ہو اور بجلی (کی کڑک) ہو تو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں کڑک کے باعث موت کے ڈر سے

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ

اور اللہ کافروں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی (کی چمک) ان کی آنکھوں (کی بصارت) کو اُچک لے جائے جب ان پر بجلی چمکتی ہے

مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

(تو) وہ اس (کی روشنی) میں چل پڑتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے (تو) وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا

ع ۲ ۱۳ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ

تو ان کی سماعت اور بصارت (کی طاقتوں) کو سلب کر لیتا، بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو

الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾

جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم (عذاب سے) بچ سکو۔

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر اس (پانی) کے ذریعہ تمہارے کھانے کے لئے کچھ پھل نکالے

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ

تو کسی کو اللہ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ جبکہ تم (یہ بات) جانتے ہو۔ اور اگر تم شک میں ہو

مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اس (کلام کی سچائی) کے بارے میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندہ پر نازل کیا ہے تو اس طرح کی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ

اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو خوشخبری دیجیئے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے بے شک اُن کے لئے ایسے باغات ہیں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا

جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں جب کبھی ان کو ان (باغات) میں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (تو) وہ کہیں گے

هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ

کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا حالانکہ انہیں اس سے (صورت میں) ملتا جلتا (پھل) دیا جائے گا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی

وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ

اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ اس بات سے جھجک محسوس نہیں فرماتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی (حقیر) شے کی مثال بیان فرمائے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ

لہٰذا جو لوگ ایمان لائے تو وہ جانتے ہیں کہ یہ (مثال) ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور جنہوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں

مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ

اللہ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا ہے؟ اس (مثال) سے (اللہ) بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور اس سے بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَيَقْطَعُوْنَ

اور اس سے وہ صرف نافرمانوں کو ہی گمراہ کرتا ہے۔ جو اللہ سے کیئے ہوئے عہد کو توڑتے ہیں اسے پختہ کرنے کے بعد اور (اُن رشتوں کو) کاٹتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

جبکہ تم مُردہ تھے تو اس نے تمہیں زندہ فرمایا پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہی تمہیں زندہ فرمائے گا پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ

وہی (اللہ ہے) جس نے تمہارے لئے پیدا فرمایا وہ سب کچھ جو زمین میں ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا

ع ٣ ٩ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ

اور وہ ہر شے کا خوب جاننے والا ہے۔ اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

تو انہوں نے عرض کی کیا تو اس (زمین) میں اُسے (خلیفہ) بناتا ہے جو اس میں فساد مچائے گا اور خون بہائے گا؟ اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں

وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں (اللہ نے) فرمایا بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس (اللہ) نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (چیزوں کے) نام سکھائے

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ

پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے عرض کی (اے اللہ) تو پاک ہے

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ

ہمارے پاس تو اتنا ہی علم ہے جو تُو نے ہمیں سکھایا بے شک تُو خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ (پھر اللہ نے) فرمایا اے آدم!

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

تم ان (فرشتوں) کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ پھر جب انہوں نے ان (فرشتوں) کو ان (چیزوں) کے نام بتائے (تو اللہ نے) فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا

اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

کہ بے شک میں آسمانوں اور زمینوں کی (سب) پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠

اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو جی بھر کے کھاؤ (پیو)

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

اورتم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں نقصان کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے ڈگمگادیا

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

اور جس (عیش و آرام) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا اور (پھر) ہم نے کہا تم سب (یہاں سے) اُتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک (مقررہ) وقت تک کے لئے فائدہ اُٹھانا ہے۔ پھر آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے (توبہ کے) کچھ کلمات سیکھ لیئے

فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ

تو اس (اللہ) نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ ہم نے کہا تم سب یہاں سے اُتر جاؤ

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾

پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی توان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ع ۴ / ۱۰

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہ لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔



علم و عمل کی باتیں

۱- قرآنِ حکیم ہر شک اور شبہ سے پاک کلامِ الٰہی ہے جس سے متقین ہدایت پاتے ہیں۔(سورۃ البقرہ، آیت:۲)
۲- ایمان کا اظہار عمل سے ہوتا ہے جس میں اولین عمل نماز قائم کرنا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۳)
۳- صدقِ دل سے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ تمام رسولوں بالخصوص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۸)
۴- اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ہی انسانوں کا خالق اور رب ہے اس کا بندوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں۔(سورۃ البقرہ، آیت:۲۱)
۵- اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اُن ہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے عہد کو توڑتے، قطع رحمی کرتے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیات:۲۶تا۲۷)
۶- اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت کے منصب پر فائز فرما کر زمین میں بھیجا۔(سورۃ البقرہ، آیت:۳۰)
۷- حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ نے آپ علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اسماء اور ان کی حقیقتوں کے علم سے نوازا اور اس بناء پر انہیں ملائکہ پر امتیازی حیثیت عطا فرمائی(سورۃ البقرہ، آیات:۳۱تا۳۳)
۸- اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے حکم کی خلاف ورزی اور تکبر کرنا شیطانی طرزِ عمل ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۳۴)
۹- شیطان انسان کا دشمن ہے جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی نافرمانی پر آمادہ کرنے کے لئے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۳۶)
۱۰- انسان کی عظمت اس بات میں ہے کہ بھول وخطا ہو جانے پر فوراً توبہ کرے اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی طرف رجوع کرے جو بہت توبہ قبول کرنے اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۳۷)
۱۱- اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی طرف سے عطا کردہ "ہدایت" ہی اصل اور اہم ترین چیز ہے جس کی پیروی کرنے والے خوف اور غم سے نجات پاتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۳۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات:۱تا۷ میں بتایا گیا ہے قرآنِ حکیم وہ عظیم کتاب ہے جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے لئے ہدایت ہے۔
(۲) آیات:۸تا۲۰ کے مطابق منافقین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے بدلہ گمراہی خریدتے ہیں۔
(۳) آیات:۲۱تا۲۹ میں قرآنِ حکیم کو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کا کلام نہ ماننے والوں کو آیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں جواب دیا گیا ہے۔
(۴) آیات:۲۱تا۲۹ میں جس آگ سے ڈرنے کا کہا گیا اس کا ایندھن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔
(۵) آیات:۳۰تا۳۹ میں فرشتوں نے انسانوں کے متعلق کہا کہ وہ زمین میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرے گا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہائے گا۔
(۶) آیات:۳۰تا۳۹ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی نازل کردہ ہدایت پر عمل کرنے والے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے محفوظ ہوں گے۔
(۷) آیات:۳۰تا۳۹ میں اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بنا کر اعزاز عطا کیے جانے کا ذکر ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۱تا۷ کی روشنی میں متقین کی پانچ صفات تحریر کریں۔

۲- آیات: ۸ تا ۲۰ میں ذکر کی گئیں منافقین کی کوئی پانچ علامات بیان کریں۔

۳- آیات: ۸ تا ۲۰ کی روشنی میں بتائیں کہ منافقین کے لئے کیا مثال بیان کی گئی ہے؟

۴- آیات: ۲۱ تا ۲۹ میں توحیدِ باری تعالیٰ کے لئے دیئے گئے دلائل میں سے کوئی پانچ دلائل بیان کریں۔

۵- آیات: ۲۱ تا ۲۹ میں کفار و مشرکین کو قرآنِ حکیم میں شک کرنے پر کیا چیلنج دیا گیا ہے؟

۶- آیات: ۳۰تا۳۹ کی روشنی میں جواب دیجیۓ کہ فرشتوں نے انسان اور اپنے بارے میں کیا اظہار کیا؟

۷- آیات: ۳۰تا۳۹ کی روشنی میں جواب دیجیۓ کہ کیسے لوگ خوف اور غم سے محفوظ رہیں گے؟

سوال ۳ علم دین کی فضیلت و اہمیت پر قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایک مضمون تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- دین اسلام میں ایمان بالغیب کی بہت اہمیت ہے کسی صاحب علم سے اس موضوع پر کوئی دو احادیث مبارکہ معلوم کرکے تحریر کریں۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے جبکہ ہم کئی دفعہ دیکھتے اور سنتے ہیں کہ لوگ اپنے رشتہ داروں سے نہیں ملتے۔ اگر آپ اپنے خاندان میں کچھ ایسے افراد کو جانتے ہیں تو اپنے گھر والوں کی مدد سے ان کی آپس میں ملاقات اور صلہ رحمی کرانے کا اہتمام کریں۔
- قرآنِ حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصّہ کئی مقامات پر بیان ہوا ہے، کم از کم پانچ مقامات تلاش کرکے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔

نمبر شمار	سورت کا نام	آیات
۱		
۲		
۳		
۴		
۵		

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۳

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃِ

سورۃ البقرۃ ۲ | رکوع:۵ تا ۹ (آیات: ۴۰ تا ۸۲)

رکوع ۵ تا ۹ کے اہم مضامین

۱۔ بنی اسرائیل کے لئے خصوصی ہدایات ۲۔ بنی اسرائیل پر انعامات اور ان کی ناشکری ۳۔ بنی اسرائیل کی ناشکری کی سزا

۴۔ بنی اسرائیل کی عہد شکنی اور حکمِ الٰہی پر عمل کرنے میں ٹال مٹول اور حیلے بہانے ۵۔ بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کی حالت زار

رکوع ۵ تا ۹ کے مضامین کے چند نکات

رکوع:۵ (آیات: ۴۰ تا ۴۶)

اہل کتاب بنی اسرائیل سے خطاب کا آغاز ہوتا ہے۔ انہیں نصیحت کی گئ کہ نعمتوں پر شکر کرو، ایفائے عہد کرو، قرآن مجید پر ایمان لاؤ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کے بدلہ دنیاوی منافع حاصل نہ کرو، جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو تو اچھی باتوں کی نصیحت کرو اور خود اپنے آپ کو بھول جاؤ۔ نماز اور صبر سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کے طلب گار بنو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملاقات کا یقین رکھو، بالآخر تمہیں اعمال کی جواب دہی کے لئے اسی کی طرف پلٹنا ہے اور اسی رب کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔

> **فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم**
>
> ”ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، آگ میں اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی اور وہ (انتڑیوں کے گرد) چکی کے گدھے کی طرح گھومتا رہے گا۔ دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے، اے فلاں! یہ تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو (دنیا میں) ہمیں اچھی بات کا حکم دیتا اور بُری بات سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا، بے شک میں تمہیں اچھی بات کا حکم دیتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں بُرے کام سے منع کرتا تھا، لیکن خود وہی کام کیا کرتا تھا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۶ (آیات: ۴۷ تا ۵۹)

بنی اسرائیل پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات اور ان کی ناشکری و نافرمانی کا بیان ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اس دور کے لوگوں پر فضیلت دی، فرعون کے ظلم سے بچایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ کتاب ہدایت عطا کی، صحرائے سینا میں بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ کی صورت میں انتہائی عمدہ غذا انہیں عطا فرمائی۔ ان بے شمار نعمتوں پر بنی اسرائیل شکر کرنے کے بجائے رحیم و کریم رب کے ساتھ شرک کرنے کا ظلم کرنے لگے اور بچھڑے کو معبود بنا کر اس کی پوجا کرنا شروع کر دی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس سنگین جرم کو بھی معاف فرما دیا، اسی طرح انہوں نے کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ظاہر اور کھلی آنکھوں سے دیکھنے تک کا مطالبہ کر ڈالا جس پر انہیں موت دے دی گئی۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا و التجا پر انہیں دوبارہ زندگی بخشی، انہیں (ارضِ مقدس) شہر میں عجز و انکساری کے ساتھ داخل ہونے کا حکم دیا گیا انہوں نے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کی۔ ان پے درپے انعاماتِ باری تعالیٰ کی ناشکری، ناقدری اور مذاق اڑانے پر انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے عبرت اور سزا کے طور پر چھوٹے چھوٹے مختلف عذابوں میں مبتلا کیا گیا۔

رکوع:۷ (آیات: ۶۰ تا ۶۱)

بنی اسرائیل پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احسانات اور بنی اسرائیل کی نافرمانیوں پر سزا کا ذکر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مارا اور ان کے بارہ قبائل کے لئے صحرا میں ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

کہا کہ ہم من و سلویٰ کھا کھا کر اُکتا چکے ہیں ہمیں تو ایسی غذائیں پسند ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اعلیٰ نعمتوں کا نزول ختم کر دیا اور انہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ تھے لہٰذا شدید محتاجی، غذا کی قلت اور ذلت سے دوچار ہو کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب کے مستحق ٹھہرے یہ سب اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، انبیاء کرام علیہم السلام کا ناحق قتل کیا، مسلسل نافرمانیاں کیں اور شریعت کی حدود کو پامال کیا۔

رکوع:۸ (آیات: ۶۲ تا ۷۱)

بنی اسرائیل سے لیئے گئے ایک عہد کا ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام کر احکامات اور ہدایات کو یاد رکھیں گے، لیکن بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے عہد شکنی کی جس پر بندروں کی شکل میں ان کی صورتیں مسخ کر کے اُنہیں سخت ترین سزا دی گئی تاکہ ان ظالموں کے انجام میں آئندہ نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہو۔ پھر گائے کے حوالے سے ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ ایک قاتل کا پتہ لگانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم سنایا کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بجائے اس کے کہ وہ فوراً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے اور ایک گائے ذبح کر دیتے انہوں نے کٹ حجتیاں شروع کر دیں، حکمِ الٰہی کو حیلے بہانوں سے ٹالنے لگے۔ پوچھنے لگے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ اس کا رنگ کیسا ہے؟ اس کی صفات کون کون سی ہیں؟ آخر کار ان کے لئے ایک ایسی گائے معین کر دی گئی جسے وہ مقدس سمجھتے تھے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

”جس چیز سے میں تمہیں روکتا ہوں اس سے بچو اور جن باتوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جتنا ہو سکے اُن پر عمل کرو، بے شک تم سے پہلے کے لوگ کثرتِ سوالات اور انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۹ (آیات: ۷۲ تا ۸۲)

گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا ملنے کے ذریعہ مردے کو زندہ کر کے حیات بعد الموت کی عملی مثال پیش کی گئی۔ یہود کے دلوں میں سختی کا ذکر ہے کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ حقائق کے مشاہدہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزات اور نشانیاں دیکھ لینے کے باوجود بھی یہ غفلت میں مبتلا ہو گئے۔ پھر مسلمانوں کو ایمان لانے کے حوالہ سے بنی اسرائیل کے رویہ سے آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کر دینے سے بھی باز نہیں آتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واضح اوصاف و کمالات چھپانے کو کوئی جرم نہیں سمجھتے بلکہ اس تحریف کو ہی اصل کتاب بتاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے عوام کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ وہ شریعت کا علم رکھتے ہی نہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کو شریعت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے اکثر علماء جانتے بوجھتے شریعت کے خلاف باتیں بتا کر دنیا کماتے ہیں۔ ان کے لئے روزِ قیامت دوگنا عذاب ہو گا۔ دنیا کمانے کی بنا پر اور اس گمراہی کے سبب سے جو غلط باتوں کی وجہ سے پھیلی۔ ان کا خوش کن عقیدہ ہے کہ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لاڈلے ہیں اور دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ضابطہ تو یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر کفر جیسا بڑا گناہ کیا تو وہ جہنمی ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے رہے، وہ جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کریں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

”جس شخص نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لئے سیکھا جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

”جو شخص دنیا کے مال کی خاطر حدیث (اور) دین کا علم حاصل کرے آخرت کے دن اُسے ثواب کا کوئی حصہ نہیں ملے گا اور جو شخص آخرت کی بھلائی کی خاطر دین کا علم حاصل کرے اللہ اسے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے گا۔“ (بحار الانوار، کافی)

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور تم میرے (ساتھ کیئے ہوئے) عہد کو پورا کرو

اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٤٠﴾ وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ

میں تمہارے (ساتھ کیئے گئے) عہد کو پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ اور ایمان لاؤ اس (قرآن) پر جو میں نے نازل کیا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ

جو تصدیق کرتا ہے اس (تورات) کی جو تمہارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے اس کا انکار کرنے والے نہ بنو اور نہ بیچ ڈالو میری آیتوں کو تھوڑے سے معاوضہ میں

وَ اِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿٤١﴾ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو اور جان بُوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت (بھی) کرتے ہو

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ﴿٤٥﴾

تو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ اور صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو اور بے شک وہ (نماز) بہت بھاری ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں) جو عاجزی کرنے والے ہیں۔

ع ۵ ۷ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿٤٦﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

جو یقین رکھتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور بے شک اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ اے بنی اسرائیل!

اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور بے شک میں نے تمہیں (اس وقت کے) تمام جہان (والوں) پر فضیلت عطا کی۔ اور اس دن سے ڈرو

لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

جب کوئی شخص کسی دوسرے کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اس سے (بغیر اذنِ الٰہی) کوئی سفارش قبول کی جائے گی

وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

اور نہ اس سے کسی طرح کا معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ (کسی اور طرح) ان کی مدد کی جائے گی۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو آلِ فرعون سے نجات عطا کی

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

وہ تمہیں بُری طرح اذیت پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں (بیٹیوں) کو زندہ چھوڑ دیتے تھے

وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

اور اِس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا پھر تمہیں نجات دی

وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

اور آلِ فرعون کو غرق کر دیا جبکہ تم (یہ سب) دیکھ رہے تھے۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾

پھر اُن کے (طور پر جانے کے) بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظالم بن گئے۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔

وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اور (حق و باطل میں) فرق کرنے والا (معجزہ) عطا کیا تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم! یقیناً تم نے اپنے اوپر ظلم کیا بچھڑے کو (بطور معبود) اختیار کر کے

فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ

تو تم اپنے خالق کے حضور توبہ کرو پھر ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول فرمالی

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

بے شک وہی بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز آپ پر یقین نہیں کریں گے

حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

جب تک ہم اللہ کو ظاہر نہ دیکھ لیں تو تمہیں (بجلی کی) کڑک نے آپکڑا اس حال میں کہ تم دیکھتے رہ گئے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ

پھر تمہاری موت کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیئے رکھا اور تم پر مَن اور سَلویٰ اُتارا

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

(اور فرمایا) تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ (پیو) جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرتے تھے۔

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا

اور (یاد کرو) جب ہم نے (اُن سے) کہا اس بستی میں داخل ہو جاؤ پھر اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ (پیو)

وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡؕ

اور (شہر کے) دروازے سے سروں کو جھکاتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا (اے اللہ!) ہمیں بخش دے (تو) ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے

وَسَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ

اور ہم عنقریب نیک لوگوں کو اور زیادہ (اجر) عطا کریں گے۔ مگر ظالموں نے وہ بات جو انہیں کہی گئی تھی دوسری بات سے بدل ڈالی

ع ٦ ١٣ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ؑ وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ

توہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لئے (اللہ سے) پانی مانگا

فَقُلۡنَا اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًاؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡؕ

تو ہم نے فرمایا اپنا عصا پتھر پر مارو تو اس (پتھر) میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے یقیناً ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ جان لی

كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى

(ہم نے فرمایا) کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق میں سے اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰ!

لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ

ہم ایک (ہی) کھانے پر ہرگز صبر نہیں کرسکتے لہٰذا ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے وہ (چیزیں) نکالے جو زمین اُگاتی ہے

مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَاؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى

اس کا ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا کیا تم بدلہ میں لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے

بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡؕ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُق

اس چیز کی جگہ جو عمدہ ہے (جاؤ) کسی شہر میں اتر جاؤ تو بے شک تمہیں وہ مل جائے گا جو تم نے مانگا اور اُن پر ذلت اور محتاجی مسلط کردی گئی

وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّؕ

اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے یہ اِس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق (شہید) کرتے تھے

ع ٧ ٢ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾ؑ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيۡنَ

یہ اِس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور (جو) نصرانی اور صابی ہیں

مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡۚ

(ان میں سے) جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کے لئے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَؕ

اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ وعدہ لیا اور تم پر طور (پہاڑ) کو بلند کیا

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝٦٣

(اور حکم دیا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے (اسے) مضبوطی سے تھامو اور جو (کچھ) اس میں ہے (اسے) یاد رکھو تاکہ تم (عذاب سے) بچ سکو۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٦٤

پھر اس (وعدہ کے) بعد تم پھر گئے تو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۚ۝٦٥

اور تم اُنہیں خوب جانتے ہو جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن کے بارے میں تجاوز کیا تھا تو ہم نے اُنہیں کہہ دیا کہ دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٦٦

تو ہم نے اِس (واقعہ) کو اُن کے لئے عبرت بنا دیا جو اس وقت موجود تھے اور جو بعد میں آنے والے تھے اور (اُسے) پرہیزگاروں کے لئے نصیحت بنا دیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو وہ بولے کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں؟

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝٦٧

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں (مذاق کر کے ایسے) نادانوں میں شامل ہو جاؤں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

وہ کہنے لگے ہمارے لئے اپنے رب سے پوچھیے وہ ہمیں واضح طور پر بتائے کہ وہ کیسی (گائے) ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا بے شک اللہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝٦٨

کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بالکل بچھیا (بلکہ) درمیانی عمر کی ہو تو (اُس پر) عمل کرو جو تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

(پھر) کہنے لگے اپنے رب سے ہمارے لئے پوچھیے وہ واضح طور پر ہمیں بتا دے کہ اُس کا رنگ کیسا ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا بے شک اللہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝٦٩ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

کہ وہ زرد رنگ کی گائے ہو جس کی رنگت تیز ہو وہ دیکھنے والوں کو بھلی لگتی ہو۔ (اب) کہنے لگے اپنے رب سے (پھر) ہمارے لئے پوچھیے

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝٧٠

وہ ہمارے لئے واضح فرما دے کہ وہ (گائے) کیسی ہو؟ بے شک (وہ) گائے ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم (اُسے) ضرور ڈھونڈ لیں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ

(موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا بے شک اللہ فرماتا ہے کہ یہ گائے ایسی سدھائی ہوئی نہ ہو جو ہل چلاتی ہو اور نہ ہی کھیتی کو پانی دیتی ہو (وہ) بالکل سالم ہو

ع ۸/۱۰

لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع

اُس میں کوئی داغ نہ ہو کہنے لگے اب آپ ٹھیک ٹھیک بات لائے ہیں پھر اُنہوں نے اس (متعین گائے) کو ذبح کیا حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں لگتے تھے۔

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ ج

اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر تم ایک دوسرے پر اس کا اِلزام لگانے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا وہ بات جو تم چھپا رہے تھے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾

تو ہم نے کہا کہ اُس (مقتول) کے جسم پر (گائے کا) ایک حصہ مارو یوں اللہ مُردوں کو زندہ فرماتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے شاید تم سمجھو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ

پھر تمہارے دل سخت ہوگئے اس (منظر کو دیکھنے) کے بعد بھی پس وہ تو پتھر کی طرح (سخت) ہیں بلکہ اِس سے بھی زیادہ سخت

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ

اور (اِس لئے کہ) بے شک کئی پتھر ایسے (بھی) ہوتے ہیں جن سے نہریں بہہ نکلتی ہیں اور کئی ایسے (بھی) ہیں کہ وہ پھٹتے ہیں تو ان سے پانی نکلنے لگتا ہے

وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧٤﴾

اور کئی ایسے (بھی) ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اللہ بے خبر نہیں اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

(اے مسلمانو!) کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ وہ (یہودی) تمہاری بات مان لیں کے حالانکہ یقیناً ان میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا تھا

يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ج

جو اللہ کے کلام کو سنتے تھے پھر اس کو سمجھنے کے بعد جانتے بوجھتے اسے بدل دیتے تھے۔ اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں (تو) کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں

وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

اور جب تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان (مسلمانوں) کو حقائق بتاتے ہو جو (تمہاری کتاب میں) اللہ نے تم پر واضح کیئے ہیں

لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ

تاکہ وہ ان (حقائق) کو تمہارے رب کے سامنے تمہارے خلاف دلیل بنائیں تو کیا تم اِتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔ کیا وہ نہیں جانتے

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ

کہ اللہ (سب) جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے

إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ق

سوائے جھوٹی امیدوں کے اور وہ تو صرف گمان کرتے ہیں۔ تو ان کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ

پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اِس کے بدلہ حقیر سا معاوضہ حاصل کر لیں تو ان کے لئے ہلاکت ہے

مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

اس (تحریر کی وجہ) سے جو ان کے ہاتھوں نے لکھی اور ان کے لئے ہلاکت ہے اس (معاوضہ) کی وجہ سے جو وہ کما رہے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

اور اُنہوں نے کہا ہمیں (جہنم کی) آگ گنتی کے چند دن کے سوا ہر گز نہ چھوئے گی آپ پوچھیے کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

تو اللہ اپنے عہد کی خلاف ورزی ہر گز نہ کرے گا یا تم اللہ پر بہتان باندھ رہے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے۔ کیوں نہیں! جس نے (بڑی) بُرائی کی

وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور اُسے اُس کے گناہ نے گھیر لیا تو وہ آگ والے ہیں وہ اُس (آگ) میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے

ع ۹/۱۱ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

وہ جنت والے ہیں وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔



علم و عمل کی باتیں

۱- آیاتِ الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کا بڑے سے بڑا مفاد بھی حقیر ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت: ۴۱)

۲- دوسروں کو نیکی کی طرف بلانا ضرور چاہیئے، البتہ اس کے ساتھ اپنی اصلاح اور دینی تقاضوں پر عمل کی بھی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۴۴)

۳- مشکلات اور مصائب میں صبر اور نماز اللہ ﷻ کی مدد حاصل کرنے کے مؤثر ذرائع ہیں۔(سورۃ البقرہ، آیت: ۴۵)

۴- روزِ قیامت کی پیشی کا خوف رکھتے ہوئے اُس کی تیاری کی جائے جس دن اللہ ﷻ کی اجازت کے بغیر نہ کوئی کسی کے کام آئے گا اور نہ ہی کوئی شے بغیر اذنِ الٰہی فائدہ دے گی۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۴۸)

۵- اللہ ﷻ اہلِ ایمان کو مشکلات سے گزار کر انعامات سے نوازتا ہے جبکہ دشمنانِ حق اس کی پکڑ اور عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ مزید برآں اللہ ﷻ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا کی برکت سے مُردوں کو زندہ فرمادیتا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیات: ۴۹ تا ۵۰، ۵۶)

۶- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۶۰)

۷- اللہ ﷻ کی نعمت کی ناشکری، اس کے احکامات کی خلاف ورزی اور اس کی حدود سے تجاوز کرنا اُس کے غضب کا باعث بنتا ہے۔ احکام دین کا تمسخر و مذاق اڑانا اور ان کی حرمت کو پامال کرنا اللہ ﷻ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیات: ۶۱، ۶۵)

۸- احکامِ الٰہی کے بارے میں بے جا سوالات اور کج بحثی بندہ کو احکامات پر عمل کرنے کے حوالے سے مشکل میں ڈال دیتی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیات: ۶۸ تا ۷۱)

۹- لوگ اپنے جرائم کو حیلوں اور بہانوں سے چھپانے کی کتنی ہی کوشش کرلیں اللہ ﷻ ان جرائم سے خوب واقف ہے اور ان کو ظاہر کردینے پر بھی خوب قادر ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت: ۷۲)

۱۰- اللہ ﷻ کی نشانیاں اور حق ثابت ہوتا دیکھ لینے کے بعد بھی ہدایت پر نہ آنے والے سنگ دل لوگ دلوں کی سختی میں پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوجاتے ہیں۔(سورۃ البقرہ، آیت: ۷۴)

۱۱- اُخروی نجات لوگوں کی خام خیالیوں اور تمناؤں پر نہیں ملتی بلکہ اس کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کے تقاضوں پر عمل ضروری ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیات: ۸۰ تا ۸۲)

۱۲- اللہ ﷻ کا قانون یہ ہے کہ جزا عمل کے مطابق ہو۔ کفر اور بد اعمالیاں جہنم کی طرف جبکہ ایمان اور اعمالِ صالحہ جنت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیات: ۸۱ تا ۸۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۴۰ تا ۴۶ کے آغاز میں ــــــــــــــــــ سے خطاب کیا گیا ہے۔
(۲) آیات: ۴۰ تا ۴۶ میں ــــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــــ کے ذریعہ مدد طلب کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔
(۳) آیات: ۴۷ تا ۵۹ میں ذکر ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ــــــــــــــــــ راتوں کا وعدہ کیا۔
(۴) آیات: ۴۷ تا ۵۹ کے مطابق بنی اسرائیل کو شہر کے دروازے میں ــــــــــــــــــ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا۔
(۵) آیات: ۶۲ تا ۷۱ میں اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو ــــــــــــــــــ ذبح کرنے کا حکم دیا۔
(۶) آیات: ۶۲ تا ۷۱ میں ذکر ہے کہ جن لوگوں نے ہفتہ کے دن کے بارے میں تجاوز کیا انہیں ــــــــــــــــــ بنا دیا گیا۔
(۷) آیات: ۷۲ تا ۸۲ میں بنی اسرائیل کا قول نقل کیا گیا ہے کہ "جہنم کی آگ ہمیں ــــــــــــــــــ کے سوا نہ چھوئے گی۔"

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۴۰ تا ۴۶ کی روشنی میں جواب دیجیے کہ بنی اسرائیل کو کن باتوں کا حکم دیا گیا اور کن باتوں سے منع کیا گیا؟ کوئی سات باتیں تحریر کریں۔
۲- آیات: ۴۷ تا ۵۹ کے شروع میں آخرت کے حوالہ سے کس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے؟
۳- آیات: ۶۰ تا ۶۱ میں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زمین سے اُگنے والی کن پانچ چیزوں کی درخواست کرنے کا کہا؟
۴- بنی اسرائیل پر ذلت اور رُسوائی کیوں مسلط کی گئی؟
۵- آیات: ۶۲ تا ۷۱ میں اللہ ﷻ نے جس گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس کی پانچ خصوصیات لکھیے۔
۶- آیات: ۷۲ تا ۸۲ میں کتنے قسم کے پتھروں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس مثال سے کیا واضح کیا گیا ہے؟
۷- آیات: ۶۲ تا ۷۱ کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قوم کے درمیان ہونے والے مکالمہ پر درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کا حکم دیا؟	
۲	حکم ملنے پر قوم نے کیا جواب دیا؟	
۳	قوم کے جواب پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا فرمایا؟	
۴	قوم نے گائے کے حوالہ سے پہلا سوال کیا کیا؟	
۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے سوال کا کیا جواب دیا؟	
۶	قوم نے گائے کے حوالہ سے دوسرا سوال کیا کیا؟	
۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے سوال کا کیا جواب دیا؟	
۸	قوم نے گائے کے حوالہ سے تیسرا سوال کیا کیا؟	
۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسرے سوال کا کیا جواب دیا؟	

۱۰	جواب سننے کے بعد قوم نے کیا جواب دیا؟	
۱۱	آخر میں قوم کی کس روش کو بیان کیا گیا ہے؟	
۱۲	اس واقعہ میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟	

سوال ۴ "صٰبِئِیْن" کے بارے میں ایک نوٹ لکھیں۔

گھریلو سرگرمی

- بنی اسرائیل کو اپنے دور کے جہان والوں پر فضیلت دینے سے کیا مراد ہے؟ کسی صاحبِ علم سے معلوم کریں۔
- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے جس پر ہمیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے ان نعمتوں میں پھل بھی شامل ہیں اور ایک ایک پھل کی کئی کئی قسمیں اور نام ہیں۔ پھلوں کے حوالہ سے ذیل میں دیئے گئے جدول کو مکمل کریں۔

نمبر شمار	پھل کا نام	پھلوں کی اقسام	پھلوں کی اقسام کے چند نام
۱	آم	تقریباً دو سو سے زائد	سندھڑی، نیلم، چونسا، انور رٹول، دوسہری، بیگن پھلی، انفانسو، گلاب خاصہ، زعفران، لنگڑا، سرولی، اور دیسی آم وغیرہ
۲			
۳			
۴			

- بنی اسرائیل کی خوش کن خواہش (Wishful thinking) تھی کہ "انہیں جہنم کی آگ صرف گنتی کے چند دنوں کے سوا نہیں چھوئے گی۔" اسی طرح کی کئی خواہشات ہمارے معاشرے میں بھی بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ اپنے بڑوں کی مدد سے نیچے دیئے گئے جدول میں اسی طرح کی خواہشات ذکر کریں۔

نمبر شمار	خواہشات
۱	
۲	
۳	
۴	
۵	

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۴

سُورَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ — رکوع: ۱۰ تا ۱۴ (آیات: ۸۳ تا ۱۲۱)

رکوع ۱۰ تا ۱۴ کے اہم مضامین

۱۔ شریعت پر جزوی عمل کی سزا
۲۔ بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد
۳۔ بنی اسرائیل کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی
۴۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا ادب اور تورات کے بعض احکامات کے نزول کی حکمت
۵۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا مسلمانوں سے راضی نہ ہونا

رکوع ۱۰ تا ۱۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۰ (آیات: ۸۳ تا ۸۶)

بنی اسرائیل سے دس نکاتی میثاق لیئے جانے کا ذکر ہے۔ جس میں توحید پر کاربند رہنے، والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین سے حسن سلوک، حسن کلام، اقامتِ نماز، ادائیگی زکوٰۃ، قتل نفس سے اجتناب اور لوگوں کو جلاوطن کرنے کی ممانعت کی گئی۔ لیکن بنی اسرائیل نے شریعت کی کچھ باتوں پر عمل کیا اور کچھ کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے اپنی خواہشات نفس کی وجہ سے گناہ اور سرکشی کا طرزِ عمل اپنایا۔ دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی۔ اللہ ﷻ نے بطور سزا انہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب اور کسی بھی قسم کی مدد نہ ملنے کی وعید سنائی۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جو شخص اللہ ﷻ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے (اسے چاہیئے یا تو) وہ بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

رکوع: ۱۱ (آیات: ۸۷ تا ۹۶)

بنی اسرائیل پر اللہ ﷻ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ کتابِ الٰہی دی، ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے پے در پے رسول علیہم السلام بھیجے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا۔ لیکن یہود کا رویہ یہ رہا کہ انہوں نے آسمانی کتب کو اپنی نفسانی خواہش کے خلاف سمجھا، سرکشی اختیار کی، انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انہیں جھٹلایا بلکہ بعض کو ناحق قتل (شہید) بھی کیا (معاذاللہ)۔ اس رویہ کی بنیادی وجہ ان کے اپنے نفسوں کی بُری تسلی تھی جس نے انہیں ضد، تعصب، بغض وعناد کی وجہ سے کفر پر ڈٹا رہنے والا بنا دیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جو شخص اللہ ﷻ کے ساتھ ملاقات سے محبت رکھتا ہے اللہ ﷻ بھی اس کے ساتھ ملاقات سے محبت رکھتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔" (صحیح بخاری، معانی الاخبار)

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اللہ ﷻ کے سچے رسول ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی ولادت و تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے کفار و مشرکین کے خلاف اللہ ﷻ سے فتح کا سوال کرتے تھے لیکن اب وہ محض حسد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے۔ انہیں یہی جلن ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔ ان کی ساری بداعمالیوں کا سبب یہ ہے کہ

وہ صرف دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔ وہ مرنا نہیں چاہتے بلکہ ان میں سے ہر شخص ہزار برس تک جینے کا آرزومند ہے۔ البتہ لمبی زندگی کی آرزو انہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور اسے خوش آوازی سے پڑھو، اور اس میں تدبر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پا جاؤ گے، اور اس کا جلد معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ ﷻ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔" (بیہقی)

رکوع: ۱۲ (آیات: ۹۷ تا ۱۰۳)

آیات بالکل واضح ہیں اور اس سے صرف فاسق لوگ ہی انکار کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے احکامات کو پس پشت ڈالنے والوں کی بُری صفات کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بہتان کا ذکر ہے۔ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پر الزام لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم مانتے ہیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ سچے رسول ہیں مگر ان پر وحی لانے والا فرشتہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے کیونکہ وہ ہم پر عذاب لے کر آتا رہا ہے لہٰذا ہم ان کی لائی ہوئی وحی پر ایمان نہیں لائیں گے اگر حضرت میکائیل علیہ السلام وحی لے آئیں تو پھر ہم مان لیں گے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ ﷻ ہی کے حکم سے آپ ﷺ کے قلب مبارک پر وحی نازل کی۔ لہٰذا جو کوئی بھی اللہ ﷻ کے پیغمبروں اور فرشتوں سے دشمنی کرے گا تو اللہ ﷻ بھی ایسے منکروں کا دشمن ہے۔ کلام اللہ کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ قرآنِ مجید وہ عظیم کتاب ہے جو سابقہ کتب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اہل ایمان کے لئے ہدایت و کامیابی کی بشارت دیتی ہے۔ اس پر وہ صدق دل سے ایمان نہیں لاتے، عہد توڑنے، انسانوں کو نقصان پہنچانے، آخرت کے بدلے دنیا کا سودا کرنے اور نقصان دہ چیزوں مثلاً جادو جیسے حرام عمل کو سیکھنے والے ہیں تا کہ وہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکیں۔ انہوں نے بہت ہی گھاٹے اور خسارے کا سودا کیا ہے۔ آخر میں بتایا گیا کہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے اللہ ﷻ کے ہاں بہت اجر و ثواب ہے۔

رکوع: ۱۳ (آیات: ۱۰۴ تا ۱۱۲)

اہل ایمان کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں گفتگو کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ نیز ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے جن سے بارگاہِ رسالت ﷺ میں بے ادبی کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ہو اور مخالفین اس کا غلط مطلب نکال کر آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی جرأت کریں۔ جیسا کہ یہود "رَاعِنَا" کے لفظ کو ادا کرتے ہوئے جان بوجھ کر اپنی زبانیں موڑ لیتے اور "رَاعِنَا" کی جگہ اس لفظ کو کھینچ کر "رَاعِینَا" کہتے اور اس سے بددعا یا احمق و چرواہے کا غلط مطلب و معنی مراد لیتے (معاذ اللہ) اور پھر اس پر خوش ہوتے تھے۔ تو اللہ ﷻ نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا کہ اس لفظ "رَاعِنَا" کی جگہ "اُنْظُرْنَا" کہا کرو کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم پر توجہ اور نظرِ شفقت فرمائیں۔ یہود اور مشرکین کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ اہل ایمان کو کوئی خیر حاصل ہو، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ اپنے پسندیدہ لوگوں کو اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔ یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ ﷻ نے تورات کو کیوں منسوخ کیا؟ جواب دیا گیا کہ اللہ ﷻ خوب قدرت رکھنے والا ہے کہ جب چاہے اپنے فرامین کو بدل دے۔ بندوں کا خیر خواہ ہے اور ان کی سہولت کے لئے تدریجاً احکامات نازل کرتا ہے۔ ایک حکم کو منسوخ کرنے کے بعد اس جیسا یا اس سے بہتر حکم نازل کر دیتا ہے۔ اللہ ﷻ کے بندوں کو چاہیئے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پابند بنالیں اور خود کو ربِ کائنات کے سپرد کریں جو کہ انہیں نہ صرف خوف اور رنج سے محفوظ رکھے گا بلکہ اجرِ عظیم سے بھی نوازے گا۔

رکوع: ۱۴ (آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۱)

یہود و نصاریٰ دونوں اہل کتاب تھے اس کے باوجود ہر ایک نے دوسرے کے دین کا انکار کیا اسی طرح مشرکین عرب اور بت پرستوں نے بھی آپس میں ایک دوسرے کا رد کیا اور اہل حق کو بھی جھٹلایا تو اللہ ﷻ نے اس بات سے آگاہ فرمادیا کہ یہ تمام اختلافات دنیا میں حل نہیں ہوں گے بلکہ ان سب کا فیصلہ وہ خود قیامت کے دن فرمائے گا۔ اللہ ﷻ کی مساجد کا احترام کرنے اور انہیں آباد کرنے کی ترغیب دلائی گئی اور ان کی حرمت پامال کرنے والوں کے لئے بہت بڑے عذاب کی وعید بیان کی گئی اور بتایا گیا کہ مشرق و مغرب کا مالک اللہ ﷻ ہے اس کی عبادت ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ اللہ ﷻ کی بہت سی صفات کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ زمین و آسمان کا مالک، موجد، بڑی وسعت والا، ہر چیز کا علم رکھنے والا، اولاد رکھنے سے پاک، محض ارادہ سے چیزوں کو وجود میں لانے والا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر شے اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اللہ ﷻ کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک مسلمان ان کے دین کی پیروی نہ کریں۔ مسلمانوں کے لئے بھلائی اور کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ وہ قرآن حکیم کی دی ہوئی ہدایت کی پیروی کریں۔ سچے مومن وہی ہیں جو پیروی کی نیت سے قرآن حکیم کی اس طرح تلاوت کریں جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے۔

اہم نکات



سُوْرَةُ الْبَقَرَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۛ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا (اور کہا) کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط

اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے (بھی اچھا سلوک کرنا) اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

پھر تم میں سے چند کے سوا (باقی سب) اِس عہد سے پھر گئے اور تم ہو ہی روگردانی کرنے والے۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا

لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

کہ تم اپنوں کا خون نہیں بہاؤ گے اور اپنوں کو اپنے وطن سے نہیں نکالو گے پھر تم نے (اِس عہد کا) اقرار کیا اور تم (خود) اِس کے گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز

پھر یہ تم ہی تو ہو جو (اُس عہد کے بعد) اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنوں میں سے ایک گروہ کو اُن کے گھروں سے نکالتے ہو

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى

ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کرتے ہوئے (ان کے دشمنوں کی) مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں

تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

(تو چھڑانے کے لئے) اُن کا فدیہ ادا کرتے ہو حالانکہ تم پر اُن کا (گھروں سے) نکالنا ہی حرام کیا گیا تھا تو کیا تم کتاب کے کچھ حصہ پر ایمان رکھتے ہو

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج

اور کچھ حصہ سے کفر کرتے ہو تو جو تم میں سے یہ (حرکت) کرے اس کی سزا یہی ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور روزِ قیامت اُنہیں سخت ترین عذاب میں لوٹایا جائے گا اور اللہ اُن کاموں سے بے خبر نہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ع ﴿۸۶﴾ ع ۱۰ / ۴

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلہ میں خرید لیا تو نہ اُن پر سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اور یقیناً ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا کی اور ہم نے اُن کے پیچھے پے درپے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو واضح نشانیاں عطا کیں

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ

اور ہم نے اُن کی رُوح القدس (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ تائید کی تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول (ایسا حکم) لائے

بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝۸۷

جسے تمہارے نفس پسند نہ کرتے تھے تو تم اکڑ گئے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل (شہید) کرتے رہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸

اور (یہود) کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں (بند) ہیں (نہیں!) بلکہ اُن کے کفر کی وجہ سے اللہ نے اُن پر لعنت کر دی پس اُن میں سے کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ

اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے آئی وہ کتاب (قرآن) جو اُس (تورات) کی تصدیق کرتی تھی جو اُن کے پاس تھی (تو انہوں نے اس کا انکار کیا)

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ښ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

حالانکہ وہ اِس سے پہلے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے) کافروں پر فتح (کی دعا) مانگتے تھے تو جب اُن کے پاس وہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لائے

مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۹

جنہیں وہ (خوب) پہچان چکے تھے تو (جانتے بوجھتے) ان کا انکار کر دیا تو (ایسے) کفر کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

بہت بُری ہے وہ چیز جس کے بدلہ اُنہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا کہ وہ اُس کا انکار کرتے ہیں جسے اللہ نے نازل فرمایا

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰي غَضَبٍ ۭ

(محض) اس ضد میں کہ اللہ اپنے فضل میں سے (وحی) نازل فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تو وہ اللہ کے غضب پر غضب کے مستحق ہوئے

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب ہے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اُس پر جو اللہ نے نازل فرمایا ہے

قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاۗءَهٗ ۤ

تو کہتے ہیں ہم تو (صرف) اُس (کتاب) پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی اور وہ اُس کے علاوہ دوسری (کتاب یعنی قرآن) کا انکار کرتے ہیں

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَاۗءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ

حالانکہ وہ (کتاب) حق ہے اُن (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اُن کے پاس ہے آپ کہہ دیجئے پھر تم اِس سے پہلے اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے ہو؟

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

اگر تم (واقعی تورات پر) ایمان رکھتے تھے۔ اور یقیناً موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے پھر اُن کے (طور پر جانے کے) بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَؕ

اور تم تو ہو ہی ظالم۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور تمہارے سروں پر طور (پہاڑ) کو بلند کیا

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْاؕ قَالُوْا سَمِعْنَا

(اور تمہیں حکم دیا) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھامو اور (غور سے) سنو انہوں نے کہا ہم نے سن لیا

وَعَصَيْنَاۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْؕ قُلْ

اور (بعد میں کہا) ہم نے نہیں مانا اور اُن کے دلوں میں بچھڑے (کا تقدس) بسا دیا گیا تھا اُن کے کفر کی وجہ سے آپ فرما دیجیے

بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ

بہت بُری ہے (وہ بات) جس کا تمہیں تمہارا ایمان تلقین کرتا ہے اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ آپ فرما دیجیے

اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾

اگر اللہ کے ہاں آخرت کا گھر صرف تمہارے لئے ہی مخصوص ہے دیگر لوگوں کے سوا تو پھر موت کی تمنا تو کرو اگر تم (اس بات میں) سچے ہو۔

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾

اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اُن (کرتوتوں) کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْاۚ

اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن (یہود) کو ضرور پائیں گے زندگی پر سب لوگوں سے زیادہ حریص حتیٰ کہ مشرکوں سے بھی (زیادہ)

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَؕ

اُن میں سے ہر فرد چاہتا ہے کہ کاش اُسے ہزار برس کی زندگی دی جائے اور یہ (طویل) عمر کا مل جانا بھی اُس کو عذاب سے نہیں بچا سکتا

ع ۱۱ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ

اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجیے کہ جو کوئی جبرائیل (علیہ السلام) کا دشمن ہے

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

تو (وہ جان لے کہ) بے شک اس (جبرائیل علیہ السلام) نے تو اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دل پر نازل کیا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾

(یہ) ان (کتابوں) کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے کی ہیں اور مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۹۸

جو کوئی دشمن ہوا اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل (علیہما السلام) کا تو بے شک اللہ (خود ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝۹۹

اور یقیناً ہم نے آپ ﷺ کی طرف واضح آیتیں نازل کیں اور ان (آیات) کا انکار صرف نافرمان ہی کرتے ہیں۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۰

کیا (ایسا نہیں ہے کہ) جب کبھی اُنہوں نے کوئی عہد کیا تو اُن میں سے کسی ایک گروہ نے اس (عہد) کو توڑ ڈالا بلکہ اُن میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔

وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ

اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے رسول (ﷺ) تشریف لائے جو تصدیق کرنے والے ہیں اس (کتاب) کی جو اُن کے پاس ہے

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ڎ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ كَاَنَّھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱

تو جن کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک گروہ نے ڈال دیا اللہ کی کتاب کو (ایسے) اپنی پیٹھوں کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

اور اُن (یہودی) لوگوں نے اُس کی پیروی کی جو شیاطین پڑھا کرتے تھے سلیمان (علیہ السلام) کے (عہد) حکومت میں اور سلیمان (علیہ السلام) نے کفر (یعنی جادو) نہیں کیا

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ

بلکہ شیطانوں نے ہی کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور (انہوں نے پیروی کی اس کی) جو بابل (شہر) میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا

اور وہ دونوں کسی کو نہ سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ہیں ہی آزمائش پس تم (جادو کے پیچھے لگ کر) کفر نہ کرو پھر (بھی) لوگ اُن سے (وہ) سیکھتے تھے

مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

جس کے ذریعہ وہ جدائی ڈالنا چاہتے تھے مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان اور وہ اُس کے ذریعہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اللہ کے اذن کے بغیر

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ

اور وہ (ایسی بات) سیکھتے تھے جو اُنہیں نقصان پہنچاتی تھی اور فائدہ نہ دیتی تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ جس نے اس (بات) کا سودا کیا

مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲

اُس کے لئے آخرت میں (رحمت کا) کوئی حصہ نہیں اور بہت بُری ہے وہ چیز جس کے بدلہ اُنہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا کاش کہ وہ (حقیقت) جان لیتے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ ع ۱۲ ۷

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو یقیناً (اِس کا) ثواب اللہ کے ہاں بہت اچھا ہوتا کاش کہ وہ (یہ بھی) جان لیتے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ

اے ایمان والو! (نبی ﷺ سے کچھ پوچھتے وقت) "رَاعِنَا" مت کہا کرو اور کہو "اُنظُرنا" اور (اُن کی بات پہلے ہی غور سے) سُنا کرو

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اہلِ کتاب میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ لوگ نہیں چاہتے اور نہ ہی مشرکین کہ تم پر کوئی بھلائی نازل کی جائے

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ

تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمالیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں

اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾

یا فراموش کرا دیتے ہیں تو اُس (آیت) سے بہتر یا اِس جیسی لے آتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

کیا تم نہیں جانتے بے شک اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ

(مسلمانو!) کیا تم (یہ) چاہتے ہو کہ اپنے رسول (ﷺ) سے (ایسے سوال) پوچھو جیسے اِس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھے گئے

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اور جس نے ایمان کے بدلے میں کفر اختیار کر لیا تو یقیناً وہ تو سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ (مسلمانو!) بہت سے اہلِ کتاب چاہتے ہیں

لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ

کہ کسی طرح تمہیں ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں (محض) حسد کی وجہ سے جو اُن کے (دل کے) اندر ہے اس کے بعد کہ اُن پر حق واضح ہو چکا ہے

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

تو درگزر کرو اور نظر انداز کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ بھیج دے بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

اور جو بھلائی بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے تو اُسے اللہ کے ہاں پاؤ گے بے شک اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے ہو۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

اور اُنہوں نے کہا جنت میں سوائے یہودی یا نصرانی کے ہرگز کوئی داخل نہیں ہو گا یہ محض اُن کی (خیالی اور باطل) آرزوئیں ہیں آپ فرما دیجئے کہ اپنی دلیل لاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠

اگر تم سچے ہو۔ کیوں نہیں! جس نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیک بھی ہو تو اُس کے لئے اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىۡءٍ ع ۱۳ / ۹

اور ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اور یہودی کہتے ہیں نصاریٰ (کے مذہب) کی کوئی بنیاد نہیں

وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ

اور نصرانی کہتے ہیں یہود (کے مذہب) کی کوئی بنیاد نہیں حالانکہ وہ سب (آسمانی) کتاب پڑھتے ہیں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

اِسی طرح ان لوگوں نے اِن جیسی بات کہی جو (آسمانی کتاب کا علم) نہیں جانتے تو (اب) قیامت کے دن اللہ اِن کے درمیان فیصلہ فرمائے گا

فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

ان (باتوں) کا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں سے روکے

اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ وَسَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمۡ اَنۡ يَّدۡخُلُوۡهَآ اِلَّا خَآئِفِيۡنَ

کہ اُن میں اس کے نام (پاک) کا ذِکر کیا جائے اور اُنہیں ویران کرنے کی کوشش کرے ایسے لوگوں کو حق نہیں کہ ان (مساجد) میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے

لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا

اُن کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اور مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں لہٰذا تم جس طرف رُخ کروگے

فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ

تو وہیں اللہ کی ذات ہے بے شک اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے

سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾

(نہیں بلکہ) وہ اِس (تہمت) سے پاک ہے بلکہ اُسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾

(اللہ) آسمانوں اور زمینوں کا مُوجِد ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس سے بس اتنا فرماتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوۡ تَاۡتِيۡنَآ اٰيَةٌ ؕ

اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی (خاص) نشانی کیوں نہیں آتی

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ؕ تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ

اسی طرح سے اِن کی سی بات اُن لوگوں نے بھی کہی تھی جو اِن سے پہلے (گزرے) ہیں اِن کی ذہنیتیں ایک جیسی ہو گئی ہیں

قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ

یقیناً ہم نے تو آیتیں واضح کردی ہیں اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا (رسول) بنا کر اور آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) سے جہنم والوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ

اور یہودی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے اور نہ ہی نصاریٰ یہاں تک کہ آپ اُن کی ملّت کی پیروی کریں آپ فرما دیجیے

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

بے شک اللہ کی ہدایت ہی (حقیقی) ہدایت ہے اور (اے مخاطب!) اگر تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی اُس علم کے بعد بھی جو تمہارے پاس آچکا ہے

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

(تو پھر) تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی حمایت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے

يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ

وہ اِس کی ایسے تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اِس کی تلاوت کرنے کا حق ہے یہی لوگ اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اِس (کتاب) کا انکار کرے گا

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴ / ۹

تو وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔



علم و عمل کی باتیں

۱- تعلیماتِ الٰہیہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرنے کی تلقین ہے۔ ان کو ادا نہ کرنے والے حق سے اعراض کرنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۸۳)

۲- کتابِ الٰہی کے بعض احکامات کو ماننے اور بعض کا انکار یا ترک کرنے والے دنیا میں بھی ذلّت کا شکار ہوتے ہیں اور آخرت میں انہیں شدید عذاب دیا جائے گا۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۸۵)

۳- حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل بنی اسرائیل آپ ﷺ کے وسیلہ سے کفار و مشرکین کے خلاف اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ سے فتح کا سوال کرتے تھے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۸۹)

۴- حسد، عصبیت اور عناد کی وجہ سے حق بات کو غلط اور حقیر سمجھ کر اُس کی طرف توجہ نہ کرنا اور اپنی ہی فکر اور طریقہ کو درست سمجھنا اہلِ باطل کا شیوہ ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۹۱)

۵- موت کی فکر صاحبِ ایمان ہونے کی علامت ہے۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے نیک بندے آخرت کی دائمی زندگی کو دنیا کی عارضی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۹۴)

۶- یہود کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے تورات عطا کی تھی مگر جب وہ دنیا کی محبت میں ڈوبے تو اخلاقی گراوٹ میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ جادو ٹونے جیسے شیطانی اور حرام کاموں میں مبتلا ہو گئے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۰۲)

۷- نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام ایمان کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اس ضمن میں اس حد تک احتیاط لازم ہے کہ ایسے الفاظ بھی آپ ﷺ کے ذکرِ خیر کے لئے استعمال نہ کیئے جائیں جن میں بے ادبی کا ادنیٰ شائبہ بھی ہو۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۰۴)

۸- حسد انتہائی مہلک مرض ہے جس میں مبتلا شخص دوسرے کے لئے بھلائی چاہنا تو دور کی بات ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دوسرے کے پاس کوئی نعمت ہے تو وہ بھی چھن جائے اور یہود سب سے زیادہ اس مرض میں مبتلا تھے۔ لہٰذا ہمیں اس سے بچنا چاہیئے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۰۹)

۹- اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے خوب واقف ہے۔ نیک اعمال کے بارے میں اطمینان رکھنا چاہیئے کہ ان کا اجر آخرت میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ضرور عطا ہوگا۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۱۰)

۱۰- اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کل کائنات کا خالق ہے اُس کی شان یہ ہے کہ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۱۷)

۱۱- ہدایت تو وہی ہے جو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہو اور وہ دینِ اسلام ہے۔ اسے چھوڑ کر باطل پرستوں کی پیروی کرنے والے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۲۰)

۱۲- کتابِ الٰہی پر حقیقتاً ایمان وہ رکھتے ہیں جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور اس کی پیری کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۲۱)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۸۷ تا ۹۶ میں بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمارے دل ــــــــــــــــ میں بند ہیں۔
(۲) آیات: ۸۷ تا ۹۶ میں اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل پر ان کے ــــــــــــــــ کی وجہ سے لعنت کر دی۔
(۳) آیات: ۸۷ تا ۹۶ میں بنی اسرائیل نے اللہ ﷻ کو چھوڑ کر ــــــــــــ کو معبود بنا لیا تھا۔
(۴) آیات: ۹۷ تا ۱۰۳ میں قرآنِ حکیم ــــــــــــــــ کی تصدیق کرتا ہے۔
(۵) آیات: ۹۷ تا ۱۰۳ میں ہاروت اور ماروت دو ــــــــــــــــ تھے۔
(۶) آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۱ میں آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ــــــــــــــــ والا اور ــــــــــــــــ والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔
(۷) آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۱ میں ــــــــــ اور ــــــــــ آپ ﷺ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ﷺ ان کی ملت کی پیروی نہ کریں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ آیات: ۸۳ تا ۸۶ میں کتاب اللہ کی بعض باتوں کو ماننے اور بعض باتوں کو نہ ماننے والے کی دنیا اور آخرت میں کیا سزا بیان کی گئی ہے؟
۲۔ آیات: ۸۳ تا ۸۶ کے آغاز میں اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل سے کیا عہد لیا؟
۳۔ آیات: ۸۷ تا ۹۶ میں موت کے حوالے سے بنی اسرائیل کی کس روش کا تذکرہ کیا گیا ہے؟
۴۔ آیات: ۸۷ تا ۹۶ کے آخر میں بنی اسرائیل کی کس خواہش کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کا کیا جواب دیا گیا ہے؟
۵۔ آیات: ۹۷ تا ۱۰۳ کی روشنی میں جواب دیں کہ بنی اسرائیل کس طرح کا جادو سیکھتے تھے اور جادو کی حقیقت کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟
۶۔ آیات: ۹۷ تا ۱۰۳ کی روشنی میں جواب دیں کہ بنی اسرائیل حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کیوں عداوت رکھتے تھے؟
۷۔ آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۱ میں مساجد کا کیا ادب بتایا گیا ہے؟

سوال ۳ رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی جامعیت کے حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک نوٹ لکھیں۔

گھریلو سرگرمی

- کسی تفسیر میں سے ہاروت وماروت پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔
- والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالہ سے تین احادیثِ مبارکہ تلاش کریں نیز اپنے گھر والوں سے اولاد کی فرماں برداری کا کوئی واقعہ معلوم کر کے اپنے دوستوں کو سنائیں۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں قرآنِ حکیم جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔ اس کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ہم اس کی تلاوت مع ترجمہ کا معمول بنائیں۔ دیئے گئے جدول میں مختلف اسلوبِ تقسیم کی مدد سے منصوبہ بندی کریں کہ آپ ایک قرآنِ حکیم کی تلاوت کتنے عرصے میں مکمل کر سکتے ہیں اور پھر اس پر عمل پیرا ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت مع ترجمہ کو اپنے معمول میں لائیے۔

نمبر شمار	تقسیم کار	تعداد	کل درکار مہینے	کل درکار ایام	فی یوم تلاوت کا نصاب	فی یوم درکار منٹ
۱	پاروں کے لحاظ سے	۳۰				
۲	رکوع کے لحاظ سے	۵۵۸				
۳	آیات کے لحاظ سے	۶۲۳۶				
۴	منازل کے لحاظ سے	۷				
۵	سورتوں کے لحاظ سے	۱۱۴				

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۵

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ

سورۃ البقرۃ ۲ — رکوع:۱۵تا۱۸ (آیات:۱۲۲تا۱۵۲)

رکوع ۱۵تا۱۸ کے اہم مضامین

۱۔ حیاتِ ابراہیم علیہ السلام۔۔۔۔۔۔ آزمائشوں اور کامیابیوں کی مبارک داستان ۲۔ ملتِ ابراہیمی کی وضاحت

۳۔ تحویلِ قبلہ اور تحویلِ اُمّت کا بیان ۴۔ صالح معاشرہ تیار کرنے کا نبوی طریق کار

رکوع ۱۵تا۱۸ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۵ (آیات: ۱۲۲تا۱۲۹)

بنی اسرائیل پر کی جانے والی نعمتوں کی دوبارہ یاددہانی کرائی گئی نیز اُنہیں عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہم امور اور کئی محبتوں کے حوالہ سے آزمایا اُنہوں نے گھر والوں، وطن، قوم، اولاد، غرض ہر محبت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت پر قربان کر دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں انعام کے طور پر نوع انسانی کے لئے امام بنادیا۔ اُنہوں نے شہر مکہ مکرمہ کو آباد کیا اور وہاں بیت اللہ کی تعمیر نو کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! ہماری اولاد سے ایک امّت مسلمہ بنا اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے سکھا، ہماری دینی خدمات کو قبول فرما اور ہماری نسل میں سے ایک رسول علیہ السلام بھیج دے جو تیرا کلام انہیں سنائے، احکامات کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اپنے پیارے حبیب حضور نبی اکرم ﷺ کو نسل ابراہیمی میں آخری نبی و رسول بنا کر بھیجا اور الحمدللہ ہمیں آپ ﷺ کا امتی بنایا۔

نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو آیات قرآنی سنائیں، جو لوگ یہ آیات سن کر آپ ﷺ پر صدق دل سے ایمان لائے آپ ﷺ نے ان کے نفوس و قلوب کا تزکیہ و تصفیہ کر کے انہیں پاک صاف کیا۔ ان کے دلوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر اور شہادت کی تڑپ پیدا کی۔ پھر انہیں احکامات کتاب تعلیم فرمائے اور حکمت سکھائی۔ اس طریقہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ جماعت تیار ہوئی جس نے بڑی بڑی قربانیاں دے کر ایک صالح معاشرہ اور عادلانہ نظام قائم کیا۔

رکوع:۱۶ (آیات:۱۳۰تا۱۴۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اعلیٰ صفات کا ذکر کیا گیا، ملتِ ابراہیمی کی وضاحت کی گئی کہ ملتِ ابراہیمی کا حاصل یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم آئے فوراً اس کی تعمیل کی جائے۔ یہی روش ہر دانشمند انسان کو اختیار کرنی چاہیئے۔

اہمیت ایمان کے ساتھ نیک لوگوں کی راہ کی پیروی کی ہے نہ کہ ایمان کے بغیر ان سے محض کسی نسلی تعلق کی۔ لہٰذا دو مرتبہ اس رکوع میں بیان کیا گیا "وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اُن کے لئے وہی کچھ ہے جو اُنہوں نے (عمل) کمایا اور تمہارے لئے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا اور تم سے اُس کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے"۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب بندے اور نیک والدین اپنی اولاد و متعلقین کو دین اسلام کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے اور واحد و یکتا معبود کی بندگی کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"کسی شخص نے اپنی اولاد کو اچھے اخلاق و آداب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔" (جامع ترمذی)

ہدایت کا انحصار اس بات پر ہے کہ اللہ ﷻ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے، اس کی تمام کتابوں اور انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ پر ایسا ایمان و اعتقاد رکھا جائے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رکھتے تھے۔ یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب میں رنگنے کے بجائے حقیقی رنگ یعنی اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر اللہ ﷻ کی بندگی میں رنگنے کا حکم دیا گیا۔ حق کی گواہی کو چھپانے والا ظالم ہے اللہ ﷻ ایسے لوگوں سے ہرگز بے خبر نہیں یعنی وہ انہیں کیفر کردار تک پہنچائے گا۔

رکوع:۱۷ (آیات: ۱۴۲ تا ۱۴۷)

تحویل قبلہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ جو اللہ ﷻ کی طرف سے ایک امتحان تھا کہ کون حضور ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور کون آپ ﷺ کی اتباع سے منہ موڑتا ہے۔ مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ۱۷ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کیں۔ پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا اور اللہ ﷻ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی رضا و پسند پر بیت اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم نازل فرمایا اس طرح مسجد حرام کو قبلہ قرار دیا گیا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اب تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہروں کو اس مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ اس موقع پر بالخصوص بنی اسرائیل کو آگاہ کیا گیا کہ صرف قبلہ تبدیل نہیں ہوا بلکہ منصب نبوت و رسالت اور مرکز خلافت و امامت بھی بدل دیا گیا ہے اور اب فلاح و نجات کا دار و مدار بھی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت و اتباع اور آپ ﷺ کے امتی بننے میں ہے۔ مسلمانوں کو "امّتِ وسط" قرار دیا گیا ہے۔ ان کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ دین حق کی تبلیغ، اس پر عمل اور اس کے نفاذ کے ذریعہ نوع انسانی تک اللہ ﷻ کا دین پہنچانے کا حق ادا کریں۔ اجتماعی احکامات کے نفاذ سے ہی وہ اسلام کے دین حق اور قابل عمل ہونے کا ثبوت پیش کر کے نوع انسانی پر حجت پوری کر سکیں گے۔ تحویلِ قبلہ کے حکم پر اہل کتاب خصوصاً یہود کی ہٹ دھرمی اور الزام تراشی کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنی کتابوں میں بیان کردہ نشانیوں کی بنا پر خوب پہچانتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"(قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امّت بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگی۔ تو اللہ ﷻ (حضرت نوح علیہ السلام سے) پوچھے گا، کیا تم نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے رب العزت! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پھر اللہ ﷻ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ ﷻ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ حضرت (سیدنا) محمد (مصطفیٰ ﷺ) اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ ﷻ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۸ (آیات: ۱۴۸تا۱۵۲)

فرمانِ نبوی ﷺ

''اُس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ جیسی ہے۔'' (صحیح بخاری)

نیکیوں میں سبقت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مسجد حرام کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سے ڈرنے کی وصیت کی گئی ہے۔ مزید بر آں وہ طریقۂ کار بیان کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ صالح جماعت تیار کی جن کی قربانیوں سے بالآخر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین غالب اور نافذ ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو آیاتِ قرآن سنا کر ان کے مردہ دلوں کو جھنجھوڑا اس طرح جو لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کے قریب آ گئے اور آپ ﷺ کے جان نثار بن گئے۔ اب آپ ﷺ نے آفتاب قرآن کی پر نور کرنوں اور مہتاب نبوت کی روشن شعاعوں سے ان کا تزکیہ فرما کر انہیں پاک صاف کیا اور کتاب و حکمت کی وہ باتیں تعلیم فرمائیں جو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس طرح ان کے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکالا، آخرت کی فکر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اطاعت اور محبت کو اجاگر کیا اور دین کے لئے مال خرچ کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ نیز بتایا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرو گے تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کا انکار اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احسانات کی ناشکری نہ کرو۔



سُوْرَةُ الْبَقَرَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٢﴾

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور بے شک میں نے تمہیں (اس وقت کے) تمام جہان (والوں) پر فضیلت دی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ

اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی دوسرے کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اُس سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا

وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ

اور نہ ہی اُسے (بغیر اذنِ الٰہی) کوئی سفارش فائدہ دے گی اور نہ (کسی اور طرح) ان کی مدد کی جائے گی۔ اور (یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اُن کے رب نے آزمایا

بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ

چند (بڑی) باتوں سے تو انہوں نے تمام (باتوں) کو پورا کر دکھایا (تب اللہ نے) فرمایا بے شک میں تمہیں تمام انسانوں کے لئے امام بنانے والا ہوں

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

(ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی؟ (اللہ نے) فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے اِس گھر (کعبہ) کو بنایا

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ

لوگوں کے لئے بار بار آنے کا مرکز اور امن کی جگہ اور (حکم دیا) کہ مقامِ ابراہیم کو نماز ادا کرنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے تاکید کی

اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿١٢٥﴾

ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کو کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی اے میرے رب! اِس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے اور تو اِس (شہر) کے باشندوں کو پھلوں میں سے رزق عطا فرما

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

جو اُن میں سے ایمان لائیں اللہ اور آخرت کے دن پر (اللہ نے) فرمایا اور جو کفر کرے میں اُس کو (بھی) تھوڑا سا فائدہ دوں گا

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٢٦﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ

پھر میں اسے آگ کے عذاب کی طرف دھکیل دوں گا اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ اور (یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) اور اسمٰعیل (علیہ السلام) گھر (کعبہ) کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾

(اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! تو ہماری طرف سے (یہ عمل) قبول فرما بے شک تُو ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے (بھی) اپنی ایک فرماں بردار اُمت (پیدا فرما) اور ہمیں ہماری عبادتوں کے طریقے سکھا

وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا

اور ہم پر (اپنی رحمت سے) توجہ فرما بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب!

وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ

اور اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول (ﷺ) بھیج جو اُن پر تیری آیات تلاوت کرے اور اُنہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے

۱۵ ع ۸ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ

بے شک تو ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اور کون ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت سے انحراف کرے سوائے اُس کے جس نے خود اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کیا

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

اور یقیناً ہم نے اُن کو دنیا میں چن لیا تھا اور یقیناً وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوں گے۔ جب بھی اُن کے رب نے اُن سے فرمایا

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

کہ فرماں برداری اختیار کرو اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نے تمام جہانوں کے رب کی فرماں برداری اختیار کی۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو اِسی (فرماں برداری) کی وصیت کی اور یعقوب (علیہ السلام) نے (بھی) کہ اے میرے بیٹو!

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ

بے شک اللہ نے تمہارے لئے (یہ) دین (اسلام) پسند فرمالیا ہے لہٰذا تمہیں موت بھی آئے تو اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ کیا تم اُس وقت موجود تھے

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا

جب یعقوب (علیہ السلام) پر موت (کی گھڑی) آئی جب اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ اُنہوں نے کہا

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ

کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔ وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اُن کے لئے وہی کچھ ہے جو اُنہوں نے (عمل) کمایا اور تمہارے لئے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا

وَلَا تُسْــَٔــلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ

اور تم سے اُس کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور (اہل کتاب نے) کہا تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پا جاؤ گے

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٣٥

آپ فرما دیجیے (نہیں) بلکہ (اختیار کرو) ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت جو (ہر باطل سے جدا اللہ کے لئے) یکسو تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

(مسلمانو!) تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس (کلام) پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو نازل کیا گیا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کی طرف

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

اور (اُن کی) اولاد (کی طرف) اور جو کچھ موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیا گیا اور جو کچھ انبیاء (علیہم السلام) کو اُن کے رب کی طرف سے دیا گیا (ہم سب پر ایمان لائے)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ڮ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝١٣٦ فَاِنْ اٰمَنُوْا

ہم اُن میں سے کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اُس (اللہ ہی) کے فرماں بردار ہیں۔ تو اگر وہ (اِسی طرح) ایمان لے آئیں

بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ

جس طرح (مسلمانو!) تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر یہ منہ موڑ لیں تو (جان لو کہ) وہ تو ہیں ہی مخالفت کے درپے

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝١٣٧ۭ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ

تو عنقریب اُن کے مقابلہ میں اللہ آپ کے لئے کافی ہو گا اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اللہ (کی بندگی) کا رنگ (اختیار کرو)

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝١٣٨ قُلْ اَتُحَاۗجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ

اور اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم تو اُس (اللہ ہی) کی بندگی کرنے والے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ

حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝١٣٩ۙ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

اور ہم تو اُس (اللہ) ہی کے مخلص ہیں۔ کیا تم کہتے ہو بے شک ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام)

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

اور یعقوب (علیہ السلام) اور (اُن کی) اولاد یہودی یا نصرانی تھے آپ کہہ دیجیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے

كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝١٤٠

جس نے گواہی چھپائی جو اللہ کی طرف سے اُس کے پاس (پہنچی) ہو اور اللہ اُن کاموں سے بے خبر نہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اُن کے لئے وہی کچھ ہے جو اُنہوں نے (عمل) کمایا اور تمہارے لئے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا

ع ۱۶/۱۲

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ

اور تم سے اُن کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے عنقریب لوگوں میں سے کچھ احمق کہیں گے

مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

کہ کس چیز نے اُن (مسلمانوں) کو اُن کے اُس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ (اب تک) تھے آپ فرما دیجئے مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اور (اے مسلمانو!) اِسی طرح سے ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ

تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہوں اور ہم نے وہ قبلہ (بیت المقدس) اس لئے مقرر کیا تھا جس پر آپ (اب تک) تھے

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً

تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اُس کے مقابلہ میں جو الٹے قدموں پھر جاتا ہے اور یقیناً وہ بہت بھاری (حکم) تھا

اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

سوائے اُن لوگوں کے جنہیں اللہ نے ہدایت عطا فرمائی اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ

بے شک اللہ لوگوں پر بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ یقیناً ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

تو ہم آپ کو اُس قبلہ کی طرف ضرور پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں تو (اب سے) اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

اور (مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو تو اپنے چہروں کو (نماز کے لئے) اُس (مسجدِ حرام) کی طرف پھیر لو

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

اور یقیناً جنہیں کتاب دی گئی ہے وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ (حکم) اُن کے رب کی طرف سے برحق ہے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ

اور اللہ اُن کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ لوگ کرتے ہیں۔ اور اگر آپ (ﷺ) اُن لوگوں کے پاس لے آئیں جنہیں کتاب دی گئی ہے تمام نشانیاں

مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

وہ (پھر بھی) آپ (ﷺ) کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ (ﷺ) اُن کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں

وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

اور نہ اُن (اہل کتاب) میں سے بعض بعض کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں اور (اے مخاطب!) اگر تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اِس کے بعد کہ تمہارے پاس اصل علم آچکا ہے تو یقیناً تم اُس صورت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی ہے

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

وہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کو بالکل اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور یقیناً اُن میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق کو جانتے بوجھتے چھپا رہا ہے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ ع ۱۷ ۶

حق (وہی) ہے جو تمہارے رب کی طرف سے (آیا) ہے تو (اے مخاطب!) تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے

هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ

جس کی طرف وہ رخ کیئے ہوئے ہے لہٰذا تم دوسروں سے نیکیوں میں سبقت کرو تم کہیں بھی ہو اللہ تم سب کو لے آئے گا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلم) جہاں کہیں سے نکلیں تو (اب سے) اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیئے

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اور یقیناً یہ (حکم) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ اُن کاموں سے بے خبر نہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔ اور آپ جہاں کہیں سے نکلیں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ

تو (اب سے) اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیئے اور (مسلمانو!) تم جہاں کہیں ہو تو اپنے رخ (نماز کے وقت) اس (مسجدِ حرام) کی طرف کر لیا کرو

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ

تاکہ لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کوئی حجت نہ ہو سوائے اُن کے جو اُن میں سے ظلم کریں تو (مسلمانو!) اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ۙ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ

اور اس لئے کہ میں تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ (یہ احسان بھی اسی طرح ہے) جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان بھیجا

رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تم ہی میں سے ایک (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلم) وہ تم پر ہماری آیات تلاوت کرتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ ؕ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع ع ۱۸ ۵

اور تمہیں وہ (کچھ) سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

علم و عمل کی باتیں

۱- سعادت اور فضیلت کا حصول محنت اور قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو آزمائشوں اور امتحانات سے گزار کر اعلیٰ مقام و مرتبہ سے نوازتا ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۲۴)

۲- نیک اعمال کرنے کے ساتھ اُن کی قبولیت کی دعا کرنا پیغمبرانہ ادب اور طرزِ عمل ہے، جس کی پیروی ہمیں بھی کرنی چاہیئے۔ ہمیں اپنی اولاد اور اگلی نسلوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیئے۔ ان کے حق میں نیکی اور خیر و برکت کی دعا کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیات:۱۲۷تا۱۲۹)

۳- نیک والدین مرتے دم تک اپنی اولاد کو دین اسلام پر کاربند رہنے اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۳۲)

۴- ہر شخص کو اپنی اصلاح اور نجات کی خود فکر کرنی چاہیئے کیوں کہ قیامت کے دن کسی شخص سے اُس کے آباء واجداد کے بارے میں نہیں بلکہ خود اُس کے اپنے بارے میں سوال ہو گا۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۳۴)

۵- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان واعتقاد کو مثالی نمونہ اور معیار قرار دیا گیا ہے۔ اہل باطل کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ بھی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لائیں گے تو ہدایت پا جائیں گے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۳۷)

۶- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کی ذمہ داری خود دین پر عمل کرنے کے ساتھ دوسروں تک قول، عمل اور اجتماعی جدوجہد کے ذریعہ دین کی گواہی پیش کرنے کی بھی ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۴۳)

۷- بارگاہِ الٰہی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے بڑھ کر محبوبیت اور قبولیت کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند کا قبلہ عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۴۴)

۸- اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوب پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برحق رسول ہیں مگر حسد اور عناد کی وجہ سے جانتے بوجھتے اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا انکار کیا۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۴۶)

۹- مقابلہ اور مسابقت کا اصل میدان نیکیوں کا ہے۔ بندے کو اس میں آگے بڑھنے اور دوسروں پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۴۸)

۱۰- اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ایسے عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجا جو اس کی آیات کی تلاوت فرماتے ہیں اور ہمارے ظاہر و باطن کو پاک و صاف کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہمیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۵۱)

۱۱- بندہ اگر دیکھنا چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے کتنا یاد رکھتا ہے تو وہ دیکھے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کا کتنا ذکر کرتا ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو یاد رکھتا ہے۔ یہی بندے کی کامیابی ہے۔(سورۃ البقرہ، آیت:۱۵۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱۲۲ تا ۱۲۹ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ــــــــــــــــ کو نماز ادا کرنے کی جگہ بنانے کا حکم دیا۔

(۲) آیات: ۱۲۲ تا ۱۲۹ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ "میرا عہد ــــــــــــــــ کو نہیں پہنچے گا۔"

(۳) آیات: ۱۲۲ تا ۱۲۹ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے دور کے تمام جہان والوں پر ــــــــــــــــ عطا کی۔

(۴) آیات: ۱۴۲ تا ۱۴۷ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ "(اے مسلمانو!) ہم نے تمہیں ــــــــــــــــ امت بنایا"۔

(۵) آیات: ۱۴۲ تا ۱۴۷ کے مطابق اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے ــــــــــــــــ پہچانتے ہیں۔

(۶) ــــــــــــــــ کی ملت سے وہی شخص انحراف کرتا ہے جس نے اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کر رکھا ہو۔

(۷) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۱ میں سب سے بڑا ظالم اُسے کہا گیا ہے جو ــــــــــــــــ چھپائے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ آیات: ۱۲۲ تا ۱۲۹ کے آغاز میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کیا تاکید فرمائی؟

۲۔ آیات: ۱۲۲ تا ۱۲۹ میں خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھاتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دعا مانگی؟

۳۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۱ کے آغاز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ نیز آپ علیہ السلام کے کس طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟

۴۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۱ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کس بات کی وصیت فرمائی؟

۵۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۱ میں کن انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر کیا گیا ہے؟

۶۔ آیات: ۱۴۲ تا ۱۴۷ میں تحویلِ قبلہ کے حکم کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

۷۔ آیات: ۱۴۸ تا ۱۵۲ کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کس فرضِ منصبی کا ذکر کیا گیا ہے؟

سوال ۳ معتدل امت سے کیا مراد ہے؟ کسی صاحبِ علم سے پوچھ کر ایک نوٹ لکھیں۔

گھریلو سرگرمی

- وصیت کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ارشادات تلاش کریں نیز کسی اہلِ علم کی مدد سے قرآنِ حکیم میں کسی بزرگ شخصیت کی ذکر کردہ وصیت تلاش کر کے تحریر کریں۔
- اپنے گھر والوں یا اہلِ علم کی مدد سے مساجد کے آداب تحریر کریں؟ نیز قرآنِ حکیم میں جن مساجد کا ذکر ہے ان کے نام لکھیے۔
- قرآنِ حکیم میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کی کئی دعائیں منقول ہیں۔ ذیل میں دیئے گئے جدول میں قرآنِ حکیم میں مذکور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی دعائیں مع حوالہ تحریر کریں۔

قرآنِ حکیم میں موجود انبیاءِ کرام علیہم السلام کی دعائیں

نمبر شمار	نبی علیہ السلام کا نام	سورت	آیت	ترجمہ
۱	حضرت آدم علیہ السلام			
۲	حضرت نوح علیہ السلام			
۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام			
۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام			
۵	حضرت زکریا علیہ السلام			
۶	حضرت یونس علیہ السلام			
۷	حضرت ایوب علیہ السلام			
۸	حضرت سلیمان علیہ السلام			
۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام			
۱۰	حضرت یوسف علیہ السلام			
۱۱	حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم			

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۶

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ | رکوع:۱۹تا۲۳ (آیات:۱۵۳تا۱۸۸)

رکوع ۱۹تا۲۳ کے اہم مضامین

۱۔ راہِ حق میں قربانیوں کا تقاضا
۲۔ قلبی ایمان کے حصول کا طریقہ کار
۳۔ بنی اسرائیل کے عوام اور علماء سو کی گمراہی
۴۔ نیکی کا جامع تصور
۵۔ ماہِ رمضان، قرآنِ مجید اور روزے کا بیان

رکوع ۱۹تا۲۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۹ (آیات:۱۵۳تا۱۶۳)

احکام دین پر عمل پیرا ہونا اور دین کی تبلیغ کا حق ادا کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صبر و استقامت اور نماز کی ادائیگی سے مدد طلب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حق کی سربلندی کے لئے جانوں کا نذرانہ دینے والوں کو حیات جاویدانی عطا ہونے کا بیان ہے۔ راہ حق میں بھوک وافلاس برداشت کرنے اور مال وجان قربان کرنے کے مراحل آکر رہتے ہیں۔ جو لوگ ان مراحل میں ڈٹ جاتے ہیں ان پر اللہ ﷻ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور انہیں ہدایت یافتہ ہونے کی سند عطا ہوتی ہے۔ صفا اور مروہ اللہ ﷻ کی نشانیاں ہیں۔ اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر پوری رغبت کے ساتھ جو بھلائی کا کام کرے گا اللہ ﷻ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے۔ اپنی منشا و خواہش کی تکمیل اور اپنے دنیاوی مفادات کے لئے تورات میں حضور نبی کریم ﷺ کے مذکور کمالات اور حق بات کو چھپانے والوں کے لئے لعنت کا ذکر ہے البتہ جو توبہ کرکے اصلاح کریں اور حق کو بیان کریں ان کے لئے معافی اور رحمت ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
>
> ”جنت میں پہنچ جانے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جو دنیا میں واپس آنا پسند کرے، خواہ اسے ساری دنیا ہی دے دی جائے، سوائے شہید کے۔ وہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس بار اللہ ﷻ کی راہ میں قتل کیا جائے، کیونکہ وہ شہادت کی قدر و قیمت اور اس کی خوبیاں دیکھ چکا ہوگا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)
>
> امام زین العابدین نے فرمایا ”دو قطروں سے بڑھ کر کوئی اور قطرہ اللہ ﷻ کو محبوب نہیں ایک راہ خدا میں خون کا قطرہ اور دوسرا آنسو کا وہ قطرہ جو رات کی تاریکی میں گرتا ہے کہ بندہ جس سے صرف اور صرف اللہ ﷻ کی خوشنودی چاہتا ہے۔“ (بحارالانوار)

رکوع: ۲۰ (آیات:۱۶۴تا۱۶۷)

اللہ ﷻ نے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ ایمان کیسے شعوری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ کائنات میں اللہ ﷻ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ ان پر غور کرنے سے اللہ ﷻ یاد آجاتا ہے اور انسان کے اندر چھپے ہوئے ایمانی حقائق شعور کی سطح پر آجاتے ہیں۔ آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق، آسمان سے برسنے والی بارش، زمین میں اُگنے والی نباتات، زمین پر پھیلے ہوئے طرح طرح کے جاندار، ہواؤں کی تبدیلی، آسمانوں میں تیرنے والے بادل اور سمندر میں رواں دواں کشتیاں انسانوں کو عظیم خالق کی معرفت کا شعور دینے والی نشانیاں ہیں۔

سچے اہل ایمان وہ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ کچھ بدنصیب گمراہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ کر باطل معبودوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ جیسی محبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کرنی چاہیئے اور وہ اپنے گمراہ سرداروں کو بڑا مان کر ان کی تابعداری کرتے ہیں وہ روز قیامت اس وقت انتہائی مایوس ہوں گے جب ان کے گمراہ سردار ان سے اعلان بیزاری کریں گے۔ بدنصیب پیروکار اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دے تاکہ ہم بھی ان گمراہ سرداروں سے ایسے ہی اعلان بیزاری کریں جیسے کہ آج انہوں نے ہم سے اعلان بیزاری کیا ہے۔ ان کی درخواست رد کر دی جائے گی۔ انہیں ان کے گمراہ سرداروں کی خدمت والی سرگرمیاں بطور حسرت دکھائی جائیں گی اور وہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

"تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اس نے ایمان کی مٹھاس پالی۔
۱۔ اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔
۲۔ جب وہ کسی بندے سے محبت کرے تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محبت کرے۔
۳۔ جب اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کفر سے نجات دے دے تو پھر وہ کفر میں واپس جانے کو اتنا برا سمجھے جتنا آگ میں گرائے جانے کو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

"ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محبت کی جائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کسی سے بغض رکھا جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے عطا کیا جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لئے روکا جائے۔" (اصول کافی)

رکوع: ۲۱ (آیات: ۱۶۸ تا ۱۷۶)

کفار و مشرکین اور یہودیوں کی اکثریت کی گمراہی کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ جب بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ حلال و پاکیزہ رزق کھاؤ اور شیطان کی پیروی کی بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام کی اتباع کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے رسم و رواج کی پیروی کریں گے اگرچہ ان کے باپ دادا گمراہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ تو عام عوام کا حال ہے اور یہود کے علماء سُو کا معاملہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وہ اوصاف اور عظیم مکارم جو تورات میں مذکور تھے انہیں کسی صورت ظاہر نہیں ہونے دیتے اور حق کو چھپا کر یا اس میں تحریف کر کے لوگوں کی پسند کے مطابق احکام بتاتے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق اپنی شریعت میں ردوبدل کر کے اس کی قیمت لیتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ قیمت لے کر اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، یہ کیسے نڈر ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈر رہے اور جانتے بوجھتے جہنم کا سودا کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ایمان والوں کو حلال اور طیب اشیاء کھانے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اسی کی بندگی کرنے اور محرمات سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

"آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پریشان حال اور غبار آلود ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے، یارب! یارب! مگر اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، حرام مال ہی سے اس نے پرورش پائی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟" (صحیح مسلم)

رکوع: ۲۲ (آیات: ۱۷۷تا۱۸۲)

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ احکام کی روح کیا ہے؟ نیکی کا جامع اور حقیقی تصور کیا ہے؟ سچے اور متقین لوگ وہی ہیں جو ایمان لا کر حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کریں، جن کی نیکی صرف اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی رضا، شریعت محمدی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی، انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان بالخصوص نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و اتباع اور آخرت کے اجر و ثواب کے لئے ہو۔ وہ انسان دوست ہوں اور اپنا مال مستحقین کی مدد کے لئے خرچ کریں۔ وہ عبادت گزار ہوں یعنی نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ معاملات کے کھرے ہوں، سچ بولیں اور اپنے وعدے پورے کریں۔ حق اور باطل کے معرکے میں حصہ لیں، اس دوران آنے والی مشکلات پر صبر کریں اور باطل کے خلاف ڈٹ کر حق کا ساتھ دیں اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں۔ اسی طرح قصاص، دیت اور وصیت کے احکام بھی بیان کیئے گئے ہیں۔

رکوع: ۲۳ (آیات: ۱۸۳تا۱۸۸)

ماہِ رمضان، قرآنِ مجید اور روزے کے بارے میں ہدایات دی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ روزہ کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ رمضان المبارک کو نزول قرآن کا مہینہ ہونے کی وجہ سے فضیلت دی گئی اور قرآنِ کریم کو تمام انسانوں کے لئے واضح ہدایت قرار دیا گیا۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ بندے بھی اُس کا حکم مانیں اور اُسی پر ایمان رکھیں۔ نیز اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بندوں پر آسانی فرمانا چاہتا ہے مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ رمضان کی راتوں نیز اعتکاف کے حوالے سے ہدایات دی گئی ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ روزے دو طرح کے ہیں۔ ایک روزہ فرض عبادت ہے جو صرف رمضان میں رکھنا ہے۔ دوسرا روزہ زندگی بھر کا ہے اور وہ ہے حرام کمائی سے پرہیز کرنا۔ نیز دوسروں کا مال ناحق طریقہ سے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔



سُوْرَةُ الْبَقَرَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیئے جاتے ہیں انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کو) سمجھ نہیں سکتے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور آپ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیئے۔

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے عنایات ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

بے شک صفا اور مروہ (پہاڑ) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اُس گھر (کعبہ) کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اُس پر کچھ حرج نہیں

اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

کہ وہ اِن دونوں (پہاڑوں) کے درمیان چکر لگائے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ بڑا قدردان اور خوب جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى

بے شک جو لوگ اُس (حق) کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح نشانیوں اور ہدایت میں سے نازل فرمایا ہے

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ

اِس کے بعد کہ ہم نے اُسے لوگوں کے لئے کتاب میں واضح کر دیا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے

وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا

اور اُن پر (دیگر) لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ سوائے اُن لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں اور (جو وہ حق چھپاتے تھے) بیان کریں

فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٦١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

اور اِس حال پر مرے کہ وہ کافر تھے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ اُس (لعنت) میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿١٦٢﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ع ١٩ ١١

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور رات دن کے بدلتے رہنے میں

وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

اور اُن کشتیوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں وہ (چیزیں) اُٹھائے جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور جو اللہ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

پھر اس سے زمین کو اس کے مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ فرمایا اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے اور ہَواؤں کے بدلتے رہنے میں

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾

اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی کے) پابند ہیں یقیناً (ان سب میں) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ

اور لوگوں میں سے کچھ (ایسے بھی) ہیں جو اوروں کو اللہ کا مدِمقابل بناتے ہیں اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ کی محبت (ہونی چاہیئے)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور کاش وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے (ابھی) سمجھ لیں

اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

(وہ تب جانیں گے) جب وہ (آنکھوں سے) عذاب دیکھیں گے بے شک قوت ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ

(یاد کرو) جب بیزار ہو جائیں گے وہ (پیشوا) جن کی پیروی کی گئی تھی اُن سے جنہوں نے پیروی کی تھی اور وہ (سب) عذاب دیکھ لیں گے

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

اور اُن سے سب تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور پیروی کرنے والے کہیں گے کاش ہمیں ایک دفعہ (دنیا میں) پلٹ جانے کا موقع مل جاتا

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ

توہم بھی اِن (پیشواؤں) سے بیزار ہو جاتے جیسے وہ (آج) ہم سے بیزار ہو گئے ہیں اِسی طرح اللہ اُنہیں اُن کے اعمال حسرت بنا کر دکھائے گا

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ ع ۲۰

اور وہ آگ (کے عذاب) سے نہ نکل پائیں گے۔ اے لوگو! اُن (چیزوں) میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال (اور) پاکیزہ ہیں

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ

اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ بے شک وہ تو تمہیں صرف بُرائی اور بے حیائی کا ہی حکم دیتا ہے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جو تم نہیں جانتے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا

تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ اُن کے باپ دادا (دین کی) کچھ نہ سمجھ رکھتے ہوں

وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ

اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ اور جنہوں نے کفر کیا اُن کی مثال اُس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو جو بلانے والے کی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

وہ بہرے گونگے اندھے ہیں لہٰذا وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ بے شک اُس نے تم پر حرام کیا ہے مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

اور جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام پُکارا جائے لہٰذا جو (بھوک سے) مجبور ہو جائے (لیکن) نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ

اُس پر (بقدرِ ضرورت کھالینے میں) کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ

اُس کتاب (کی آیتوں) کو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور اُس (حق کے چھپانے) پر تھوڑا سا معاوضہ لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾

اور اللہ اُن سے قیامت کے دن بات تک نہ کرے گا اور نہ ہی (اُن کے گناہ معاف کرکے) انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی خرید لی اور بخشش کے بدلہ میں عذاب

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ

تو (تعجب ہے کہ) وہ کس قدر آگ (کے عذاب) پر صبر کرنے والے ہیں۔ یہ (سزا) اِس لئے ہے کہ اللہ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے

ع ٢١ ٩ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع

اور بے شک وہ لوگ جو (ایسی) کتاب میں اختلاف کرتے ہیں وہ یقیناً ضدبازی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

نیکی (بس) یہی نہیں ہے کہ تم (نماز میں) اپنے چہرے پھیر لو مشرق اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ

اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اُس نے مال دیا اس (اللہ) کی محبت میں قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کو

وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ

اور مسافروں اور مانگنے والوں اور (غلاموں کی) گردنوں کو چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ

اور وہ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب بھی عہد کریں اور صبر کرنے والے ہیں تنگ دستی اور تکالیف میں اور جنگ کے وقت یہی سچے لوگ ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ

اور یہی پرہیز گار ہیں۔ اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد، آزاد کے بدلہ

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ

اور غلام، غلام کے بدلہ اور عورت، عورت کے بدلہ البتہ جس کسی کو اُس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ

تو معروف طریقہ کے مطابق (خون بہا کا) مطالبہ کیا جائے اور (قاتل) خوش اسلوبی سے اس (خون بہا) کو ادا کرے

ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿١٧٨﴾

تمہارے رب کی طرف سے یہ ایک رعایت اور رحمت ہے تو جس کسی نے اِس کے بعد بھی زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾ كُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اوراے عقلمندو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی سے) بچ سکو۔ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت قریب آجائے

اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَؕ ۝۱۸۰

اور اگر وہ (اپنے پیچھے) مال چھوڑے جا رہا ہو (تو) والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے معروف طریقہ پر وصیت کرے یہ پرہیز گاروں پر لازم ہے۔

فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌؕ ۝۱۸۱

پھر جو اُس (وصیت) کو سُن لینے کے بعد اُسے بدل ڈالے تو اُس کا گناہ اُنہی (وصیت) بدلنے والوں پر ہو گا بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ؕ

پھر جو کوئی اندیشہ محسوس کرے وصیت کرنے والے سے (کسی کی) طرف داری یا گناہ کا تو وہ اُن کے درمیان صلح کرا دے تو اُس پر کچھ گُناہ نہیں

ع ۲۲ ۶ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۸۲ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡکُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ

بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا

لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ۝۱۸۳ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ‌ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ

تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔ (یہ روزے) گنتی کے چند دن (کے) ہیں پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو

فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ‌ؕ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ‌ؕ

تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ میں ایک مسکین کا کھانا دیں

فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ‌ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۸۴

اور جو خوشی سے کوئی نیکی کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا (یہ) لوگوں کے لئے ہدایت ہے

وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ‌ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَـصُمۡهُ‌ؕ

اور (اِس میں) ہدایت اور (حق و باطل میں) فرق کرنے والے روشن دلائل ہیں لہٰذا تم میں سے جو بھی اِس مہینے کو پائے تو وہ اِس (مہینے) کے روزے رکھے

وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ‌ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ

اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے مشکل نہیں چاہتا

وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝۱۸۵

اور یہ (چاہتا ہے) کہ گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کا اظہار کرو اِس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

وَاِذَا سَاَلَـكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ

اور (اے نبی ﷺ!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ﷺ فرما دیں) بے شک میں (ان کے) قریب ہوں

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ

میں (ہر) دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے تو اِنہیں چاہیئے کہ وہ (بھی) میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ

تا کہ وہ ہدایت پر آجائیں۔ تمہارے لئے روزہ کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

اللہ کو علم تھا کہ تم (اُن کے پاس جاکر) اپنے آپ سے خیانت کیا کرتے تھے تو اس نے تم پر نظر کرم فرمائی

وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اور تمہیں معاف فرما دیا تو اب تم ان سے صحبت اختیار کرو اور تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے (نصیب میں) لکھ دیا ہے اور کھاؤ اور پیو

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

یہاں تک کہ تمہارے لئے نمایاں ہو جائے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے فجر کے وقت پھر رات تک روزہ پورا کرو

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ

اور بیویوں سے صحبت اختیار نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو یہ اللہ کی (طے کردہ) حدود ہیں تو ان کے قریب بھی مت جاؤ

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اِسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ وہ پرہیز گار بنیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ

وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳ ۶

اور (نہ ہی) اِس (مال) کو (بطورِ رشوت) حکام تک پہنچاؤ کہ تم جانتے بوجھتے لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھاؤ۔

علم و عمل کی باتیں

۱- اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہے البتہ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیّت حاصل ہوتی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۵۳)

۲- صفا اور مروہ پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں اور شعائر میں سے ہیں جن کے ذکر اور مشاہدہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم گھرانے کی عظمت و شان واضح اور ان کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۵۸)

۳- جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات اور ہدایت کی باتوں کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و مکارم کو چھپاتے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں سوائے اُن کے جو توبہ و اصلاح کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و کمالات اور جو حق بات وہ چھپاتے تھے اُسے واضح بیان کریں۔ (سورۃ البقرہ، آیات:۱۵۹، ۱۶۰)

۴- کمال ایمان کی علامات میں سے یہ ہے کہ بندہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۶۵)

۵- حلال کمائی اور حلال وطیب کھانے کا حکم ہے۔ مال حرام اور ناپاک چیزیں کھانا شیطان کے پیچھے چلنے کے مترادف ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۶۸)

۶- اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تقاضا ہے کہ حلال اور طیب رزق کا اہتمام کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۷۲)

۷- قانونِ قصاص کی برکتیں پوری انسانیت کے لئے ہیں۔ اس قانون پر عمل سے قتل و غارت میں کمی، انسانی جان کی تکریم اور حفاظت میسر آتی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۷۹)

۸- روزہ بندے میں تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ حالتِ روزہ میں حکمِ باری تعالیٰ کی وجہ سے حلال چھوڑنے والے سے توقع ہے کہ وہ حرام اور گناہوں کے کام بھی چھوڑ دے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۳)

۹- ماہِ رمضان کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قرآنِ حکیم نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۵)

۱۰- اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے البتہ شرط یہ ہے کہ لوگ اُس پر واقعتاً ایمان رکھیں اور اُس کے احکامات کی پیروی کریں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۶)

۱۱- تقویٰ کا اظہار اور امتحان مالی معاملات سے ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان تمام مالی معاملات میں بھی حد درجہ احتیاط کرے کہ باطل طریقہ سے نہ خود کسی کا مال کھائے اور نہ ہی کسی قسم کے غلط مقصد کے حصول کے لئے رشوت وغیرہ کے ذریعہ اپنا یا دوسروں کا مال حکام تک پہنچائے کہ وہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھائیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات:۱۵۳تا۱۶۳ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو ــــــــــــــــ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) آیات:۱۵۳تا۱۶۳ کے مطابق ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ پہاڑ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

(۳) آیات:۱۶۸تا۱۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ــــــــــــــــ چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے۔

(۴) آیات:۱۶۸تا۱۷۶ میں بتایا گیا ہے کہ شیطان ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دیتا ہے۔

(۵) آیات:۱۷۷تا۱۸۲ میں اللہ تعالیٰ نے ــــــــــــــــ کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس میں ہمارے لئے زندگی ہے تاکہ ہم خون ریزی سے بچ سکیں۔

(۶) آیات: ۱۸۳تا۱۸۸ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ لوگوں کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چاہتا ہے وہ لوگوں کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں چاہتا۔

(۷) آیات: ۱۸۳تا۱۸۸ میں اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا ہے کہ جب لوگ آپ ﷺ سے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ ﷺ فرمادیں کہ بے شک میں ان کے ۔۔۔۔۔۔۔ ہوں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۱۵۳تا۱۶۳ میں کن کن چیزوں کے ذریعہ آزمائے جانے کا ذکر کیا گیا ہے؟ آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کا کیا رویہ ہوتا ہے؟ اور صبر کرنے والوں پر اللہ ﷻ کے کن انعامات کا بیان ہے؟

۲- آیات: ۱۵۳تا۱۶۳ میں کن کن لوگوں پر لعنت کی گئی ہے اور کون لوگ اس لعنت سے بچ سکتے ہیں؟

۳- آیات: ۱۶۴تا۱۶۷ کے آغاز میں اللہ ﷻ نے کن چیزوں کو اپنی نشانیاں قرار دیا ہے؟

۴- آیات: ۱۶۸تا۱۷۶ میں اہل ایمان کو کس بات کا حکم دیا گیا ہے؟

۵- آیات: ۱۶۸تا۱۷۶ کی روشنی میں جواب دیں کہ اللہ ﷻ نے کیا کیا چیزیں حرام کی ہیں؟ اور دنیاوی مفادات کی خاطر احکام الٰہی میں ردوبدل کرنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فضائل و کمالات چھپانے والوں کے لئے کس کس وعید کا ذکر کیا گیا؟

۶- آیت: ۱۷۷ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	اس آیت میں کس چیز کا تصور بیان کیا گیا ہے؟	
۲	کس کس چیز پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے؟	
۳	کن لوگوں پر مال خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے؟	
۴	کن عبادات کا ذکر ہے؟	
۵	کس معاشرتی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے؟	
۶	ایسے لوگوں کا تکالیف، تنگ دستی اور میدان جہاد میں کیسا رویہ ہوتا ہے؟	
۷	جو لوگ آیت میں مذکور شرائط کو پورا کریں ان کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟	

۷- آیات: ۱۸۳تا۱۸۸ میں دی گئیں روزہ کے حوالہ سے ہدایات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	کیا روزہ صرف امتِ مسلمہ پر فرض کیا گیا ہے؟	
۲	روزہ فرض کرنے کی کیا حکمت ہے؟	

۳	فرض روزے کس مہینہ میں اور کتنی تعداد میں رکھے جاتے ہیں؟	
۴	روزے کے حوالہ سے کن لوگوں کو رخصت دی گئی ہے؟	
۵	رمضان کے مہینہ کی فضیلت کس وجہ سے ہے؟	
٦	جو بالغ اور عاقل اہل ایمان رمضان کے مہینہ کو پائے اس پر کیا لازم ہے؟	
۷	روزے کے حوالہ سے اللہ ﷻ ہمارے لئے کیا چاہتا ہے؟	
۸	روزہ کس وقت شروع اور کس وقت ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟	

سوال ۳ سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۹ کی روشنی میں اس پر ایک نوٹ تحریر کریں کہ ”اسلامی حد قصاص کے نفاذ میں کس طرح زندگی ہے؟

گھریلو سرگرمی

- دیئے گئے جدول میں سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۷ ” اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ کا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ لکھیے نیز وہ مواقع ذکر کیجیے جس میں ہمیں یہ آیت کریمہ تلاوت کرنی چاہیے۔

آیت	اِنَّا	لِلّٰهِ	وَ	اِنَّآ	اِلَيْهِ	رٰجِعُوْنَ
لفظ بہ لفظ ترجمہ						
بامحاورہ ترجمہ						
نمبر شمار	وہ مواقع جن میں یہ آیات تلاوت کرنی چاہیے۔					
۱						
۲						
۳						
۴						
۵						

- رزق حلال کی اہمیت پر کوئی تین احادیث مبارکہ تلاش کر کے یاد کریں اور گھر والوں کو سنائیں۔
- سورۃ البقرہ، آیات: ۱٦٦ اور ۱٦۷ کی روشنی میں اپنے اساتذہ کے ساتھ مذاکرہ کریں کہ ہمیں کیسے لوگوں کو اپنا رہنما اور پیشوا بنانا چاہیے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سُورَةُ الْبَقَرَة

سبق: ۷

سورۃ البقرۃ ۲ | رکوع: ۲۴ تا ۲۷ (آیات: ۱۸۹ تا ۲۲۱)

رکوع ۲۴ تا ۲۷ کے اہم مضامین

۱۔ اللہ ﷻ کی راہ میں قتال اور انفاق کا حکم
۲۔ پورے اسلام پر عمل کرنے کا حکم
۳۔ جنت کا راستہ۔۔۔۔۔ مشکل اور کٹھن
۴۔ کافروں کے جرائم کی سنگینی

رکوع ۲۴ تا ۲۷ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۲۴ (آیات: ۱۸۹ تا ۱۹۶)

نئے چاندوں کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے لئے دینی و دنیاوی احکام اور حج کی ادائیگی کے لئے اوقات کے تعین کا ذریعہ ہیں۔ مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کا ڈر اور اللہ ﷻ کی مقرر کردہ حدود اور اس کے احکام کی پابندی کرنا بڑی نیکی ہے۔ مشرکین مکہ کے خلاف قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مکی دور میں مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں تھی۔ اب فرمایا جارہا ہے کہ جہاد اور قتال کا مقصد فتنوں کا خاتمہ ہے کیونکہ فتنہ وفساد پھیلانا قتل سے بھی زیادہ بُرا ہے، لہٰذا مشرکین سے دین کے غلبہ کی منزل سر ہونے تک قتال کرتے رہو۔ البتہ ہر قسم کی زیادتی سے منع کیا گیا۔ ایسے لوگوں کو معاف کرنے کا حکم دیا گیا جو ظلم اور شرک سے باز آجائیں۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ قتال کے لئے مال خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اگر تم قتال نہیں کروگے تو دشمن تم پر حاوی ہوجائے گا اور تمہیں ہلاک کرڈالے گا۔ انفاق فی سبیل اللہ میں احسان کا پہلو یاد رکھنے کا حکم دیا گیا، حج اور عمرہ کے بارے میں حکم ہے کہ یہ عبادات اللہ ﷻ ہی کی رضا کے لئے انجام دو اور اس رکوع کی آخری آیت میں حج و عمرہ کے اہم مسائل بھی بیان کردیے گئے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> "ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ایک شخص (قومی وقبائلی) حمیت میں قتال کرتا (لڑتا) ہے، اور ایک بہادری و شجاعت (کے جوہر دکھانے) کے لئے لڑتا ہے، اور ایک دکھاوے کے لئے لڑتا ہے تو ان میں سے کون فی سبیل اللہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ان میں سے کوئی نہیں بلکہ) جو اس لئے لڑے تاکہ اللہ ﷻ کا کلمہ بلند ہو تو صرف وہ فی سبیل اللہ ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع: ۲۵ (آیات: ۱۹۷ تا ۲۱۰)

حج کے آداب و مناسک کا ذکر ہے کہ سفر حج کے دوران ہر قسم کی فسق و فجور لڑائی جھگڑے اور بے حیائی کی باتوں سے بھی گریز کیا جائے اور زادِ راہ کے انتظام کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنے اور کثرت سے اللہ ﷻ کا ذکر کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ حج کے موقع پر دعاؤں کے لئے وسیع وقت ہوتا ہے۔ کچھ بدنصیب وہاں پر اللہ ﷻ سے صرف دنیا مانگتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> "جس نے اللہ ﷻ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس نے نہ بے حیائی کا کوئی کام کیا اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ اس دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوکر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔" (صحیح بخاری)

اللہ ﷻ سے دنیاو آخرت دونوں کی بھلائیاں مانگتے ہیں، ان کے لئے آخرت میں ان کی نیکیوں کا بھر پور اجر ہے۔ ذاتی معاملات میں بار بار اللہ ﷻ کو گواہ بنانے والے، چکنی چپڑی اور لچھے دار باتوں کے ذریعہ لوگوں کے دل لبھانے والے دین کے سخت دشمن ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو زمین میں فتنہ فساد پھیلانے اور قتل وغارت گری کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ رضائے الٰہی کی طلب میں مصلحتوں اور تحفظات کا خیال نہ رکھتے ہوئے اپنی قیمتی جان بھی کھپانی پڑتی ہے، ایسے ہی لوگوں پر اللہ ﷻ اپنی لطف و عنایت کی بارش فرماتا ہے۔ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ باتیں اللہ ﷻ کی مانیں، کچھ رسم ورواج کی اور کچھ اپنے نفس کی۔ ایسی غیر خالص اطاعت شیطان کے نقش قدم کی پیروی ہے اور اللہ ﷻ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ

”اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے، پھر دیکھے کہ وہ کتنی تری لے کر لوٹی ہے۔“ (صحیح مسلم)

رکوع: ۲۶ (آیات: ۲۱۱ تا ۲۱۶)

اللہ ﷻ کی نعمتِ ہدایت کی ناقدری کرنے والوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ بشارت دی گئی ہے کہ اہل ایمان اور متقین کو بے حساب رزق عطا کیا جائے گا۔ پہلی امتوں کی مثال دے کر آگاہ کیا گیا کہ جنت کا حصول آسان نہیں ہے۔ جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو سخت قسم کی آزمائشوں میں حق پر ڈٹے رہیں گے اور اس کی خاطر جان ومال کی بازیاں لگا دیں گویا جنت راہِ حق میں ثابت قدمی کا صلہ ہے۔ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر مال خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مزید برآں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کو آزمائشوں سے گزارتا ہے اور اس پر استقامت اختیار کرنے والوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور اپنی عنایت و قرب سے نوازتا ہے ایسے لوگوں کے لئے اللہ ﷻ کی مدد بہت قریب ہے۔ اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رہے کہ ہر امر کی حقیقت اللہ ﷻ کے علم میں ہے۔ اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ تم پر قتال کرنا فرض کر دیا گیا ہے خواہ تمہیں یہ حکم کتنا ہی ناگوار ہو۔ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لئے خیر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لئے شر ہو۔ حقیقت حال اللہ ﷻ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

رکوع: ۲۷ (آیات: ۲۱۷ تا ۲۲۱)

حرمت والے مہینوں میں قتال، شراب اور جوئے کی حرمت اور یتیموں کے حقوق کے بارے میں احکامات دیئے گئے ہیں۔ حرمت والے مہینوں میں قتال کے حوالہ سے ارشاد ہوا کہ بلاشبہ ان مہینوں میں قتال کرنا منع ہے۔ البتہ جو لوگ کفر کر رہے ہیں، اللہ ﷻ کی راہ سے روک رہے ہیں اور شرک کر رہے ہیں، ان کے جرائم اس سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ دین حق سے پھر جانے والے مرتد لوگوں کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ واضح کیا گیا کہ اللہ ﷻ کی رحمت اور جنت کے حقیقی امیدوار وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اللہ ﷻ کی راہ میں ہجرت کی اور پھر مال و جان سے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کیا۔ شراب اور جوئے سے بچنا ضروری ہے کیونکہ ان کے نقصانات اور تباہ کاریاں ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی سہولت کے مطابق ضرورت سے زائد ہر شے اللہ ﷻ کی راہ میں قربان کر دے۔ مشرکین سے مسلمانوں کے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے بتایا گیا ہے کہ مشرکین آگ کی طرف بلاتے ہیں جب کہ اللہ ﷻ جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ

(اے نبی ﷺ!) وہ آپ سے نئے چاندوں (کے گھٹنے اور بڑھنے) کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ (ﷺ) فرما دیجیے

هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

کہ یہ لوگوں (کے معاملات) اور حج (کے اوقات) کے تعین کا ذریعہ ہے اور یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے سے داخل ہو

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی اور گھروں میں اُن کے دروازوں سے آیا کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

اور اللہ کی راہ میں (اُن سے) لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ

اور اُن (کافروں) کو قتل کرو جہاں کہیں بھی تم اُنہیں پاؤ اور اُنہیں (وہاں سے) نکالو جہاں سے اُنہوں نے تمہیں نکالا ہے

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ

اور فتنہ (انگیزی) تو قتل سے بھی زیادہ سخت بُرائی ہے اور مسجد حرام کے قریب اُن سے نہ لڑو یہاں تک کہ وہ (خود) تم سے وہاں لڑیں

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا

پھر اگر وہ تم سے (وہاں بھی) لڑیں تو تم بھی اُنہیں قتل کرو اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ تو اگر وہ باز آ جائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ

تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اُن سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کا ہو جائے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ

پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر کوئی سختی (روا) نہیں۔ حرمت والے مہینہ کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہی ہے اور تمام حرمتوں کا بھی بدلہ ہے

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

پھر جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اُس سے اُسی طرح سے بدلہ لو جیسا کہ اُس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ

بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

بے شک اللہ نیک لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور حج اور عمرہ پورا کرو اللہ (کی رضا) کے لئے پھر اگر تم روک لیئے جاؤ تو پھر جو بھی قربانی میں سے میسر ہو (پیش کردو)

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

اور اپنے سر نہ مُنڈاؤ یہاں تک کہ قربانی کا جانور اپنے مقام پر پہنچ جائے پھر اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اُسے سر میں کچھ تکلیف ہو (اور وہ سر منڈوالے)

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۠ وقفۃ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

تو (پھر) اس کا فدیہ ہو گا روزے رکھنا یا صدقہ دینا یا (پھر) قربانی کرنا پھر جب تم امن میں ہو تو جو عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا فائدہ اٹھانا چاہے

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ

تو جو قربانی اُسے میسر ہو (پیش کرے) پھر جو (قربانی کی) حیثیت نہ رکھتا ہو تو (وہ) حج کے دنوں میں تین روزے (رکھے) اور سات (روزے) جب تم گھر واپس آؤ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

یہ پورے دس (روزے) ہوئے (البتہ) یہ (رعایت) اُس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے قریب نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ ع ۲۴ ۸

اور جان لو بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ حج کے چند مہینے متعین ہیں تو جو اِن میں (نیت کرکے اپنے اوپر) حج کو لازم کرلے

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا

تو حج کے دوران نہ کوئی صحبت کی بات کرے نہ ہی کوئی نافرمانی اور نہ ہی جھگڑا اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے اور زادِ راہ لے لیا کرو

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

تو بے شک سب سے بہتر زادِراہ تو پرہیزگاری ہے اور اے عقلمندو! میری نافرمانی سے بچو۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠

اگر تم (دورانِ حج) اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرو پھر جب عرفات سے واپس آؤ تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس اللہ کا ذکر کرو

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

اور اُس کا ذکر اِس طرح کرو جس طرح اُس نے تمہیں ہدایت کی ہے اور تم اس سے پہلے ناواقفوں میں سے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

پھر تم وہیں سے واپس آؤ جہاں سے باقی لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے مغفرت مانگو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

پھر جب تم اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے رہے ہو یا اِس سے بھی زیادہ (اللہ کا) ذکر کرو

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝۲۰۰

تو لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں (سب کچھ) دنیا ہی میں دے دے اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۲۰۲

اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اُس میں سے حصّہ ہے جو اُنہوں نے (نیک) کمائی کی اور اللہ بہت جلد حساب چکانے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

اور اللہ کا ذکر گنتی کے چند دنوں (قیامِ منیٰ) میں (خوب) کرو پھر جو شخص دو ہی دنوں میں جلدی چلا جائے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

اور جو تاخیر کرے تو اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے (بشرطیکہ) وہ (نافرمانی سے) بچتا رہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور جان لو

اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳ وَمِنَ النَّاسِ

بے شک تم اُسی کے حضور (جوابدہی کے لئے) جمع کیئے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے

مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ

کہ جس کی بات دنیا کی زندگی کے بارے میں (اے مخاطب!) تم کو بھلی لگتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر (قسمیں کھا کر) اللہ کو گواہ بناتا ہے

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ

حالانکہ وہ (حق کا) سخت ترین جھگڑالو (دشمن) ہے۔ اور جب اسے اختیار ملتا ہے تو وہ خوب کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد مچائے اور کھیتیوں اور نسلوں کو برباد کردے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ (کی نافرمانی) سے ڈر تو اُسے غرور گناہ پر اکساتا ہے تو اُس کے لئے جہنم کافی ہے

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ

اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک کا سودا کرتا ہے

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اور اللہ (ایسے) بندوں پر بہت شفقت فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو

اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَيِّنٰتُ فَاعۡلَمُوۡٓا

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم پھسل گئے اس کے بعد کہ تمہارے پاس واضح دلائل آچکے تھے۔ تو جان لو

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ

بے شک اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ کیا یہ اسی بات کا انتظار کررہے ہیں کہ اللہ (کا عذاب) آجائے بادلوں کے سائبانوں (کی صورت) میں

ع ۲۵ ۱۴ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾ ع سَلۡ بَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ

اور فرشتے (بھی آجائیں) اور فیصلہ ہی کر دیا جائے اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) بنی اسرائیل سے پوچھیے

كَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

کہ ہم نے اُنہیں کتنی واضح نشانیاں عطا کیں اور جو کوئی اللہ کی نعمت کو بدل ڈالے اِس کے مل جانے کے بعد تو یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا

کفر کرنے والوں کے لئے دنیا کی زندگی خوشنما بنا دی گئی اور وہ ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں

فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۚ قف

وہ اُن پر روزِ قیامت غالب ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ (ابتدا میں) تمام لوگ ایک (ہی دین پر متفق) امت تھے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ ۖ وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ

پھر (جب اُنہوں نے اختلاف کیا) تو اللہ نے انبیاء (علیہم السلام) بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے بنا کر اور اُن کے ساتھ برحق کتاب نازل فرمائی

لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ فِيۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ؕ وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ

تاکہ وہ لوگوں کے درمیان (اُن باتوں کا) فیصلہ فرمادے جن میں اُنہوں نے اختلاف کیا تھا اور اس میں ان ہی لوگوں نے اختلاف کیا جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ ۚ

اِس کے بعد کہ اُن کے پاس واضح دلائل آچکے تھے (صرف) آپس کی ضد کی وجہ سے (اختلاف کیا)

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِهٖ ؕ

تو اللہ نے ایمان لانے والوں کو اپنی توفیق سے حق کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی اُس بات میں جس میں ان لوگوں نے اختلاف کیا تھا

وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ

اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے۔ کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ (یونہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے

وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ

حالانکہ اب تک تم پر اُن لوگوں جیسے (حالات) نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُنہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں

وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ

اور وہ ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ (وقت کے) رسول پکار اٹھے اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟

اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَا ذَا یُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ

سن لو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔ (اے نبی ﷺ!) وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ (اُن سے) فرما دیجئے کہ مال میں سے تم جو بھی خرچ کرو

فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰكِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۱۵﴾

تو (خرچ کرو) والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے اور جو نیکی تم کرتے ہو تو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الۡقِتَالُ وَ هُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ ۚ وَ عَسٰۤی اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَیۡـًٔا وَّ هُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ ۚ

تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں (طبعاً) ناپسند ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو

وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ ع ۲۶ ۶

اور ہو سکتا ہے کہ کسی چیز کو تم پسند کرو اور وہی تمہارے حق میں بُری ہو اور (حقیقتِ حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الشَّهۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡهِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡهِ كَبِیۡرٌ ؕ

وہ آپ (ﷺ) سے سوال کرتے ہیں کہ حرمت والے مہینے میں قتال کرنا کیسا ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ اِس ماہ میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے

وَ صَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ كُفۡرٌۢ بِهٖ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَ اِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ

(لیکن) اللہ کی راہ سے روکنا اور اُس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجدِ حرام سے (روکنا) اور اُس کے باشندوں کو اس سے نکال دینا

اَكۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ وَ الۡفِتۡنَةُ اَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَكُمۡ

اللہ کے نزدیک اِس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ (و فساد) قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اور وہ (کافر) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

حَتّٰی یَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِیۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِیۡنِهٖ فَیَمُتۡ وَ هُوَ كَافِرٌ

یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اور پھر مرا اِس حال میں کہ وہ کافر تھا

فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾

تو یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ ان کے اعمال برباد ہوگئے دنیا اور آخرت میں اور یہ لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَ جٰهَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ ؕ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں

وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَ الۡمَیۡسِرِ ؕ قُلۡ فِیۡهِمَاۤ اِثۡمٌ كَبِیۡرٌ

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ وہ آپ (ﷺ) سے سوال کرتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں آپ فرما دیجئے اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۖ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۗ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ

اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں اور اِن دونوں کا گناہ ان کے فائدہ سے کہیں زیادہ ہے اور وہ آپ (ﷺ) سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟

قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ﴿۲۱۹﴾

آپ فرما دیجیے جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو اِسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام کو کھول کھول کر واضح فرماتا ہے تا کہ تم غور و فکر کرو۔

فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۗ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۗ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۗ

دنیا اور آخرت (کے معاملات) میں (غور و فکر کرو) اور وہ آپ (ﷺ) سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے اُن کی خیر خواہی بہتر ہے

وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۗ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۗ

اور اگر تم اُن کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ (خوب) جانتا ہے فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۗ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایک مسلمان کنیز (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرکہ) تمہیں بہت پسند آئے

وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۗ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور (مسلمان عورتوں کو) مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دینا یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایک مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے

وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ

اگرچہ وہ (مشرک) تمہیں پسند آئے یہ (مشرک) تو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی توفیق سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے

وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع ۲۷ ۵

اور واضح فرماتا ہے اپنی آیات لوگوں کے لئے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

علم و عمل کی باتیں

۱- قتال فی سبیل اللہ کے حکم کا ایک اہم مقصد فتنہ، فساد اور ظلم کے خاتمہ کے ساتھ اللہ ﷻ کے دین کی سربلندی اور غلبہ بھی ہے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۳)

۲- مالی جہاد یعنی انفاق فی سبیل اللہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانا ہے۔ اس عمل سے قوموں میں زندگی کی رمق باقی رہتی ہے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۵)

۳- حج عمرہ ہو یا دیگر اعمال خیر۔ ان کو اللہ ﷻ ہی کی رضا کے لئے انجام دینا چاہیئے۔ اخلاصِ نیت کے بغیر اعمال قبول نہیں ہوتے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۶)

۴- مناسکِ حج ادا کرنے کے ساتھ گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ نیز سفر حج کے لئے زادِ راہ کے ساتھ زادِ عمل بھی لازم ہے جو تقویٰ ہے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۷)

۵- دنیا پرست صرف دنیاوی چیزوں کی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ آخرت میں نعمتوں سے محروم ہوں گے۔ جب کہ نیک بندے دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی کی دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسے لوگ ابدی سعادت پائیں گے۔ (سورۃ البقرہ، آیات:۲۰۰ تا ۲۰۲)

۶- اللہ ﷻ اپنے ان بندوں پر انتہائی مہربان ہے جو مصلحتوں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جان تک کھپا دیتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۰۷)

۷- دین اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے اللہ ﷻ نے زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں میں دین کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ دین میں جزوی عمل پر ہی اکتفا کر لینا یا احکام الٰہی سے روگردانی کرنا شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کے مترادف ہے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۲۰۸)

۸- جنت میں داخلہ کے لئے راہ حق میں آنے والی آزمائشوں سے گزرنا اور درپیش مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ نصرت الٰہی کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو امتحان کے کٹھن مراحل سے گزرنے کے لئے تیار ہوں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۱۴)

۹- اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو مال خرچ کرنے کی یہ ترتیب بتائی ہے کہ پہلے والدین اور رشتہ داروں پھر دیگر حاجت مند طبقات پر خرچ کیا جائے۔
(سورۃ البقرہ، آیت:۲۱۵)

۱۰- اللہ ﷻ ہر بات کا خوب علم رکھتا ہے اور وہی مخلوق کے نفع و نقصان سے خوب واقف ہے۔ چنانچہ اسی کے احکامات پر عمل کرنے میں خیر ہے ورنہ انسان تو اپنی لاعلمی یا ناقص علم کی وجہ سے فائدہ کو نقصان اور نقصان کو فائدہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۱۶)

۱۱- بعض اوقات کسی نقصان دہ شے کا کوئی ظاہری فائدہ ہو سکتا ہے البتہ یہ فائدہ اُس شے کے شرعی طور پر جائز اور حلال ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کسی شے کے حلال و حرام ہونے کی دلیل وحی الٰہی کی تعلیم ہے نہ کہ انسانی عقل و فہم۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۱۹)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات:۱۸۹تا۱۹۶میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قتل سے بھی زیادہ سنگین بُرائی قرار دیا گیا ہے۔

(۲) آیات:۱۸۹تا۱۹۶کے مطابق اس وقت تک قتال فی سبیل اللہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی نہ رہے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کا ہو جائے۔

(۳) آیات:۱۹۷تا۲۱۰میں ذکر ہے کہ حج کے لئے سب سے بہتر زادِراہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(۴) آیات:۱۹۷تا۲۱۰میں حج کے ارکان ادا کرنے کے بعد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۵) آیات:۱۹۷تا۲۱۰کے مطابق ہمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھلائی مانگنی چاہیئے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

(۶) آیات:۲۱۱تا۲۱۶میں ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ والے بنا کر بھیجا۔

(۷) آیات:۲۱۷تا۲۲۱میں بتایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات:۱۸۹تا۱۹۶میں قتال فی سبیل اللہ کے حوالہ سے دی گئیں ہدایات میں سے کوئی پانچ تحریر کریں؟

۲- آیات:۱۹۷تا۲۱۰ کے مطابق جو لوگ نیت کر کے حج کو اپنے اوپر لازم کر لیں انہیں کن تین باتوں سے منع کیا گیا ہے؟

۳- آیات:۱۹۷تا۲۱۰میں دعا کرنے کے حوالہ سے دو کرداروں کا بیان ہوا ہے ان کی دعا اور ان کا انجام بیان کریں۔

۴- آیات:۲۱۱تا۲۱۶میں جنت میں داخلہ کے حوالہ سے گزشتہ قوموں کے کن حالات کا ذکر کیا گیا ہے؟

۵- آیات:۲۱۱تا۲۱۶میں کن لوگوں پر مال خرچ کرنے کا ذکر ہے؟

۶- آیات:۲۱۷تا۲۲۱میں شراب اور جوئے کی برائی کے بیان میں کن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

۷- آیات:۲۱۷تا۲۲۱میں مشرکین سے نکاح کے حوالہ سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۳ حج ایک جامع عبادت ہے جس میں کئی عبادات جمع ہیں، حج کے فضائل اور اہمیت پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

❁ اللہ ﷻ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ "اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" جبکہ ہمارے معاشرہ میں ایسی بہت سی چیزیں رائج ہیں جن سے انسان اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ ذیل میں دیئے گئے جدول کو کسی صاحب علم سے معلوم کر کے مکمل کریں۔

نمبر شمار	نام	ذرائع	نتائج	ممکنہ احتیاطی تدابیر
۱	نشہ آور چیزوں کا استعمال			
۲				
۳				
۴				
۵				

❁ دین اسلام دوسرے مذاہب سے کس طرح ممتاز ہے تقابل کریں۔

نمبر شمار	تصورات	دین اسلام	عیسائیت	یہودیت	ہندومت
۱	توحید کا تصور				
۲	آخرت کا تصور				
۳	رسالت کا تصور				
۴	کتابوں کا تصور				

❁ سورۃ البقرہ، آیت: ۲۰۸ "اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ" اس آیت کو پیش نظر رکھ کر اپنا اور معاشرے کا جائزہ لیں کہ کن کن گوشوں میں ہم اللہ ﷻ کے اس حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق: ۸

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ | رکوع: ۲۸ تا ۳۳ (آیات: ۲۲۲ تا ۲۵۳)

رکوع ۲۸ تا ۳۳ کے اہم مضامین

۱۔ خواتین سے متعلق مسائل ۲۔ طلاق کی اقسام ۳۔ رخصتی سے پہلے طلاق ۴۔ مال کے بجائے علم کی اہمیت

رکوع ۲۸ تا ۳۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۲۸ (آیات: ۲۲۲ تا ۲۲۸)

خواتین کی خاندانی زندگی کے بعض اہم احکام مثلاً حیض، قسم کی ایک خاص شکل "اِیلاء" اور طلاق یافتہ خاتون کی عدت اور ان کے حقوق کے بارے میں کچھ وضاحت کی گئی ہے۔ توبہ و طہارت کے اہتمام کرنے کی یہ برکت و فضیلت بیان کی گئی کہ اللہ ﷻ خوب توبہ کرنے اور خوب پاکیزہ رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ مزید یہ تلقین کی گئی کہ اللہ ﷻ کے نام کی قسموں کو آڑ بنا کر نیکی کے کام سرانجام دینے سے مت رُکو اور یہ بیان کیا گیا کہ مَردوں کو ایک درجہ عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہترین ہوں" (جامع ترمذی)

رکوع: ۲۹ (آیات: ۲۲۹ تا ۲۳۱)

طلاق کی مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا۔ معاملہ اگر دو طلاقوں تک ہو تو یہ طلاق رجعی ہے یعنی شوہر اور بیوی شدید ناچاقی کی صورت میں عدت کے اندر رجوع کر سکتے ہیں۔ اگر دو طلاقوں کی صورت میں عدت گزرنے کے بعد، میاں بیوی باہم رضامندی سے دوبارہ مل کر رہنا چاہیں تو نکاح کی تجدید کرنا ہوگی اور نیا حق مہر مقرر کرنا ہوگا طلاقِ رجعی کی عدت ختم ہوتے ہی طلاق رجعی طلاق بائن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو اب رجوع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ خاتون کسی اور مرد سے نکاح کرے اور وہ شخص حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد وفات پا جائے یا اسے طلاق دے دے تو اب سابقہ شوہر سے عدت کے بعد نکاح کیا جا سکتا ہے۔ مردوں کو یہ ہدایات بھی دی گئی ہیں کہ اپنی بیویوں کو ستانے کے لئے رجوع نہ کریں۔ بیوی کو بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ شدید ناچاقی کی صورت میں وہ معاوضہ وغیرہ دے کر شوہر سے خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اللہ ﷻ کی آیات کو کھیل نہ بنانے، نعمتِ ہدایت کو یاد رکھنے اور کتاب و حکمت کی نصیحت کو ملحوظ رکھنے کی بھی نصیحت کی گئی ہے۔

رکوع: ۳۰ (آیات: ۲۳۲ تا ۲۳۵)

خاندانی نظام کی اصلاح کے احکامات بیان کیئے گئے ہیں۔ رضاعت یعنی دودھ پلانے اور بیوہ خاتون کی عدت اور اس کے نکاح کے حوالہ سے ہدایات دی گئی ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اللہ ﷻ ہمارے عمل سے باخبر ہے اور وہ ہمارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے لہٰذا ہمیں اللہ ﷻ سے ڈرتے ہوئے احسان مندی کے جذبات کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیئے۔

رکوع: ۳۱ (آیات: ۲۳۶ تا ۲۴۲)

اُس طلاق کے حوالہ سے ہدایات ہیں جو رخصتی سے پہلے ہی دے دی گئی ہو۔ خاندانی زندگی کے بارے میں ہدایات کے بعد نماز کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز میں انسان باربار عہد بندگی کو دہرا رہا ہوتا ہے، اسی سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں، خواہ معاشی ہوں یا عائلی، اللہ ﷻ کا کہنا مانے گا اور کسی قسم کی زیادتی اور تقویٰ کے خلاف کام نہیں کرے گا۔ مزید برآں طلاق یافتہ عورتوں سے حُسنِ سلوک کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے اس کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ ڈالتا ہے ان میں سے ایک آکر کہتا ہے میں نے فلاں فلاں کام کیا ہے، ابلیس کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا، پھر ان میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے اس شخص کو (جس کے ساتھ میں تھا) اس وقت تک نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرا دی۔ وہ (ابلیس) اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تُو سب سے بہتر ہے۔"

(صحیح مسلم)

فرمانِ نبوی ﷺ

"اللہ ﷻ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے لئے اچھا وضو کیا، ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کے رکوع و خشوع کو پورا کیا تو اللہ ﷻ کا اس کے لئے وعدہ ہے کہ اسے بخش دے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا، اللہ ﷻ کا اس سے کوئی وعدہ نہیں، خواہ بخشے خواہ عذاب دے۔"

(سنن ابی داؤد)

رکوع: ۳۲ (آیات: ۲۴۳ تا ۲۴۸)

اہل ایمان کو اللہ ﷻ کی راہ میں جنگ کرنے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بشارت دی گئی کہ جو مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا اسے اللہ ﷻ اپنے ذمہ قرض حسنہ قرار دیتا ہے اور وہ روزِ قیامت اس کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ حیات بعد از موت کے ثبوت کے لئے ایک کثیر جماعت کی مثال بطور دلیل پیش کی گئی ہے۔ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہیں جو طاعون کی بیماری کے پیش نظر موت سے بچنے کے لئے بھاگ نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے ایک لمبے عرصہ تک اللہ ﷻ نے ان پر موت طاری کر دی اور پھر حضرت حزقیل علیہ السلام کی خواہش کے مطابق ان کی دعا سے اللہ ﷻ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ انہیں احساس ہوا کہ جس موت سے ہم ڈر رہے تھے وہ تو یہاں بھی آگئی اور اہل ایمان کو اللہ ﷻ کی راہ میں قتال کرنے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا اور بشارت دی گئی کہ جو مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا اسے اللہ ﷻ اپنے ذمہ قرض حسنہ قرار دیتا ہے اور وہ روزِ قیامت اس کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ اس طرح اللہ ﷻ نے حیات بعد از موت پر دلیل قائم فرمادی اور پست ہمت لوگوں کے لئے یہ پیغام جاری فرمایا کہ موت و حیات اللہ ﷻ کے قبضہ قدرت میں ہے اس لئے جہاد فی سبیل اللہ سے مت گھبراؤ بلکہ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرو۔ بنی اسرائیل کی اس ہٹ دھرمی کو بھی بیان کیا گیا کہ اُنہوں نے اپنے اس وقت کے نبی حضرت سموئیل علیہ السلام سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تاکہ وہ اس کی قیادت میں جہاد کریں۔ نبی علیہ السلام نے اللہ ﷻ کے حکم سے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا تو بنی اسرائیل نے روگردانی

کرتے ہوئے اپنے نبی کے فیصلے پر اعتراض کیا کہ یہ بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں ؟ یہ تو مالی اعتبار سے انتہائی تنگ دست ہیں۔ نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نگاہ میں مال کی نہیں بلکہ علم کی اہمیت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُسے علم اور جسمانی قوت بھی عطا فرمائی ہے جو کہ جنگ کے لئے ضروری ہے اور طالوت کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ مقرر کی گئی ہے کہ ان کے لئے وہ تابوت آئے گا اس میں تمہاری تسکین کا سامان ہو گا تمہارے رب کی جانب سے اور اس میں آلِ موسیٰ و آلِ ہارون کے تبرکات اور استعمال کی چیزیں ہیں۔ جنہیں فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔

رکوع: ۳۳ (آیات: ۲۴۹ تا ۲۵۳)

حضرت طالوت کے جہاد کا ذکر ہے جو انہوں نے مشرک بادشاہ جالوت کے ساتھ کیا۔ حضرت طالوت کا لشکر تعداد اور اسباب کے اعتبار سے کمزور تھا لیکن ان کا بھروسہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر تھا۔ اُنہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے صبر و استقامت اور نصرت کی التجا کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور انہوں نے جالوت کے کئی گنا بڑے لشکر کو شکست فاش دی۔ گویا اہمیت اسباب کی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کی ہے۔ یہ مدد ان کے لئے ہے جن کی نیتوں میں اخلاص ہو اور جو حق کی خاطر ڈٹ جانے والے ہوں، بارگاہ ربُ العزت میں صبر و استقامت کی دعا اور دشمن پر غلبہ کی التجا بھی ان کا محبوب وظیفہ ہو۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ظالم جالوت کو قتل کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت و دانائی عطا فرمائی اور جو چاہا علم عطا فرمایا۔ مزید یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنگ یعنی قتال فی سبیل اللہ کے ذریعہ مخلوق پر فضل فرماتے ہوئے ایک ظالم قوم کو زمین سے دفع کرتا ہے تاکہ زمین فساد سے بھر نہ جائے۔ رسولوں کے بعض کی بعض پر فضیلت اور ان میں سے بعض کے مزید بلند درجات کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کو عمل کی آزادی دی ہے جو چاہے ہدایت کی راہ اختیار کرے جو چاہے گمراہی کی راہ پر چل پڑے۔



سُوْرَةُ الْبَقَرَة

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ
اور وہ آپ (ﷺ) سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے وہ گندگی ہے لہذا عورتوں سے حیض کی حالت میں الگ رہا کرو

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ
اور اُن کے قریب نہ جایا کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو اُن کے پاس اُس طرح جاؤ جیسے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪
بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور وہ خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ؗ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ
تو اپنی کھیتی میں جاؤ جس طرح تم چاہو اور اپنے لئے (نیک اعمال) آگے بھیجو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور خوب جان لو کہ تم اُس سے ملنے والے ہو

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ
اور آپ (ﷺ) ایمان والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں کے لئے آڑ نہ بنایا کرو

اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾
کہ تم نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان صلح کی کوشش نہ کرو گے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ
اللہ تمہاری لایعنی قسموں پر گرفت نہیں کرے گا لیکن وہ تمہاری اُن (قسموں) پر گرفت کرے گا جن کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ
اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا حلم والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اُٹھا لیں اُن کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے

فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
پھر اگر وہ (اس مدت میں) رجوع کر لیں تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اگر وہ طلاق دینے کا پکا ارادہ کر لیں

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ
تو بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں تین (مرتبہ) حیض (آنے) تک

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور اُن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اُسے چھپائیں جو اللہ نے اُن کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ

اور اُن کے شوہر اِس (مدت) میں انہیں (اپنی زوجیت میں) لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۖ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

اور اُن کے بھی حقوق (مَردوں پر) ہیں جیسے اُن پر (مَردوں کے) حقوق ہیں (شرعی) دستور کے مطابق البتہ مَردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے

ع ۲۸ ۷ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٢٢٨ع اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌ ۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ ۢ بِاِحْسَانٍ ؕ

اور اللہ بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔ طلاق تو دو بار ہے پھر یا تو (بیوی کو) بھلائی کے ساتھ روک لیا جائے یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دیا جائے

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اُنہیں جو کچھ دے چکے ہو اُس میں سے کچھ بھی واپس لو سوائے اِس کے کہ دونوں ڈریں کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو پھر اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

کہ وہ (عورت جو) کچھ معاوضہ دے (کر اپنے آپ کو چھڑا لے) یہ اللہ کی حدود ہیں تو اِن سے تجاوز مت کرو اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٢٩ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ

تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ پھر اگر وہ (شوہر) اُسے (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب وہ عورت اُس کے لئے حلال نہیں

مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

جب تک کہ وہ اُس کے سوا کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) بھی اُسے طلاق دے دے تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے

اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

کہ وہ (نیا نکاح کر کے) باہم رجوع کر لیں بشرطیکہ وہ خیال رکھتے ہوں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدود ہیں

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٢٣٠ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

جنہیں وہ واضح فرماتا ہے اُن کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ اور جب تم عورتوں کو (ایک یا دو بار) طلاق دے چکو پھر وہ اپنی عدت پوری کرنے پر آئیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۖ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

تو اب اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو اور اُنہیں ستانے کی خاطر زیادتی کرنے کے لئے نہ روکے رکھو اور جس کسی نے ایسا کیا

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

تو اُس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیات کا مذاق نہ اُڑاؤ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے

مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع ۲۹

کتاب اور حکمت میں سے (اسے بھی یاد رکھو) وہ اس کے ذریعہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور جان لو بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو اُنہیں مت روکو کہ وہ (پھر سے) اپنے (پہلے) شوہروں سے نکاح کر لیں

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

جبکہ وہ دونوں آپس میں معروف طریقہ کے مطابق راضی ہوں اِس (بات) سے اُسے نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

یہی تمہارے لئے بہت پاکیزہ اور نہایت ستھری بات ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں پورے دو سال تک

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

(یہ حکم) اُس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہتا ہے اور جس کا بچہ ہے اُس (باپ) کے ذمہ ہے

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اُن (ماؤں) کا کھانا اور اُن کا لباس معروف طریقہ کے مطابق کسی شخص پر اُس کی گنجائش سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالی جاتی

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ

نہ ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی باپ کو اُس کے بچہ کی وجہ سے (نقصان پہنچایا جائے) اور وارث پر بھی اِسی طرح کی ذمہ داری ہے

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ

تو اگر وہ دونوں دودھ چھڑانے کا ارادہ کرلیں اپنی باہمی رضامندی اور مشورہ سے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم چاہو کہ تم (کسی دایہ سے) اپنی اولاد کو دودھ پلواؤ تو (بھی) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

جبکہ تم (دایہ کو) پورا پورا ادا کر دو جو بھی تم نے معروف طریقہ کے مطابق دینا طے کیا ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا

اور جان لو کہ بے شک جو تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تو چاہیئے کہ وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں تو جب وہ اپنی (عدت کی) مدت پوری کرلیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

کہ وہ جو بھی اپنے حق میں معروف طریقہ کے مطابق (فیصلہ) کریں اور جو کچھ تم کررہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں

فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

اِس بات میں کہ عورتوں کو اشارہ سے نکاح کا پیغام دو یا تم اُس (ارادہ) کو اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو اللہ جانتا ہے کہ تم اُن کا خیال تو (دل میں) لاؤ گے

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ

لیکن اُن سے کوئی خفیہ طور پر وعدہ نہ کرنا سوائے اِس کے کہ تم کوئی بھلی بات کہہ دو اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرنا یہاں تک کہ عدت کا حکم اپنی مدت کو پہنچ جائے

٣٠ ع ١ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع

اور جان لو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے لہٰذا اُس سے ڈرتے رہو اور جان لو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا حلم والا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جن کو تم نے ابھی چھوا ہی نہیں اور تم نے اُن کا مہر مقرر نہیں کیا اور اُن کو کچھ خرچہ دو

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾

خوشحال اپنی حیثیت کے مطابق (دے) اور تنگ دست اپنی گنجائش کے مطابق (دے) یہ معروف طریقہ کے مطابق خرچہ (دینا) نیک لوگوں پر لازم ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اور اگر تم انہیں طلاق دو اِس سے پہلے کہ تم نے ان سے خلوت کی ہو اور تم اُن کے لئے مہر مقرر کرچکے تھے تو نصف مہر (ادا کرو) جو تم نے مقرر کیا ہے

اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ

سوائے اِس کے کہ وہ (خود ہی) معاف کر دیں یا وہ (شوہر) معاف کر دے کہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ

اور (اے شوہرو!) اگر تم معاف کر دو تو یہ پرہیزگاری سے بہت قریب ہے اور آپس (کے معاملہ) میں احسان کا برتاؤ کرنا نہ بھولو

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ

بے شک جو تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ

اور اللہ کے حضور عاجزی اختیار کرتے ہوئے کھڑے رہا کرو۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو (دشمن کا) تو چلتے چلتے یا سواری پر (نماز ادا کرلو)

فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۹﴾

پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو اس طریقے سے جو اُس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ

اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (اُنہیں چاہیئے کہ) اپنی بیویوں کے لئے وصیت کر جائیں

مَّتَاعًا اِلَى الۡحَوۡلِ غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ فَاِنۡ خَرَجۡنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِىۡ مَا فَعَلۡنَ فِىۡٓ اَنۡفُسِهِنَّ

ایک سال تک خرچہ دینے کی (اور) اُنہیں (گھر سے) نہ نکالنے کی پھر اگر وہ (خود) چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اُس میں جو کچھ وہ اپنے بارے میں کریں

مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ

معروف طریقہ کے مطابق اور اللہ بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔ اور طلاق یافتہ عورتوں کو بھی معروف طریقہ کے مطابق کچھ خرچ دینا

حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ ٣١ ع ٧

پرہیز گاروں پر لازم ہے اِسی طرح سے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا

خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ۚ ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ ؕ

جو اپنے گھروں سے نکلے تھے موت کے ڈر سے اور وہ ہزاروں تھے تو اللہ نے اُنہیں فرمایا کہ مر جاؤ پھر اس (اللہ) نے اُنہیں زندہ فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَاعۡلَمُوۡٓا

بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضۡعَافًا كَثِيۡرَةً ؕ

بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تو (اللہ) اِس کو اُس کے لئے کئی گنا بڑھا دے

وَاللّٰهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ ۖ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰى ۘ

اور اللہ ہی تنگی اور کشادگی فرماتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کو

اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلۡ عَسَيۡتُمۡ

جب اُنہوں نے اپنے نبی (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں قتال کریں (نبی علیہ السلام نے) فرمایا کہیں ایسا نہ ہو

اِنۡ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

کہ اگر تم پر قتال فرض کر دیا جائے تو تم قتال نہ کرو اُنہوں نے کہا کہ ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں

وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِيَارِنَا وَاَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ

جبکہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا اور ہمارے بچوں سے (جدا کیا گیا) تو جب اُن پر قتال فرض کیا گیا

تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

(تو) اُن میں سے چند ایک کے سوا سب نے منہ موڑ لیا اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اُنہیں اُن کے نبی (علیہ السلام) نے بتایا

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

بے شک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے کہنے لگے اُسے ہم پر بادشاہت کیسے مل سکتی ہے؟ اور ہم اُس سے زیادہ بادشاہت کے حق دار ہیں

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ

اور اُسے مال و دولت میں (بھی) وسعت نہیں دی گئی نبی (علیہ السلام) نے فرمایا بے شک اللہ نے اُسے تم پر (فضیلت دے کر) چُن لیا ہے

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٧﴾

اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی بادشاہت عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ

اور اُن کے نبی (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا بے شک اُس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ

جس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے تسکین کا سامان ہے اور وہ باقی ماندہ (تبرکات) ہیں. جو آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے چھوڑے تھے

تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤٨﴾ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ ع ٣٢/٦

اُس (تابوت) کو فرشتے اٹھا لائیں گے یقیناً اِس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔ تو جب طالوت اپنے لشکر کو لے کر نکلے

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ

(تو) کہا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جس نے اُس میں سے (سیر ہوکر) پانی پی لیا وہ میرا ساتھی نہیں

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ

اور جس نے اُس کے پانی کو نہ چکھا تو بے شک وہی میرا ساتھی ہے سوائے اس کے کہ کوئی ایک چلو بھر پانی اپنے ہاتھ میں لے

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ

تو اُن میں سے چند لوگوں کے سوا سب نے اُس سے (سیر ہو کر) پیا پھر جب وہ (طالوت) اور وہ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے اس (نہر) کے پار ہوگئے

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ

تو (چند لوگ) کہنے لگے آج تو ہمارے پاس طاقت نہیں ہے جالوت اور اُس کے لشکر (کے مقابلہ) کی

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ

(مگر) جنہیں یقین تھا کہ وہ اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں انہوں نے کہا کہ کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت غالب آئی ہے

فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ

اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب وہ جالوت اور اُس کے لشکروں کے مقابل آئے

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ؕ

تو عرض کرنے لگے اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

تو اُنہوں نے اللہ کی توفیق سے ان (کافروں) کو شکست سے دوچار کر دیا اور داوٗد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کیا

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ

اور اللہ نے اُنہیں سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ چاہا اُنہیں سکھایا اور اگر اللہ لوگوں میں سے بعض کے ذریعہ بعض کو دفع نہ کرے

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ

توزمین ضرور (فساد سے) برباد ہو جائے لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں

وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٥٢﴾ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ

اور یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) رسولوں میں سے ہیں۔ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت بخشی ہے اُن میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اور اُن میں سے بعض کو درجات میں بلند فرمایا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کو واضح نشانیاں عطا کیں

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور ہم نے اُن کی روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ مدد کی اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کے بعد لوگ آپس میں نہ لڑتے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ

اس کے بعد کہ اُن کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں لیکن اُنہوں نے اختلاف کیا تو اُن میں سے وہ بھی تھے جو ایمان لائے

٣٣ ع ٥ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ ع

اور اُن میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱- اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم اور اُس کی قسم کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ نیکی کے کام کرنے سے رُک جانے کی قسم کھانے کی ممانعت ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۲۴)

۲- طلاق جیسے انتہائی ناخوشگوار معاملہ کو خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا حکم ہے۔ اس حوالہ سے دیئے گئے احکام حدودِ الٰہی ہیں جن سے تجاوز کرنا ظلم ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۲۹)

۳- بچہ کے لئے اہم ترین غذا اُس کی ماں کا دودھ ہے۔ ماں کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا اہتمام کرے۔ زوجین میں ناچاقی یا طلاق ہو جائے تو بھی بچہ کو اُس کا یہ حق ادا کرنے کا حکم ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۲)

۴- طلاق جیسے انتہائی ناگوار معاملہ کے وقت بھی آپس میں فضل و احسان کا رویہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ یہ طرزِ عمل تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اس طرزِ عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہی اپناتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۷)

۵- نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے اس حوالہ سے تمام شرائط و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے نمازوں کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۸)

۶- جس قوم میں اجتماعی بزدلی آجائے تو پھر وہ زوال اور ہلاکت سے نہیں بچ سکتی۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۴۳)

۷- اللہ تعالیٰ کی بے نیاز ذات کی یہ شان کریمی ہے کہ اسی کے دیئے ہوئے مال میں سے جب بندہ اُس کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اسے اپنے ذمہ قرض قرار دے کر اس سے کئی گنا بڑھا کر عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۴۵)

۸- دنیا پرست لوگ خاندان، مال و دولت اور ظاہری اسباب کی فراوانی کو ہی معیارِ قیادت سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے علم اور شجاعت کو قیادت کا اصل معیار بتایا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۴۷)

۹- انبیاء و مرسلین اور اللہ تعالیٰ کے عباد صالحین کے آثار و تبرکات بھی سکونِ قلب کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور اُس کی ملاقات کا یقین انسان کو بہادر بنا دیتا ہے۔ اللہ والے اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیات: ۲۴۸،۲۴۹)

۱۰- قتال فی سبیل اللہ کا فریضہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے جس پر انبیاء کرام علیہم السلام عمل کرتے رہے ہیں اس فریضہ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ظالموں کی ہلاکت انگیزیوں کی روک تھام ہو تاکہ سرکش افراد اور اقوام بستیوں کو ویرانوں میں تبدیل نہ کردیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۱)

۱۱- اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے علاوہ بعض رسولوں کو بعض پر خاص فضیلت دی تاکہ ہر ایک کا فضل و کمال الگ الگ نظر آئے اور انسان کو انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ راہِ ہدایت دکھائی نیز اسے نیکی و بدی کا شعور عطا فرمایا اور خیر یا شر کی راہ اختیار کرنے کی آزادی دی تاکہ اسے آزمائیں کہ آیا وہ حق پر ایمان لاتا ہے یا اس کا انکار کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۳)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۲۲۲ تا ۲۲۸ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ـــــــــــ کرنے والوں اور ـــــــــــ اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۲) آیات: ۲۲۲ تا ۲۲۸ میں ذکر ہے جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اُٹھالیں اُن کے لئے ـــــــــــ مہینے کی مہلت ہے۔

(۳) آیات: ۲۲۹ تا ۲۳۱ میں ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد اس وقت تک اس سے دوبارہ ـــــــــــ نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے ـــــــــــ نہ کرے اور وہ شخص اسے ـــــــــــ نہ دے دے۔

(۴) آیات: ۲۳۲ تا ۲۳۵ کے مطابق اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت کی مدت ـــــــــــ مہینے اور ـــــــــــ دن ہے۔

(۵) آیات: ۲۳۶ تا ۲۴۲ کے مطابق تمام نمازوں کی حفاظت کرنے کے ساتھ خاص طور پر ـــــــــــ نماز کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۶) آیات: ۲۳۶ تا ۲۴۲ میں دورانِ سفر دشمن کا خوف ہونے کی صورت میں ـــــــــــ یا ـــــــــــ پر ہی نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۷) آیات: ۲۴۳ تا ۲۴۸ میں ذکر ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت طالوت کو ـــــــــــ اور ـــــــــــ کے لحاظ سے وسعت عطا فرمائی۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۲۲۲ تا ۲۲۸ میں قسموں کے حوالہ سے اللہ ﷻ کی طرف سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۲- آیات: ۲۲۹ تا ۲۳۱ میں دوسری مرتبہ طلاق کے بعد کے کیا احکامات دیئے گئے ہیں؟

۳- آیات: ۲۳۲ تا ۲۳۵ میں طلاق کی صورت میں رضاعت کے حوالہ سے بچہ کے والد اور والدہ کے لئے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۴- آیات: ۲۳۶ تا ۲۴۲ کی روشنی میں بتائیں اگر نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے ہی شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۵- آیات: ۲۴۳ تا ۲۴۸ میں بنی اسرائیل کی طرف سے بادشاہ کی درخواست پر نبی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے درمیان کیا مکالمہ ہوا؟

۶- آیات: ۲۴۹ تا ۲۵۳ کی روشنی میں بتائیں کہ جب حضرت طالوت کے لشکر جالوت کے لشکر کے مقابل آیا تو اہل ایمان نے کیا دعا کی؟

۷- آیات: ۲۴۹ تا ۲۵۳ کی روشنی میں بتائیں کہ جب حضرت طالوت اپنی فوج کو لے کر نکلے تو انہیں کیا معاملہ پیش آیا؟

سوال ۳ تابوت سکینہ کے حوالہ سے ایک نوٹ تحریر کریں؟

گھریلو سرگرمی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ غضب والی شے طلاق ہے۔ مگر آج ہمارے معاشرے میں طلاق کی شرح بہت بڑھ چکی ہے جس کی وجہ سے کئی خاندانوں میں دشمنی ہو جایا کرتی ہے۔ اپنے گھر والوں کی مدد سے طلاق کی کوئی پانچ وجوہات معلوم کریں جو ہمارے معاشرے میں عام ہیں؟ اور ان سے بچنے کی کیا صورتیں ہیں؟

نمبر شمار	طلاق کی وجوہات	بچنے کی تدابیر
۱		
۲		
۳		
۴		
۵		

- قرض حسنہ سے کیا مراد ہے؟ کسی صاحب علم سے معلوم کریں اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر مذاکرہ کریں اور اگر کسی دوست کی کوئی جائز ضرورت ہو تو اس کو پورا کرنے کے لئے باہم مل کر کوشش کریں۔
- کسی عالم سے مختلف نفلی نمازوں کی اقسام، فضائل اور طریقہ کار معلوم کریں اور وقتاً فوقتاً ان کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۹

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سورۃ البقرۃ ۲ — رکوع: ۳۴ تا ۴۰ (آیات: ۲۵۴ تا ۲۸۶)

رکوع ۳۴ تا ۴۰ کے اہم مضامین

۱۔ روزِ قیامت شفاعت کی حقیقت
۲۔ حیات بعد الموت
۳۔ انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور آداب
۴۔ انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف
۵۔ سودی لین دین کی زوردار مذمت
۶۔ قرض کے بارے میں ہدایات
۷۔ عظیم الشان دعاؤں کا تحفہ

رکوع ۳۴ تا ۴۰ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۳۴ (آیات: ۲۵۵ تا ۲۵۷)

ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے پہلے اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرو۔ قیامت کا دِن ایسا ہو گا کہ بغیر اذنِ الٰہی کوئی سفارش، محض کوئی دنیاوی رشتہ داری اور لین دین کام نہ آئیں گے۔ پھر آیت الکرسی ہے جو تمام آیات قرآنی کی سردار ہے۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کئی صفات کا بیان ہے اور یہ بھی امید دلائی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دوسرے مسلمانوں کے حق میں شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔ اللہ ﷻ ہمیں بھی نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین! واضح کیا گیا ہے کہ کسی سے دین اسلام قبول کرانے میں جبر نہیں کیا جا سکتا۔ ایمان باللہ یعنی اسلام پر استقامت وہ مضبوط رسی ہے جس کو تھامنے والا کسی نقصان و ہلاکت میں نہیں پڑ سکتا۔ مزید یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے اور انہیں گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ بُرے لوگوں کے دوست شیاطین ہیں جو انہیں ہدایت کی راہ سے ہٹا کر گمراہیوں اور جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> ”جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخلہ سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔“ (سنن نسائی، بحار الانوار)
> جو شخص رات کو سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرے اللہ ﷻ اس تلاوت کرنے والے کے علاوہ اس کے ہمسایوں کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھتا ہے۔ (بحار الانوار)

رکوع: ۳۵ (آیات: ۲۵۸ تا ۲۶۰)

اللہ ﷻ کی قدرت کے اظہار اور موت و حیات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے تین واقعات کا بیان ہے۔ خاص طور پر اللہ ﷻ کی اس شان کو نمایاں کیا گیا کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، آخرت کی زندگی کے اثبات پر واقعاتی انداز میں دلائل دیئے گئے ہیں۔ اس حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے ہونے والا مکالمہ ذکر کیا گیا ہے۔ مزید برآں حیات بعد الموت کی دلیل کے طور پر ایک شخص کو سو برس تک وفات دے کر زندہ کیے جانے کا واقعہ بیان کیا۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> ”ہر دن جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخل کرنے والے کو تباہی دے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بلانے پر چار ذبح کئے گئے پرندوں کے متفرق اجزاء کا زندہ ہو کر حاضر ہونے کا واقعہ نقل ہوا ہے۔

رکوع: ۳۶ (آیات: ۲۶۱ تا ۲۶۶)

انفاق فی سبیل اللہ کے آداب بتائے گئے ہیں اور مثالوں کے ذریعہ اہمیت واضح کی گئی ہے، حکم دیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی راہ میں خلوص کے ساتھ مال خرچ کرو۔ خلوص کے ساتھ خرچ کرنے والوں کو اللہ ﷻ سات سو گنا تک اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اللہ ﷻ جس کے لئے چاہے اجر کو اور بڑھا دیتا ہے۔ دکھاوا کرنا، کسی کو صدقہ دے کر احسان جتلانا یا طعنہ دینا صدقات کو ضائع کر دیتا ہے۔ دکھاوے کا عمل کرنے والے اللہ ﷻ اور آخرت پر حقیقت میں ایمان نہیں رکھتے۔ اخلاص کے ساتھ تھوڑے انفاق کا بھی بہت اجر ہے، جب کہ دکھاوے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنا بھی کچھ نفع نہ دے گا۔

رکوع: ۳۷ (آیات: ۲۶۷ تا ۲۷۳)

اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ اللہ ﷻ کی راہ میں اچھا اور پاکیزہ مال خرچ کرو۔ جیسا مال تمہیں پسند ہے ویسا ہی مال اللہ ﷻ کی راہ میں دو۔ شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اسے انفاق فی سبیل اللہ سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے پر دل کی آمادگی حصول حکمت کا مظہر ہے۔ حکمت سے مراد حق و باطل کو پہچاننے والی باطنی بصیرت اور معاملہ فہمی کی قوت ہے۔ جسے حکمت عطا کی گئی اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔ نفلی صدقہ ہر ضرورت مند کو دیا جا سکتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو ہاں انفاق فی سبیل اللہ مال کا بہترین مصرف ایسے لوگوں کی مالی مدد کرنا ہے جو دین کی خدمت میں اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ معاش کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے یا وہ لوگ جو ضرورت مند ہونے کے باوجود بھی لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ بہر حال حقیقت حال اللہ ﷻ خوب جاننے والا ہے۔

رکوع: ۳۸ (آیات: ۲۷۴ تا ۲۸۱)

حالات کی ضرورت کے مطابق اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے انفاق فی سبیل اللہ کرنے کا ذکر ہے۔ سود کی حرمت اور صدقات کا بیان ہے۔ سود اور تجارت کے فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ سودی معاملات کرنے والے ایسے ہیں جن کو شیطان نے چھو کر خبطی کر دیا ہو۔ بتایا گیا ہے کہ سود کا انجام تباہی اور بربادی ہے جب کہ صدقات دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ برکت ہوتی ہے۔ حکم دیا گیا کہ سودی لین دین چھوڑ دو ورنہ تمہارے خلاف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے، سود خور جہنمی ہیں۔ سب لوگ روز قیامت اللہ ﷻ کے دربار میں پیش کیئے جائیں گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلا دیا جائے گا۔ قرض دار کو مہلت دینے کی تلقین کی گئی اور صدقات کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ ایمان کے بعد اعمال صالحہ اور خاص طور پر نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے رب کی طرف سے اجر اور خوف و غم سے نجات عطا کیئے جانے کی خوشخبری ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

”سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اللہ ﷻ نے جس جان کو قتل کرنا حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

رکوع: ۳۹ (آیات: ۲۸۲ تا ۲۸۳)

فرمانِ نبوی ﷺ

"مسلمان کی جان اپنے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے (یعنی جنت کے دخول سے روک دی جاتی ہے)، جب تک کہ اس کے قرض کی ادائیگی کر دی جائے۔" (جامع ترمذی، مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

قرض کے معاملات، باہمی معاہدات، رہن اور گواہی کے حوالہ سے تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ قرض کے معاملات کو تحریر میں لانے اور ان پر گواہ بنانے کی تلقین ہے۔ قرض کے معاملہ کو ہلکا نہیں لینا چاہیئے۔ خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ قرض کی تحریر کو درست لکھنے اور معاملہ کی گواہی کو درست طور پر دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ اگر قرض لینے کی ضرورت ہو تو کسی کے پاس کوئی شے رہن رکھ کر بھی کیا جا سکتا ہے۔ گواہی کے بارے میں حکم ہے کہ ٹھیک طور پر دی جائے اور اسے نہ چھپایا جائے۔

رکوع: ۴۰ (آیات: ۲۸۴ تا ۲۸۶)

اللہ ﷻ سے مضبوط تعلق کے لئے امت مسلمہ کو شریعتِ اسلامی کے احکام پر نیک نیتی کے ساتھ حسب استطاعت عمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ انہیں اللہ ﷻ کی مدد و نصرت کے ساتھ کفار پر غلبہ حاصل ہو۔ کسی کو بھی بخشنے اور عذاب دینے کا اصل اختیار زمین و آسمان کے مالک اللہ ﷻ کو ہے۔ اللہ ﷻ قیامت کے دن شریعت کے احکامات پر عمل درآمد کا محاسبہ نیتوں اور اعمال کے مطابق کرے گا۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ آخری شریعت پر سب سے پہلے ایمان اللہ ﷻ کے محبوب رسول سیدنا حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم لائے تھے۔ یہ حقیقت بھی بتائی گئی کہ امت مسلمہ تمام رسولوں علیہم السلام پر ایمان رکھتی ہے وہ یہودیوں کی طرح ان میں تفریق نہیں کرتی۔ مزید یہ کہ امت مسلمہ کا خاصہ اللہ ﷻ کے احکامات کو "سننا اور اطاعت کرنا" ہے نہ کہ یہود کی طرح یہ کہنا کہ "ہم نے سنا اور نافرمانی کی"۔ امتِ مسلمہ کو خصوصی تاکید کی گئی:

- اللہ ﷻ نے انہیں غیر اختیاری اعمال کا مکلف نہیں ٹھہرایا، لہٰذا وہ حسبِ استطاعت شریعت پر عمل کریں۔
- خطا اور نسیان معاف ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ غلطیوں سے سبق نہ سیکھنا خود بہت بڑا ناقابل معافی جرم ہے۔
- آزمائشوں سے بچنے کے لئے رب کی بارگاہ میں اپنی کمزوری اور ناتوانی کے اظہار کے ساتھ التجا اور دعا کرتے رہیں۔

کافروں پر غلبہ پانے کے لئے جنگی تیاریوں کے ساتھ ساتھ اللہ ﷻ ہی کو حقیقتاً اور مستقلاً مددگار سمجھتے ہوئے عفو و درگزر، مغفرت، بخشش، فضل و رحمت اور فتح و نصرت کی دعائیں کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ ﷻ کی مدد و نصرت کے بغیر کامیابی ممکن ہی نہیں۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
اے ایمان والو! خرچ کرو اس رزق میں سے جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا ہے اِس سے پہلے کہ وہ دن آجائے

لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾
جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ ہی (بغیر اذنِ الٰہی) کوئی سفارش (فائدہ دے گی) اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ
اللہ (وہ ہستی ہے) جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (وہ) زندہ ہے (سب کو) قائم رکھنے والا ہے

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ
کون ہے جو اُس کے حضور اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے وہ سب جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو کچھ ان کے پیچھے (کے حالات) ہیں

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
اور وہ اُس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ (خود) چاہے اُس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں پر چھائی ہوئی ہے

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قف
اور اُن دونوں کی نگرانی اُسے نہیں تھکاتی اور وہی سب سے بلند بڑی عظمت والا ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ
بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہو چکی ہے تو جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے تو یقیناً اس نے مضبوط سہارے کو تھام لیا

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اللہ ایمان لانے والوں کا کارساز ہے اُن کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے ساتھی طاغوت ہیں وہ انہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف نکال لاتے ہیں وہ لوگ جہنمی ہیں

ع ۳۴ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ

وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ کیا آپ نے (اُسے) نہیں دیکھا جس نے ابراہیم (علیہ السلام) سے اُن کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا

اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ

اِس بنا پر کہ اللہ نے اُسے سلطنت دی تھی جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اُسے فرمایا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے

قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ

اُس نے کہا کہ میں (بھی) زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا بے شک اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے

فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ ۚ

لہٰذا تُو اُسے مغرب سے نکال لا تو (اِس پر) وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ

یا اُس شخص کی مثال (دیکھو) جو ایک بستی پر گزرا اس حال میں کہ وہ اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی

قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ

اُس نے کہا کہ اللہ کس طرح اِس (بستی) کو زندہ کرے گا اِس کی موت کے بعد؟ تو اللہ نے اُسے سو سال تک مردہ رکھا

ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ

پھر اُسے اُٹھا دیا (اللہ نے) پوچھا تم کتنا عرصہ یہاں رہے ہو؟ اُس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ رہا ہوں گا

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ

(اللہ نے) فرمایا بلکہ تم سو سال (حالتِ موت میں) رہے ہو ذرا اپنے کھانے اور مشروب کی طرف دیکھو وہ ذرا بدبودار نہیں ہوا

وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

اور ذرا اپنے گدھے کو دیکھو (وہ بالکل گل سڑ گیا ہے) اور (ہم نے یہ اِس لئے کیا) تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ

ذرا (گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کیسے ہم اُنہیں اٹھاتے ہیں پھر کیسے ہم اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر جب اُس کے لئے حقیقت روشن ہو گئی

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

اس نے کہا میں (مشاہداتی طور پر خوب) جانتا ہوں بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور (یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا

رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى

اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو کیسے مُردوں کو زندہ فرماتا ہے؟ (اللہ نے) پوچھا (اے ابراہیم!) کیا تم یقین نہیں رکھتے؟ عرض کیا کیوں نہیں!

وَلٰكِنۡ لِّيَطۡمَـئِنَّ قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ

لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے (اللہ نے) فرمایا پرندوں میں سے کوئی چار لے لو پھر اُنہیں اپنے سے مانوس کرلو

ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا ؕ

پھر (انہیں ذبح کرکے) اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دو پھر اُنہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے

ع ۳۵ وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۲۶۰ مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اور جان لو کہ بے شک اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک دانے کی سی ہے

اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝۲۶۱

جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اور بڑھاتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں پھر جو خرچ کیا اُس کے بعد نہ احسان جتاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں

لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝۲۶۲

اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور نہ اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى ؕ

اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ایسے صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد (سائل کو) ایذاء پہنچے

وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ۝۲۶۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى ۙ

اور اللہ بے نیاز بڑا حلم والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنے صدقات کو مت ضائع کرو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر

كَالَّذِىۡ يُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ

اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا ہے

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفۡوَانٍ عَلَيۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلۡدًا ؕ

تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنی چٹان ہو جس پر مٹی پڑی ہو پھر اُس پر زور کی بارش برسے تو وہ اُس (چٹان) کو بالکل ہی صاف کرکے چھوڑ دے

لَا يَقۡدِرُوۡنَ عَلٰى شَىۡءٍ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۲۶۴

(اسی طرح) جو اعمال انہوں نے کمائے اس سے وہ کچھ بھی (اجر) حاصل نہ کر سکیں گے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَمَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَتَثۡبِيۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ

اور اُن کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو (دین پر) ثابت قدم رکھنے کے لئے

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ

اُس باغ کی مثال جیسی ہے جو ایک اونچی جگہ پر ہو اُس پر زور کی بارش آجائے تو باغ اپنا پھل دگنا لائے

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ

پھر اگر زور کی بارش نہ بھی آئی تو ہلکی سی پھوار (بھی کافی ہے) اور جو تم کر رہے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا

اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

کہ اُس کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو اُس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اُس کے لئے اُس میں ہر طرح کے پھل ہوں

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۗءُ ښ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ

اور اُس پر بڑھاپا آجائے اور (ابھی) اُس کی اولاد کمزور ہو پھر اُس (باغ) پر ایک بگولہ آجائے جس میں آگ ہو پھر وہ (باغ) جل جائے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ع ۳۶

اِسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتوں کو واضح فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ اے ایمان والو!

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠

عمدہ چیزوں میں سے خرچ کیا کرو جو تم نے کمائی ہیں اور اُس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

اور کسی ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ تم اُس میں سے خرچ کرو اور (اگر کوئی یہی تمہیں دے تو) تم خود بھی اس چیز کے لینے والے نہ ہو

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

مگر چشم پوشی کرتے ہوئے اور جان لو بے شک اللہ بے نیاز ہر تعریف کے لائق ہے۔ شیطان تمہیں تنگ دستی سے ڈراتا ہے

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ

اور تمہیں بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ڌ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ

اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت عطا کی گئی

فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ

تو یقیناً اُسے بہت بڑی بھلائی دے دی گئی اور نصیحت تو صرف عقل مند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔ اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو

اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ

یا تم کوئی نذر مانتے ہو تو بے شک اللہ اُسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر تم صدقات کو ظاہر کر کے دو تو یہ (بھی) اچھا ہے

وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ ؕ

اور اگر تم اُنہیں پوشیدہ رکھو اور فقیروں تک پہنچا دو تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور وہ (اللہ) تم سے تمہارے بعض گناہ دور فرما دے گا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ

اور اللہ بڑا باخبر ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔ (اے نبی ﷺ!) ان (کافروں) کو ہدایت (کے راستہ) پر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں ہے

وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ

لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور تم لوگ جو مال خرچ کرتے ہو تو تمہارے (ہی فائدے کے) لئے ہے

وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ

اور تم صرف اللہ کی رضا کے حصول لئے خرچ کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو (اس کا اجر) تمہیں پورا پورا دیا جائے گا

وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (خرچ کرو) اُن فقیروں کے لئے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے ہیں

لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

وہ فرصت نہیں رکھتے کہ (معاش کے لئے) زمین میں چل پھر سکیں۔ ایک ناواقف اُنہیں اُن کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے خوشحال سمجھتا ہے

تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ لَا يَسۡـئَلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ

تم ان (کی حاجت مندی) کو اُن کے چہروں سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگا کرتے اور تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً ۳۷

تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنے مال خرچ کرتے ہیں رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ

فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا

تو اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس (محفوظ) ہے اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ سُود کھاتے ہیں

لَا يَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَقُوۡمُ الَّذِىۡ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا

وہ (روزِ قیامت) کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھُو کر پاگل کر دیا ہو ایسا اس لئے ہو گا کہ وہ کہتے ہیں

اِنَّمَا الۡبَيۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا‌ ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

کہ تجارت بھی سُود ہی کی مانند ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے

فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمۡرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

لہٰذا جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی پھر وہ باز آجائے جو (حرمتِ سود سے پہلے) لے چکا ہے وہ اسی کا ہے اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ

اور جو دوبارہ ایسا کرے تو وہی آگ والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ سُود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

اللہ کسی ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس (محفوظ) ہے۔ اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

اور چھوڑ دو جو سُود (کسی کے ذمہ) باقی رہ گیا ہے اگر تم (سچے) مومن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ

تو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو اور اگر تم توبہ کرلو تو تم اپنے اصل مال کے حق دار ہو

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ

نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے اور اگر (مقروض) تنگدست ہو

فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

تو اُسے خوش حال ہونے تک مہلت دو اور اگر تم (قرض معاف کرکے) صدقہ ہی کردو (یہ) تمہارے لئے (زیادہ) بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

اور اُس دن سے ڈرتے رہو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اُس (عمل) کا جو اس نے کیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ع ۳۸ ۸

اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے سے قرض کا معاملہ کرو ایک مقررہ مدت تک کے لئے

فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ

تو اُسے لکھ لیا کرو اور چاہیئے کہ تمہارے درمیان ایک لکھنے والا عدل کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے

كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ

جیسے اللہ نے اُسے سکھایا ہے تو اُسے لکھ دینا چاہیئے اور وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض ہے اور وہ اپنے رب اللہ سے ڈرتا رہے

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ

اور اُس میں کچھ بھی کمی نہ کرے پھر جس کے ذمہ قرض ہے اگر وہ نا سمجھ یا کمزور ہے یا اِس قابل نہ ہو کہ وہ خود اس (قرض) کو لکھوا سکے

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ

توچاہیئے کہ اُس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوائے اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ)

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ

اور جب بھی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں اور (قرض) خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے لکھنے میں سُستی نہ کرو اس کی مدت کے تعین کے ساتھ

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا

یہ (تحریر) اللہ کے نزدیک عدل کے قریب ہے اور گواہی کے لئے زیادہ مستحکم ہے اور اِس کے زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

مگر یہ کہ دست بدست تجارت ہو جو تم آپس میں کر رہے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اُسے نہ لکھو

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا

اور گواہ ضرور بنا لیا کرو جب خرید و فروخت کرو اور نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی گواہ کو اور اگر تم ایسا کروگے

فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

تو یہ بے شک تمہاری طرف سے نافرمانی کی بات ہے اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو (قرض لینے کے لئے) قبضہ کے رہن رکھ دو پھر اگر تم ایک دوسرے پر اعتبار کرو

فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

توجس پر اعتبار کیا گیا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ اپنی امانت کو ادا کرے اور اُسے چاہیئے کہ اپنے رب اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتا رہے اور گواہی کو مت چھپاؤ

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع ۳۹ ۲

اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اُسے چھپاؤ

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا معاف فرما دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

رسول (ﷺ) اُس (کلام) پر ایمان لائے جو اُن کی طرف نازل فرمایا گیا ہے اُن کے رب کی طرف سے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟

اور سب مومنین بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟

(اُن سب نے کہا) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے) میں تفریق نہیں کرتے

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

اور اُنہوں نے کہا کہ ہم نے (احکام کو) سنا اور ہم نے (ان کی) اطاعت کی اے ہمارے رب! تیری بخشش کا (ہم سوال کرتے ہیں)

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝٢٨٥ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ

اور تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اللہ کسی شخص پر اُس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتا

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ

اُس کے لئے (اجر) ہوگا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر (وبال) ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا اے ہمارے رب! تُو ہماری گرفت نہ کر

اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا (بوجھ) تو نے اُن پر ڈالا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟

اے ہمارے رب! ہم پر وہ (بوجھ) نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اور ہم سے درگزر فرما اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما

ع ۴۰ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٨٦

تُو ہمارا کارساز ہے پس کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

علم و عمل کی باتیں

۱- اللہ ﷻ کا علم کامل، ذاتی اور لامحدود ہے جبکہ مخلوق کا علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کا عطا کردہ اور محدود ہے۔ نیز شفاعت برحق ہے اللہ ﷻ کے ہاں شفاعت وہی کرے گا جسے اللہ ﷻ اجازت عطا فرمائے گا۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۵۵)

۲- "دین میں کوئی جبر نہیں" کا مطلب ہے کہ دین قبول کرانے میں کسی پر جبر اور زبردستی کرنا جائز نہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۵۶)

۳- اگر کوئی شخص اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہو جائے تو دولت اور اختیار اسے تکبر میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۵۸)

۴- اللہ ﷻ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے والوں کا اجر سات سو گنا اور اس سے بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اجر میں یہ اضافہ اخلاص کی کیفیت کی نسبت سے ہوتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۶۱)

۵- جن لوگوں کی مدد کی جائے ان پر احسان جتانے یا تکلیف پہنچانے سے خرچ کیا ہوا مال دکھاوے کی نذر ہو جاتا ہے اور خرچ کرنے کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۶۴)

۶- شیطان تنگ دستی کا خوف دلا کر اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے جبکہ رحمٰن بندوں سے خرچ کرنے پر مغفرت اور فضل فرمانے کا وعدہ کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۶۸)

۷- جو لوگ سود کی حرمت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے سود اور تجارت میں فرق نہ کریں وہ عذاب کے مستحق ہوں گے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۷۵)

۸- سودی لین دین میں ملوث ہونے والوں کے لئے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۷۸)

۹- ہمیں قرض کے معاملات کو تحریر میں لانے اور ان پر گواہ بنانے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۸۲)

۱۰- سود کے مال میں بالکل برکت نہیں ہوتی اور اس کا انجام بھی مفلسی اور تباہی ہے جبکہ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۷۶)

۱۱- انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ اُسے اپنے ارادہ اور اختیار سے کیئے گئے اعمال صالحہ پر ثواب یا پھر اعمالِ بد پر عذاب ملے گا۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۸۶)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۲۵۴ تا ۲۵۷ کے مطابق جو شخص ______________ کا انکار کرے اور ______________ پر ایمان رکھے تو اس نے مضبوط سہارے کو تھام لیا۔

(۲) آیات: ۲۵۴ تا ۲۵۷ کے مطابق اللہ ﷻ اہلِ ایمان کو ______________ سے ______________ کی طرف نکال لاتا ہے۔

(۳) آیات: ۲۵۸ تا ۲۶۰ میں بتایا گیا ہے اللہ ﷻ نے اپنے ایک خاص بندے کو ______________ موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ انہیں اپنے ______________ اور ______________ کی طرف دیکھنے کا کہا گیا۔

(۴) آیات: ۲۶۱ تا ۲۶۶ میں اہل ایمان کو اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔ کو۔۔۔۔۔۔۔۔ کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۵) آیات: ۲۶۷ تا ۲۷۳ میں اہل ایمان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چیزوں میں سے خرچ کرنے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چیز میں سے نہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۶) آیات: ۲۷۴ تا ۲۸۱ میں ذکر ہے کہ اللہ ﷻ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو مٹاتا ہے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو بڑھاتا ہے۔

(۷) آیات: ۲۸۲ تا ۲۸۳ میں اللہ ﷻ نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو چھپانے سے منع کیا اور فرمایا کہ جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو چھپائے گا اس کا دل۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیت: ۲۵۵ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	اس آیت کو رسول اللہ ﷺ نے کیا قرار دیا ہے؟	
۲	اس آیت میں اللہ ﷻ کے کون کون سے اسماء وصفات ذکر کیے گئے ہیں۔	
۳	اس آیت میں اللہ ﷻ کو کن عیوب سے پاک قرار دیا گیا ہے؟	
۴	اللہ ﷻ کے علم کے حوالہ سے کیا بتایا گیا ہے؟	
۵	اللہ ﷻ کی کرسی کے بارے میں کیا بات بیان ہوئی؟	
۶	سفارش کے حوالہ سے کیا بتایا گیا ہے؟	
۷	رسول اللہ ﷺ یہ آیت کس کس وقت تلاوت فرمایا کرتے تھے؟	
۸	احادیث مبارکہ میں اس آیت کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟	

۲- آیات: ۲۵۸ تا ۲۶۰ کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود سے مکالمہ کے حوالہ سے مختصر اہم نکات تحریر کریں؟

۳- آیات: ۲۶۱ تا ۲۶۶ میں اللہ ﷻ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے پر کس اجر کی خوشخبری سنائی گئی ہے نیز مال خرچ کرنے کے بعد کن چیزوں کو ملحوظ رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

۴- آیات: ۲۶۱ تا ۲۷۳ میں اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے حوالہ سے دی گئی ہدایات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	اخلاص کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مثال کس چیز کے ذریعہ دی گئی ہے؟	
۲	اخلاص کے ساتھ مال خرچ کرنے کے بعد کس بات سے منع کیا گیا ہے؟	
۳	اُس صدقہ سے کیا بہتر ہے جس صدقہ کے بعد کوئی تکلیف پہنچائی جائے؟	

۴	دکھاوے کے لئے مال خرچ کرنے کی مثال کس چیز کے ذریعہ دی گئی ہے؟	
۵	اللہ ﷻ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے کی مثال کس چیز کے ذریعہ دی گئی ہے؟	
۶	ایمان والوں کو کس طرح کا مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے؟	
۷	کس طرح کا مال اللہ ﷻ کی راہ میں دینے سے روکا گیا ہے؟	
۸	شیطان کن باتوں سے ڈراتا ہے اور کن چیزوں پر اکساتا ہے؟	
۹	شیطان کے مقابلہ میں اللہ ﷻ کس چیز کا وعدہ فرماتا ہے؟	
۱۰	اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرتے وقت دکھانا افضل ہے یا چھپانا؟	
۱۱	انسان جو مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کا فائدہ کسے ہوتا ہے؟	
۱۲	انسان کو کس کی رضا کے لئے مال خرچ کرنا چاہیئے؟	
۱۳	اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیئے گئے مال کا کیا بدلہ دیا جائے گا؟	
۱۴	کن لوگوں پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور ان کی کیا نشانیاں ذکر کی گئی ہیں؟	

۵- آیات: ۲۷۴ تا ۲۸۱ میں دی گئی سود کے حوالہ سے دی گئی ہدایات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	سود کھانے والوں کا کیا انجام ذکر کیا گیا ہے؟	
۲	سود کھانے والوں کا کیا اعتراض نقل کیا گیا ہے؟	
۳	سود کھانے والوں کے اعتراض کا اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا ہے؟	
۴	سود کے حوالہ سے اللہ ﷻ کی نصیحت سننے کے بعد رُک جانے اور نہ رکنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟	
۵	سود اور صدقات کے حوالہ سے کیا فرق واضح کیا گیا ہے؟	
۶	سود نہ چھوڑنے والوں کے خلاف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کس چیز کا اعلان ہے؟	
۷	مقروض اگر تنگ دست ہو تو اس کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟	

۶- آیات: ۲۸۲ تا ۲۸۳ کی روشنی میں قرض کے معاملہ کے حوالہ سے دی گئی ہدایات میں سے کوئی سات ہدایات تحریر کریں۔

۷- آیات: ۲۵۸ تا ۲۶۰ میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کے حوالہ سے کیا کیا واقعات ذکر کئے گئے ہیں؟

سوال ۳ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی اہمیت، فضیلت اور ان آیات کو پڑھنے کے اوقات پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- کسی صاحبِ علم کی مدد سے ذیل میں دیئے گئے جدول میں اسلام نہ لانے کے نقصانات اور اسلام لانے کے فوائد و برکات کا تقابل کریں۔

نمبر شمار	اسلام قبول نہ کرنے کے نقصانات	اسلام قبول کرنے کے فوائد و برکات
۱	اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ناراضگی	اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا مندی کا حصول
۲	آخرت کا عذاب	جنت کی دائمی نعمتیں
۳		
۴		
۵		
۶		
۷		

- کسی صاحبِ علم سے دعوتِ دین پیش کرنے کے طریقہ کار کے حوالہ سے کوئی دس باتیں معلوم کریں اور گھر والوں کو بتائیں۔
- سود ایک سنگین جُرم اور گناہِ کبیرہ ہے جس میں ملوث افراد کے خلاف اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے ہمیں ہر حال میں خود بھی اس سے بچنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی بچانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اپنے گھر والوں کی مدد سے دیئے گئے جدول کو مکمل کریں۔

	سود سے انفرادی سطح پر پہنچنے والے نقصانات
۱	
۲	
۳	
۴	
۵	

	سود سے اجتماعی سطح پر پہنچنے والے نقصانات
۱	
۲	
۳	
۴	
۵	

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۱۰

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان

تعارف

یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ مبارکہ کا نام "آلِ عمران" ہے۔ "آلِ عمران" کا مطلب ہے "عمران کا خاندان" اس سورت کی آیات: ۳۳ تا ۳۷ میں اس خاندان کا ذکر آیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام آلِ عمران یعنی "عمران کا خاندان" ہے۔

حضرت عمران کی زوجہ (حنہ)، ان کی بیٹی حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے نواسے حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات کا بیان ہے۔ آلِ عمران کے متعلق سب سے زیادہ آیات اس سورت میں نازل ہوئی ہیں جن کی تعداد ۸۰ سے زیادہ ہے۔ سورۃ آلِ عمران یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب پر ایک حجت ہے اس میں ان سب کو حق کی دعوت دی گئی ہے اور ان کے عقائد باطلہ کی خوب تردید کی گئی ہے۔

شانِ نزول

عرب کے علاقے نجران میں نصاریٰ بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ میں آیا تھا۔ یہ وفد ۱۶۰ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چودہ ان کے بڑے سردار تھے اور پھر ان سرداروں میں سے تین افراد بہت خاص تھے اور ان کے دینی و دنیاوی تمام معاملات وہی تین افراد دیکھتے تھے۔ یہ وفد حضور ﷺ کے اعلان واظہار نبوت کی خبر سن کر آپ ﷺ سے مباحثہ و مناظرہ کی غرض سے آیا تھا، لہٰذا ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ابن اللہ ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیئے۔ حضور ﷺ نے تمام دلائل سماعت فرما کر ایک ایک دلیل کو رَد فرمایا اور وہ لوگ اس رد اور جرح کے جواب میں لاجواب ہونے کے باوجود اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو آخر میں حضور ﷺ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دے دی رسول اللہ ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے تشریف لائے جبکہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے نصاریٰ کے بڑے مذہبی پیشوا نے کہا اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ ان کی دعا قبول کر کے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا لہٰذا تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصاریٰ باقی نہیں بچے گا، پھر انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آچکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا اور ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور اہل نجران کو ملیا میٹ کر دیا جاتا حتیٰ کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے تمام نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

سورۃ آلِ عمران کے دیگر اسماء اور ان کی وجہ تسمیہ

بعض مفسرین نے سورۃ آلِ عمران کے کچھ مزید نام بھی ذکر کیئے ہیں مثلاً سورۃ آلِ عمران کا نام "زہرا" بھی ہے، اس لئے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اہل کتاب کے شبہات کا ازالہ کرتی ہے۔ اس کا نام "امان" بھی ہے۔ اس لئے کہ اس سے استفادہ کرنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلطی کرنے سے بچ جاتا ہے۔ اسے "کنز" بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ اسرارِ عیسوی کا خزانہ ہے۔ اسے "مجادلہ" بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اس کی ۸۰

سے زیادہ آیتیں نجران کے نصرانیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مناظرہ پر مشتمل ہیں۔ اسے ”سورۃ الاستغفار“ بھی کہتے ہیں جو آیت ” وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ“ سے معلوم ہوتا ہے، اسے ”طیبہ“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اس میں ”طَيِّبِيْنَ“ یعنی پاکیزہ لوگوں کا ذکر ہے یعنی آیت ۱۷۹: کی طرف اشارہ ہے اور انہی پاکیزہ لوگوں کی صفات آیت ۱۷: میں بھی مذکور ہیں۔

سورۃ البقرۃ اور سورۃ آلِ عمران کا باہمی ربط

۱۔ سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران جوڑے کی صورت میں ہیں یعنی ان کے مضامین میں یکسانیت ہے۔ دونوں کے آغاز میں حروف مقطعات میں سے ”الٓمّٓ“ کا استعمال ہوا ہے اور قرآنِ حکیم کا تذکرہ آیا ہے۔

۲۔ دونوں سورتوں میں اولاً بنی اسرائیل پھر نبی کریم ﷺ کی امت کا تذکرہ ہے۔

۳۔ سورۃ البقرۃ کی طرح اس سورت کا مرکزی مضمون بھی ہدایت ہی ہے اور اس بناپر سورۃ آلِ عمران کا سورۃ البقرۃ کے ساتھ نہ صرف گہرا ربط ہے بلکہ اس میں سورۃ البقرۃ کے مضامین کی تکمیل ہو رہی ہے۔

۴۔ دونوں سورتوں کا نام احادیث میں الزَّهْرَاوَيْن آیا ہے جس کے معنی ”دوروشن“ سورتوں کے ہیں سورۃ البقرۃ اور سورۃ آلِ عمران میں جو نور اور ہدایت ہے اس کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان دونوں کو زَهْرَاوَيْن فرمایا ہے۔ البتہ سورتیں تو ساری ہی روشن ہیں مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران کے روشن اور ہدایت سے منور مضامین باہم ایک دوسرے کے مشابہ اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اس لئے ان دونوں سورتوں کا نام الزَّهْرَاوَيْن رکھا گیا ہے۔

۵۔ سورۃ البقرۃ میں یہود کے عقائد واعمال کی خرابیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا ہے اور مختصراً نصاریٰ کا تذکرہ آیا ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں اس کے برعکس نصاریٰ کے باطل عقائد کا مفصل ذکر ہے اور نصاریٰ کی نسبت یہودیوں کا تذکرہ کم ہے۔

۶۔ سورۃ البقرۃ میں قرآن مجید کے تمام مضامین کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے اور سورۃ آلِ عمران میں ان میں سے چار زیادہ اہم مضامین تفصیلاً بیان کیئے گئے ہیں۔ اول: توحید۔ دوم: رسالت۔ سوم: جہاد فی سبیل اللہ۔ چہارم: انفاق فی سبیل اللہ۔

۷۔ سورۃ البقرۃ کی ابتدا اور آخر میں ایمان کے بنیادی ارکان کا ذکر ہوا ہے جس کی بنا پر اسلام کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ سورۃ آل عمران میں یہ ارشاد ہوا کہ ایمان کے مبادیات کی طرح اسلام کی عمارت کے بنیادی ستون بھی ہمیشہ سے ایک رہے ہیں اور اسلام ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ یہی تمہارے لئے ضابطۂ حیات اور دستورِ زندگی ہے، جو فرد یا قوم دینِ اسلام کے علاوہ دوسرا راستہ تلاش کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے نظریۂ حیات اور کردار کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

۸۔ دونوں سورتوں کے آخر میں مومنوں کی قیمتی دعاؤں کا ذکر ہے۔ سورۃ البقرہ کے آخر میں ایسی دعاؤں کا ذکر ہے جن کا تعلق دین اور احکام شرعیہ کے ساتھ ہے۔ مشکل احکام کا بوجھ نہ ڈالنے، خطا اور بھول پر مواخذہ نہ کرنے، آسانی اور سہولت مہیا کرنے، دین پر ثابت قدم رہنے، آخرت میں مغفرت اور اجر وثواب عطا کرنے اور دشمنانِ اسلام کے خلاف مدد کرنے کی دعائیں ہیں اور سورۃ آل عمران کے آخر میں گناہوں کی مغفرت نیک لوگوں کے ساتھ خاتمہ اور رسولوں کی وساطت سے کیئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کی دعا ہے۔ جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

۹۔ سورۃ البقرۃ کی ابتدا میں متقین اور فلاح پانے والوں کا ذکر ہے جبکہ سورۃ آلِ عمران کے اختتام پر متقین اور فلاح پانے والوں کا ذکر ہے۔ اس طرح سورۃ البقرۃ کی ابتدا اور سورۃ آلِ عمران کی انتہا میں یکسانیت ہے۔

۱۰۔ سورۃ البقرہ میں بارگاہ رسالت کے آداب بجالانے کی تلقین ہے اور تحویل قبلہ کے حکم کی حکمت بیان کی گئی کہ واضح کر دیا جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور کون ان سے روگردانی کرتا ہے اور سورۃ آل عمران میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت کو لازمی قرار دیا گیا۔

۱۱۔ سورۃ البقرہ میں مقتول فی سبیل اللہ یعنی شہدا کی حیات جاودانی کا تذکرہ ہے کہ انہیں مردہ نہ کہو تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں اور سورۃ آل عمران میں یہ تصریح کی گئی کہ انہیں مردہ گمان بھی نہ کیا جائے بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں رب کائنات کی طرف سے خصوصی رزق عطا کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ سورۃ البقرہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے مبعوث فرمائے جانے کے متعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا اور تمنا مذکور ہے سورۃ آل عمران میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو مومنین کے لئے احسان قرار دیا گیا ہے۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں دین اسلام کی حقانیت کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام دین اسلام ہی کے داعی، مبلغ، علمبردار، دعوت دینے والے اور خاتم النبیین سید المرسلین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لا کر تائید و تصدیق کرنے والے تھے۔ دشمنوں (یہود اور منافقین) کی سازشوں کا پردہ چاک کیا گیا اور مسلمانوں کو ان کی اپنی خطاؤں پر تنبیہ فرما کر ان سے آئندہ بچنے کی تلقین کی گئی۔ مزید یہ کہ توحید باری تعالیٰ، نبی کریم ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کی صداقت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حج کی فرضیت کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق بھی اہم ہدایت دی گئی۔ کفار کو دوست بنانے سے مسلمانوں کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قبلہ اولی کے متعلق اہل کتاب کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا گیا کہ مرکزی فضیلت واہمیت بیت اللہ شریف کو حاصل ہے۔ امتِ مسلمہ کو بہترین امت فرمایا گیا، اسے اپنے بلند مقام پر فائز ہونے کے ساتھ فرضِ منصبی سے بھی آگاہ کیا گیا ہے مزید یہ کہ سود کی واضح ممانعت کی گئی ہے۔

عظیم ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ منصب جتنا عظیم اور بلند ہے اتنا ہی کٹھن اور دشوار ہے۔ اس لئے امتِ مسلمہ کو باہمی اتفاق و اتحاد اور محبت و الفت کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو نیکی کا حکم اور بدی سے روکنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جنگ بدر کا مختصر اور جنگ احد کا مفصل ذکر ہے۔ بخل پر وعید اور صبر کی تلقین مؤثر انداز میں کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تخلیق کردہ مختلف اشیاء میں وعظ و نصیحت اور کافروں سے مرعوب نہ ہونے اور میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا ہے سورت کے اختتام پر فلاح و کامیابی کے اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔

آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ

i۔	آیات ۱ تا ۹:	توحید باری تعالیٰ اور کلام الٰہی "قرآن حکیم" کا بیان۔
ii۔	آیات ۱۰ تا ۳۲:	اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک قرآنی ہدایت "اسلام" کے پسندیدہ دین ہونے کا اعلان۔
iii۔	آیات ۳۳ تا ۶۳:	حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی عظمت و فضیلت کا ذکر اور ان کے بارے میں نصاریٰ کے غلط تصورات کی نفی و تردید۔
iv۔	آیات ۶۴ تا ۸۰:	نصاریٰ کے غلط عقائد و نظریات کے رد کے لئے ان کے ساتھ مباہلہ کا ذکر، بالخصوص اہل کتاب کی گمراہیوں پر گرفت، تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے رسول اللہ ﷺ کی مدد و نصرت کے وعدہ کا ذکر۔
v۔	آیات ۸۱ تا ۱۰۱:	دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کے ہرگز قبول نہ ہونے کی وضاحت اور فرضیت حج کا بیان۔

vi۔ آیات ۱۰۲تا۱۰۹: تفرقہ کی ممانعت، نعمتِ ہدایت کی یاددہانی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم اور احوالِ قیامت۔

vi۔ آیات ۱۱۰تا۱۲۰: امتِ مسلمہ کے خیر امت ہونے کا بیان اور یہودیوں کی عام خرابیوں بالخصوص ان کی ابدی ذلت ورسوائی کا ذکر

vii۔ آیات:۱۲۱تا۱۲۹: غزوہ بدر اور احد کا مختصراً بیان۔

viii۔ آیات ۱۳۰تا۱۴۸: سود کی صریح ممانعت، اور جنت کے طول و عرض اور انعامات کا بیان، راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات کے وقت دین پر ثابت قدم رہنے والوں کی شانِ محبوبیت۔

ix۔ آیات ۱۴۹تا۱۶۸: جنگ اُحد کی تفصیلات اور احد کے غازیوں سے نہ چاہنے کے باوجود ہونے والی لغزش پر ان کے لئے معافی کا اعلان، مومنین پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثتِ مقدسہ کی بنا پر احسان فرمانے کا ذکر۔

x۔ آیات ۱۶۹تا۱۷۹: جنگ سویق (بدر صغریٰ) کے مجاہدین کی عظمت وفضیلت، مومنین کو کفار سے جدا کرنے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو غیب پر مطلع وآگاہ کرنے کی حکمت کا بیان۔

xi۔ آیات ۱۸۰تا۱۸۵: بخل پر وعید، انبیاء کرام علیہم السلام کے ناحق قتل پر عذاب شدید، صبر و تقویٰ کی تلقین۔

xii۔ آیت ۱۸۶ تا ۱۸۹: کوئی اہم کام سرانجام دیئے بغیر اپنی مدح سرائی کی خواہش کرنے پر وعید شدید۔

xiii۔ آیات ۱۹۰تا۲۰۰: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تخلیق کردہ مختلف اشیاء میں غور و فکر کی نصیحت، مومنین کی دعاؤں کی قبولیت اور ان کے نیک اعمال کے ضائع نہ کیئے جانے کا ذکر، کافروں سے مرعوب نہ ہونے کا بیان، اور فلاح ونجات کے لئے، میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے اور صبر اختیار کرنے کا حکم۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں سورۃ آلِ عمران کی فضیلت واہمیت

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن قرآن اور ان لوگوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے لایا جائے گا تو سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران قرآنِ مجید کے آگے آگے ہوں گی۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: "گویا وہ دو بادل ہیں، یا دو سیاہ سائبان، جن کے درمیان خوب روشنی ہو رہی ہے، یا وہ قطار باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں، یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے اصحاب کے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے تکرار (شفاعت) کریں گی "(صحیح مسلم)

۲۔ ایک اور حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے سورۃ البقرۃ کی یہ آیت "وَاِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ" اور سورۃ آلِ عمران کی یہ آیت "اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الۡحَـىُّ الۡقَيُّوۡمُ"۔(سنن ابی داوٗد، سنن ابن ماجہ)

سبق: ۱۱

سُورَۃُ اٰلِ عِمْرَان

سورۃ آلِ عمران ۳ — رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۴۱)

رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۴۱) کے اہم مضامین

۱۔ توحید باری تعالیٰ اور ہدایتِ انسانی کا انتظام ۲۔ آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتیں ۳۔ سچا دین۔۔۔۔ دین اسلام

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مالک الملک ہے ۵۔ کفار سے دوستی کی ممانعت

۶۔ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت، انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عظمت اور قدرتِ باری تعالیٰ کا بیان

رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۴۱) کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۹)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات اور قدرت کا ذکر ہے۔ قرآنِ حکیم کے سچی کتاب ہونے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے اور سابقہ کتبِ آسمانی کی تصدیق کرنے کا بیان ہے۔ قرآنِ کریم ہی حق وباطل میں فرق کی کسوٹی ہے۔ منکرینِ قرآن کا دنیا میں ذلیل وخوار ہونا مذکور ہے۔ قرآنِ حکیم میں کچھ آیات بالکل واضح ہیں وہ محکم آیات ہیں، قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور ہدایت ورہنمائی کی بنیاد ہیں، ان پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ کچھ آیات متشابہات ہیں جن کو ہمارے ناقص فہم وادراک کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ اور کجی ہوتی ہے وہ متشابہ آیات ہی کو اپنے غور وفکر کا موضوع بناتے ہیں اور ان کی خود ساختہ تاویلات کرتے ہیں تاکہ کوئی فتنہ اٹھا سکیں۔ البتہ دانشمند لوگ کہتے ہیں کہ قرآنِ مجید کی ہر آیت، خواہ اس کا مفہوم ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے، حق ہے کیونکہ اسے ہمارے رب نے نازل کیا ہے۔ یہی لوگ ہدایت ورہنمائی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے رب سے خوب گڑگڑا کر انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں۔

رکوع: ۲ (آیات: ۱۰ تا ۲۰)

اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مال اور اولاد کافروں کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور وہ سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ فرعون اور پچھلی قوموں کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے اور اس پر ان کو سزا ملنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ غزوہ بدر کا مختصر تذکرہ ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اہل وعیال، مال ودولت، سونے چاندی، کھیتیوں اور دیگر اسبابِ دنیا کی محبت انسان کے لئے مزین کر دی گئی ہے، یہ انسان کا امتحان ہے کہ آیا وہ ان دنیوی محبتوں کو ترجیح دیتا ہے یا آخرت کی نعمتوں کا طلب گار بنتا ہے۔ دنیوی نعمتیں عارضی اور ادنیٰ ہیں جبکہ آخرت کی نعمتیں ابدی اور اعلیٰ ہیں۔ آخرت کی دائمی نعمتیں صبر کرنے، سچ بولنے، فرماں برداری کرنے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور سحر کے وقت بارگاہِ الٰہی میں بخشش مانگنے والوں کے لئے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی دینِ حق ہے جو زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام معاملات میں رہنمائی فرماتا

> **فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**
>
> "ہمارا رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر اس وقت نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت طلب کرے تو میں اسے بخش دوں؟" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ہے اوراہلِ کتاب محض حسد اور ضد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں۔ نیز بیان کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کے احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کے لئے بہت جلد حساب لینے کی وعید ہے۔

رکوع:۳ (آیات:۲۱ تا ۳۰)

یہود کے بڑے جرائم میں سے پیغمبروں اور نیک لوگوں کو ناحق قتل (شہید) کرنا بھی شامل تھا اس پر ان کے لئے دردناک عذاب کی سزا کا ذکر ہے مزید برآں ان کے اس عقیدہ کی تردید مذکور ہے کہ ان کو جہنم کی آگ چند روز سے زیادہ نہ چھوئے گی۔ آخرت میں اعمال کے مطابق جزا و سزا کے ملنے اور قیامت کے ہولناکی کا ذکر ہے اس کے بعد اللہ ﷻ کے اختیار و قدرت کا بیان ہے کہ کُل بادشاہت اسی کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے اور اُسی کے ہاتھ میں سب خیر ہے۔ مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ کافروں کو دلی اور گہرا دوست اور ہم راز نہ بنائیں، جس نے ایسا کیا اس کا اللہ ﷻ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر جان کو خطرہ ہو تو پھر ظاہری طور پر دوستی کی جاسکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ بندوں کے بجائے اللہ ﷻ کا خوف اور عزیمت کی راہ اختیار کی جائے۔ اللہ ﷻ لوگوں کے ظاہر و باطن نیز آسمانوں اور زمینوں کے رازوں سے واقف ہے۔ مزید برآں وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

رکوع:۴ (آیات:۳۱ تا ۴۱)

اللہ ﷻ کی محبت کا اظہار نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی اتباع و پیروی سے ہوگا۔ آپ ﷺ کی اتباع کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ ﷻ ایسے بندے سے محبت بھی فرمائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف بھی فرما دے گا۔ جو اس اطاعت سے انکار کرے انہیں کافر قرار دیا گیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور آلِ عمران پر اللہ ﷻ کے احسانات اور فضل و کرم کا ذکر ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نذر ماننے کا بیان ہے۔ انہیں حضرت مریم علیہا السلام جیسی عظیم بیٹی کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی۔ حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی والدہ نے خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا۔ اللہ ﷻ نے وقت کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت و تربیت میں دے کر ان کی تربیت کا انتہائی اعلیٰ انتظام فرمایا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی برکات کا مشاہدہ ہونے پر حضرت زکریا علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا کہ اے مریم! یہ چیزیں تمہیں کہاں سے ملتی ہیں؟ حضرت مریم علیہا السلام نے بتایا کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام نے وہاں پر فوراً اللہ ﷻ سے ایک نیک بیٹا عطا کرنے کی دعا کی جو ان کے بعد تبلیغ حق کے مشن کو جاری رکھ سکے۔ اللہ ﷻ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفات کا بھی ذکر فرمایا۔ مزید برآں حضرت زکریا علیہ السلام کو کثرت سے صبح و شام اللہ ﷻ کا ذکر کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> "جس نے میری سنت سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔" (جامع ترمذی)

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> "جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے (سارے) عمل کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور ایسی نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو رہے۔" (صحیح مسلم)

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَان

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

الٓمّٓ۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے (سب کو) قائم رکھنے والا۔ (اے نبی ﷺ!) اُس نے آپ پر (یہ) کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝۳

(یہ) تصدیق کرنے والی ہے (ان کتابوں کی) جو اس سے پہلے (اُتری) ہیں اور اُسی نے تورات اور انجیل نازل فرمائی۔

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اِس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اُسی نے (حق و باطل میں) فرق کرنے والا (قرآن) نازل فرمایا بے شک جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بہت غالب انتقام لینے والا ہے۔ بے شک اللہ وہ ہے کہ کوئی شے اُس سے پوشیدہ نہیں رہتی

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(نہ) زمین میں اور نہ ہی آسمان میں۔ وہی ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں تمہاری صورتیں بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ وہی (اللہ) ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے اُس میں کچھ آیات محکم (واضح) ہیں

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

وہی کتاب کی اصل (بنیاد) ہیں اور کچھ دوسری ہیں جو متشابہ ہیں تو وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

تو وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں (تاکہ) اُن کے ذریعہ کوئی فتنہ اٹھائیں اور اُن کی تاویل جان سکیں

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ

(حالانکہ) اُن کی (حقیقی) تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور علم میں پختگی رکھنے والے کہتے ہیں ہم اِن پر ایمان لائے

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

(یہ) سب کا سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور صرف عقل مند لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ فرما

بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۸

اس کے بعد کہ تُو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

اے ہمارے رب! بےشک تُو لوگوں کو جمع فرمانے والا ہے ایک ایسے دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ ع

بے شک اللہ (اپنے) وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کے مال اور ان کی اولاد اُن کے کام نہیں آئیں گے

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور وہی لوگ (جہنم کی) آگ کا ایندھن ہیں۔ (ان کا بھی) وہی حال ہوگا جیسا کہ آلِ فرعون کا انجام ہوا

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ

اور اُن لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اُنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں گرفت میں لے لیا

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۱ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ

اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (اے نبی ﷺ!) اُن سے فرما دیجیے جنہوں نے کفر کیا عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۱۲ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ

اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ یقیناً تمہارے لئے (عبرت کی) نشانی ہے دو جماعتوں میں جو (بدر میں) آپس میں مدّمقابل ہوئیں

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ

ایک جماعت اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافر تھی وہ اُنہیں (اپنی) آنکھوں سے اپنے سے دگنا دیکھ رہے تھے

وَاللّٰهُ يُـؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۱۳

اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے یقیناً اس (معرکہ) میں عبرت (کا سامان) ہے بصیرت رکھنے والوں کے لئے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

لوگوں کے لئے نفسانی خواہشات کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے (جیسے) عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیئے ہوئے خزانے

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۱۴ قُلْ

اور نشان زدہ (عمدہ) گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور حسن انجام تو اللہ ہی کے پاس ہے (اے نبی ﷺ!) فرما دیجیے

اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو اِس سے بہتر ہے اُن کے لئے جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں اُن کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا وَاَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور (اُن کے لئے وہاں) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی طرف سے خوشنودی ہو گی

وَاللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ۚ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا

اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ (پرہیز گار بندے یوں) دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لے آئے

فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیۡنَ وَالصّٰدِقِیۡنَ

پس ہمارے لئے ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچّے ہیں

وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡمُنۡفِقِیۡنَ وَالۡمُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ ﴿۱۷﴾

اور عبادت میں عاجزی کرنے والے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور سحر (کے اوقات) میں گناہوں کی معافی مانگنے والے ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ

اللہ نے گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی

قَآئِمًا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ؕ ﴿۱۸﴾

وہ (اللہ) عدل قائم فرمانے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ۟ وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ

بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور جنہیں کتاب دی گئی تھی انہوں نے اختلاف کیا اُن کے پاس علم کے آجانے کے بعد

بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ

آپس کی زیادتی کی وجہ سے اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرے تو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر (اے نبی ﷺ!) اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں

فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

تو فرما دیجیے کہ میں نے تو اپنا سر اللہ کے آگے جھکا دیا ہے اور جنھوں نے میری پیروی کی (انہوں نے بھی) اور جنہیں کتاب دی گئی ہے آپ اُن سے فرما دیجیے

وَالۡاُمِّیّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ ؕ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا

اور (اُن سے بھی) جو اَن پڑھ (مشرکین) ہیں کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو؟ پھر اگر وہ اسلام لے آئیں تو وہ ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ منہ موڑ لیں

فَاِنَّمَا عَلَیۡكَ الۡبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۱

تو (اے نبی ﷺ!) بے شک آپ کے ذمّہ تو صرف پیغامِ حق پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَكۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقۡتُلُوۡنَ الَّذِیۡنَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ ۙ

بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل (شہید) کرتے ہیں اور اُن کو قتل کرتے ہیں جو لوگوں میں سے عدل کا حکم دیتے ہیں

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫

تو (اے نبی ﷺ!) آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجیے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال برباد ہوگئے دنیا اور آخرت میں

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

اور ان کا کوئی (بھی) مددگار نہ ہوگا۔ (اے نبی ﷺ!) کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن کو جنھیں کتاب (تورات) میں سے ایک حصّہ دیا گیا تھا

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

(جب) وہ اللہ کی کتاب (تورات) کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (کتاب) اُن کے درمیان (جھگڑوں کا) فیصلہ کرے تو اُن میں سے ایک گروہ منہ موڑ لیتا ہے

وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

اور وہ تو ہیں ہی روگردانی کرنے والے۔ اِس (رویہ) کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (جہنم کی) آگ ہمیں ہرگز نہ چھوئے گی

اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

مگر گنتی کے چند دن اور اُن کے دین کے بارے میں اُنہیں دھوکہ میں ڈال دیا تھا اس (چیز) نے جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ

پھر کیا (حال) ہوگا جب ہم اُنہیں جمع کریں گے ایک ایسے دن کہ جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور ہر شخص کو اُس (عمل) کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫

(اے نبی ﷺ!) یوں عرض کیجیے اے اللہ! (کل) بادشاہی کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

اور تو جسے چاہے عزت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تُو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ

تو ہی رات کو دن میں داخل فرماتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور تُو مُردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور تُو ہی زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

اور تُو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ مومن کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مومنوں کو چھوڑ کر اور جو شخص یہ کام کرے گا

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ

تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں رہا سوائے اِس کے کہ تم ان (کے شر) سے بچنا چاہو (تو کوئی مضائقہ نہیں) اور اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ

اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ (اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے کہ اگر تم (اسے) چھپاؤ جو تمہارے سینوں میں ہے یا اسے ظاہر کر دو

يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

اللہ (بہرحال) اسے جانتا ہے اور وہ تو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ

(یاد رکھو) جس دن ہر شخص وہ نیکی اپنے سامنے پائے گا جو اس نے کی تھی اور وہ برائی (بھی) جو اس نے کی تھی (تو بُرا انسان) آرزو کرے گا

لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع ۳

کہ کاش! اس کے اور اس (کی بدی) کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت شفقت فرمانے والا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو اللہ (بھی) تم سے محبت فرمائے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا

(اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کی پھر اگر یہ منہ موڑ لیں

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا

تو بے شک اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ بے شک اللہ نے چُن لیا آدم (علیہ السلام) اور نوح (علیہ السلام)

وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ۗ

اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ عمران کو (ان کے زمانہ کے) تمام جہان (والوں) پر۔ وہ ایک دوسرے کی اولاد تھے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ

اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ (یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے عرض کیا

رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ

اے میرے رب! بے شک میں تیرے لئے نذر کرتی ہوں جو میرے بطن میں ہے سب کاموں سے آزاد کر کے پس میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

بے شک تُو ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ تو جب اُنہوں نے اس (لڑکی) کو جنم دیا

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ

تو (حسرت سے) کہنے لگیں اے میرے رب! بے شک میں نے تو ایک بچی کو جنم دیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اُس نے کیسے جنم دیا ہے

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

اور (کوئی) لڑکا اُس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا تھا اور (عرض کرنے لگیں) میں نے اِس بچی کا نام مریم رکھا ہے

وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُھَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝٣٦

اور بے شک میں اِسے اور اِس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود (کے شر) سے۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

پھر اُسے اُس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا اور اُسے بہت عمدہ پرورش کے ساتھ پروان چڑھایا

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ

اور زکریا (علیہ السلام) کو اُس کا سرپرست بنادیا جب بھی زکریا (علیہ السلام) اُس کے پاس عبادت گاہ میں جاتے

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ

(تو) اُس کے پاس رزق پاتے (ایک بار) بولے اے مریم! تمہارے پاس یہ (رزق) کہاں سے آتا ہے؟

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٣٧ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ

(مریم علیہا السلام) بولیں یہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ وہیں زکریا (علیہ السلام) نے دعا کی اپنے رب سے

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝٣٨ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

عرض کیا اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تُو دعا کا خوب سننے والا ہے۔ پھر اِن کو فرشتوں نے پکارا

وَهُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

جب کہ وہ عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (کہ اے زکریا!) بے شک اللہ آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کی خوشخبری دیتا ہے

مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٣٩

جو اللہ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والے اور سردار اور نفسانی خواہشات پر ضبط رکھنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے (خاص) نیک بندوں میں سے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ

زکریا (علیہ السلام) نے عرض کیا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝٤٠ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ

فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (زکریا علیہ السلام نے) عرض کیا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا

فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کرسکو گے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو

وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝٤١ ع

اور صبح اور شام (اس کی) تسبیح بیان کرو۔

ع ۴ / ۱۱

علم و عمل کی باتیں

۱- قرآنِ حکیم سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ سابقہ آسمانی کتب میں تحریف کر دی گئی تھی مگر قرآنِ حکیم اُن کی اصل تعلیمات کو بھی بیان کرتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۳)

۲- جن کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھ ہے وہ متشابہ آیات کی من پسند تاویلات کے پیچھے لگ جاتے ہیں جبکہ راسخ علم والے اس پر غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۷)

۳- دنیاوی زیب و زینت اور مال و اسباب عارضی اور فانی ہیں۔ آخرت کی زندگی دائمی ہے۔ عقل مند وہ ہیں جو آخرت کی دائمی نعمتوں اور راحتوں کی فکر کرتے ہیں اور دنیا میں تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات ۱۴، ۱۵)

۴- صبر کرنا، سچائی کی راہ اختیار کرنا، فرماں برداری کا رویہ اپنانا، انفاق فی سبیل اللہ کرنا اور تہجد کے وقت استغفار کرنا اہل جنت کے اوصاف میں سے ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۷)

۵- حق کی مخالفت میں حسد، بغض، ضد اور ہٹ دھرمی کا رویہ انسان کے لئے ہدایت سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۹)

۶- کائنات کی کل بادشاہت کا مالک اللہ ﷻ ہے۔ کسی کو ملک عطا فرمانا اور کسی سے لے لینا، کسی کو عزت سے نوازنا اور کسی پر ذلت مسلط کر دینا اُسی کے اختیار میں ہے۔ کل خیر اور بھلائی بھی اُسی کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۲۶)

۷- ایمان والوں کی دلی دوستی صرف اہل ایمان سے ہو سکتی ہے۔ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں سے دلی دوستی اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۲۸)

۸- اللہ ﷻ کی محبت کے حصول کے لئے نبی کریم ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔ اور اتباعِ رسول ﷺ کی برکت یہ ہے کہ اللہ ﷻ ایسے لوگوں سے محبت فرماتا ہے اور اُن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۳۱)

۹- اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیئے نیز شیطان مردود کے شرور سے حفاظت کی دعا کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیئے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۳۶)

۱۰- متبرک مقامات نزولِ برکات اور قبولیتِ دعا کا مرکز ہیں وہاں نیک اور پاکیزہ اولاد کے حصول و دیگر جائز حاجات کے لئے اللہ ﷻ سے دعا مانگنی چاہیئے کیونکہ وہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات:۳۷، ۳۸)

۱۱- صبح و شام کثرت سے اللہ ﷻ کا ذکر کرنا چاہیئے۔ ذکرِ الٰہی کسی حالت میں نہیں چھوڑنا چاہیئے حتیٰ کہ کبھی زبان سے ذکر ممکن نہ ہو تو دل ہی دل میں اللہ ﷻ کو یاد کرتے رہنا چاہیئے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۴۱)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱ تا ۹ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ نے جو آیات نازل فرمائی ہیں ان میں سے کچھ آیات ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں اور کچھ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(۲) آیات: ۱ تا ۹ میں ارشاد ہے کہ اللہ ﷻ لوگوں کو ایک دن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے والا ہے جس میں کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔

(۳) آیات: ۱۰ تا ۲۰ کے مطابق کفر کرنے والوں کے لئے ان کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی کام نہیں آئیں گے۔

(۴) آیات: ۱۰ تا ۲۰ میں ہے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صرف اسلام ہے۔

(۵) آیات: ۱۰ تا ۲۰ میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آجانے کے بعد اختلاف کیا جس کی وجہ آپس کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھی۔

(۶) آیات: ۳۱ تا ۴۱ میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو پسند نہیں کرتا۔

(۷) آیات: ۳۱ تا ۴۱ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے پاکیزہ اولاد کے لئے دعا مانگنے کا ذکر ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۱ تا ۹ میں اللہ ﷻ کی نازل کردہ آیات کی کیا اقسام بیان کی گئی ہیں نیز ان کے حوالہ سے لوگوں کا کیا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے؟

۲- آیات: ۱۰ تا ۲۰ میں کن نفسانی خواہشات کی محبت کو خوشنما بنائے جانے کا ذکر ہے نیز اللہ ﷻ کے نزدیک ان چیزوں سے کیا بہتر ہے؟

۳- آیات: ۱۰ تا ۲۰ میں متقین کی کس دعا کا ذکر ہے نیز ان کی کون سی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں؟

۴- آیات: ۲۱ تا ۳۰ میں اللہ ﷻ کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟

۵- آیات: ۲۱ تا ۳۰ میں مومنین کو دوست بنانے کے حوالہ سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۶- آیات: ۳۱ تا ۴۱ میں اللہ ﷻ کی محبت حاصل کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ کیا ہے اور اس کے کیا نتائج بیان کیئے گئے ہیں؟

۷- آیات: ۳۱ تا ۴۱ میں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا کیا جواب دیا گیا ہے؟

سوال ۳ قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی آخری کتاب ہے البتہ قرآنِ حکیم کے نزول سے پہلے بھی کئی آسمانی کتابیں انبیاءِ کرام علیہم السلام پر نازل ہوئیں ان میں کسی دو کے حوالہ سے مختصر نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

❁ قرآنِ حکیم کی کئی سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوا ہے۔ نیچے دیئے گئے جدول مکمل کریں۔ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ حروفِ تہجی میں سے کون کون سے حروف "حروفِ مقطعات" میں استعمال ہوئے ہیں اور کون کون سے نہیں ہوئے۔

نمبر شمار	حروفِ مقطعات	سورتوں کے نام	نمبر شمار	حروفِ مقطعات	سورتوں کے نام
۱	الٓمّٓ	سورۃ البقرہ، سورۃ آلِ عمران وغیرہ	۸		
۲			۹		
۳			۱۰		
۴			۱۱		
۵			۱۲		
۶			۱۳		
۷			۱۴		

وہ تمام حروفِ تہجی درج کریں جو "حروفِ مقطعات" میں استعمال ہوئے ہیں۔

مثلاً: ا، ـــــ

وہ تمام حروفِ تہجی درج کریں جو "حروفِ مقطعات" میں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔

مثلاً: ب، ـــ

❁ قرآنِ حکیم کی کوئی بیس دعائیں تلاش کریں جن کا آغاز لفظ "رَبَّنَا" سے ہوتا ہے اور ان کا حوالہ نیچے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں نیز ان دعاؤں کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام بھی کریں۔

نمبر شمار	سورت کا نام	آیت نمبر	نمبر شمار	سورت کا نام	آیت نمبر
۱			۲		
۳			۴		
۵			۶		
۷			۸		
۹			۱۰		

۱۱			۱۲		
۱۳			۱۴		
۱۵			۱۶		
۱۷			۱۸		
۱۹			۲۰		

سورۃ آل عمران، آیت:۱۷ میں اللہ ﷻ نے اہل ایمان کی چند صفات ذکر کی ہیں۔ اسی طرح قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر اہل ایمان اور متقین کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ قرآنِ حکیم سے کوئی تین مقامات تلاش کر کے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔

نمبر شمار	سورت کا نام اور آیات نمبر	صفات
۱		
۲		
۳		

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۱۲

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَان

سورۃ آلِ عمران ۳ — رکوع: ۵ تا ۸ (آیات: ۴۲ تا ۸۰)

رکوع: ۵ تا ۸ (آیات: ۴۲ تا ۸۰) کے اہم مضامین

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات اور واقعات (ولادت، معجزات اور دعوتِ دین)

۲۔ عیسائیوں کے غلط عقائد کی تردید

۳۔ اہلِ کتاب اور اہلِ ایمان کے طرزِ عمل کی وضاحت

۴۔ اہلِ کتاب کو دعوتِ اسلام

رکوع: ۵ تا ۸ (آیات: ۴۲ تا ۸۰) کے چند نکات

رکوع: ۵ (آیات: ۴۲ تا ۵۴)

حضرت مریم علیہا السلام کی اپنے زمانے کے جہان والوں کی عورتوں پر فضیلت کا بیان ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر والد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کے غلط عقیدے کا رد ہے اور ان کے اللہ تعالیٰ کا بیٹے ہونے کی تردید ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور معجزات عطا فرمانے نیز اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان ہے کہ وہ اسباب کا محتاج نہیں بلکہ وہ تو خود مسبب الاسباب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور دین کی دعوت کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کی اس پکار کا بھی ذکر ہے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ یعنی اس کے دین کی نصرت کے لئے میرا ساتھ دے؟ چند افراد نے ان کی دعوت قبول کی جو آپ علیہ السلام کے حواری کہلائے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ کافروں کی چالوں کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب سے برتر ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

”چار خواتین، مریم (علیہا السلام) بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ (علیہا السلام)، خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خُوَیلِد اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد ﷺ تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں“۔ (صحیح بخاری)

”مردوں میں بہت لوگ کامل ہوئے لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی (علیہما السلام) کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت (تمام) عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثَرِید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔“ (صحیح مسلم)

رکوع: ۶ (آیات: ۵۵ تا ۶۳)

اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ انہیں آسمان پر زندہ اٹھالے گا۔ ان کے بارے میں اختلاف کرنے والوں اور ان کے دشمنوں کو دنیا اور آخرت میں عذاب سے دوچار کرے گا۔ اختلافات کے بارے میں حتمی اور عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت میں ہوگا۔ نیک لوگوں کے اجر کا بیان

فرمانِ نبوی ﷺ

”اللہ کی قسم! عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) ضرور آئیں گے، حکومت کریں گے، عدل (وانصاف) قائم کریں گے، تو وہ ضرور صلیب توڑ دیں گے اور وہ ضرور سُور کو قتل کریں گے اور وہ جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور ایک جوان اونٹ کو چھوڑ دیا جائے گا، تو اسے پکڑنے کے لئے کوئی محنت نہیں کرے گا اور ضرور لوگوں کے دلوں سے (ایک دوسرے کے لئے) کینہ اور بغض اور حسد جاتا رہے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے لیکن کوئی اُسے قبول نہیں کرے گا۔“ (صحیح مسلم)

ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال تو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے والدین کے بغیر پیدا فرمایا تھا۔ دلیل سے بات نہ ماننے والے نجران کے نصاریٰ کے وفد کو مباہلہ کی دعوت دی گئی کہ آؤ ہم گڑگڑا کر دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت ہو چنانچہ نصاریٰ نے راہِ فرار میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ قرآنِ حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح تفصیلات اور حقائق بیان فرماتا ہے اور حق سے منہ موڑنے والے فسادی لوگ ہیں جنھیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔

رکوع: ۷ (آیات: ۶۴ تا ۷۱)

اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی ہے کہ آؤ ہم سب آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیم کو قبول کر کے اختلافات ختم کریں اور وہ مشترکہ تعلیم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ اہلِ کتاب پر واضح کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور عیسائی نہ تھے بلکہ وہ دینِ حنیف پر تھے مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اصل تعلق اور قرب تو ان کے لئے ہے جو اُن کی تعلیمات کی پیروی کرنے والے تھے اور اب نبی کریم ﷺ اور آپ کے متبعین ہیں جو حقیقتاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و نصرت بھی رسول اللہ ﷺ اور انہی ایمان والوں کو حاصل ہے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کی مزید یہ کہ اہلِ کتاب کی ایمان سے محرومی کا ذکر ہے کہ انہوں نے اس دعوتِ حق کو قبول نہ کیا بلکہ توحید و رسالت پر دوسروں کو ایمان لانے سے روکنے کا بھی جرم کیا مزید یہ کہ انہوں نے حق و باطل کو گڈمڈ کیا اور اُن کی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کی جو نشانیاں ہیں ان کے بارے میں خیانت کا ارتکاب کیا۔

رکوع: ۸ (آیات: ۷۲ تا ۸۰)

یہود کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے سازش کی کہ وہ صبح کے وقت ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیں گے اور شام کے وقت اسلام کو چھوڑنے کا اعلان کریں گے تاکہ اسلام کی ساکھ متأثر ہو اور کچھ لوگوں کے دلوں میں اس کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں۔ ان کی اس سازش کی بنیادی وجہ وہ حسد تھا کہ نبوّت بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسماعیل میں نبی کریم ﷺ کو کیوں عطا کی گئی؟ اہلِ کتاب میں سے بعض لوگ جانتے بوجھتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں اور کتابِ الٰہی میں تحریف کرتے ہیں۔ البتہ اہلِ کتاب میں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا کہ عہد کو پورا کرنے اور بُرائی سے بچنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب ہیں۔ مزید یہ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی کی دعوت دیتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب کی تعلیم و تدریس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لوگوں کا ٹوٹا ہوا تعلق جوڑا جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو معبود اور رب مانا جائے اور صرف اسی کی بندگی اختیار کی جائے۔

فرمان نبوی ﷺ

"اے اللہ بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے اور اس دل سے جو (اللہ سے) نہ ڈرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دُعا سے جو قبول نہ ہو۔" (صحیح مسلم)

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَان

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ

اور (یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں چُن لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا فرمائی ہے

وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ

اور تمہیں (اپنے زمانے میں) سارے جہان کی عورتوں پر چن لیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی اطاعت کرتی رہو اور سجدہ کرو

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠

اور آپ اُن کے پاس نہ تھے اُس وقت جب وہ (قرعہ اندازی کے لئے دریا میں) اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کی سرپرستی کون کرے گا

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

اور آپ اُن کے پاس نہ تھے جب وہ (آپس میں) جھگڑ رہے تھے۔ (یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریم!

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

بے شک اللہ تمہیں اپنی طرف سے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے اُس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا

وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ لا وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

اور (اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وہ لوگوں سے گفتگو کرے گا گہوارے میں اور بڑی عمر میں بھی

وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ

اور (اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ (مریم علیہا السلام) بولیں اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟

وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں فرمایا ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے جب وہ کسی کام (کو کرنے) کا فیصلہ فرماتا ہے

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ ج

تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے۔ اور وہ (اللہ) اسے کتاب اور حکمت سکھائے گا اور تورات اور انجیل۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ

اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا (وہ کہے گا) یقیناً میں تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے

اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے بناتا ہوں ایک پرندے کی سی صورت پھر میں اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے (اُڑتا ہوا) پرندہ ہو جاتا ہے

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ

اور میں مادرزاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو ٹھیک کر دیتا ہوں اور میں مُردہ کو زندہ کر دیتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتا دیتا ہوں

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾

جو تم کھاکر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو یقیناً اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ

اور اپنے سے پہلے آنے والی تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور (اس لئے بھیجا گیا ہوں) تاکہ میں تمہارے لئے بعض ایسی چیزیں حلال کردوں جو

حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٥٠﴾

تم پر حرام کر دی گئیں تھیں اور میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ

بے شک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ پھر جب عیسٰی (علیہ السلام) نے اُن کا کفر محسوس کیا

قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ

(تو) فرمایا اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا ہم ہیں اللہ کے (دین کے) مددگار ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

اور آپ (علیہ السلام) گواہ رہیئے کہ بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم اُس پر ایمان لائے جو تُو نے نازل فرمایا اور ہم نے رسول کی پیروی کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ

پس ہمیں (بھی حق کے) گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور (یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف) چال چلی اور اللہ نے (جوابی) تدبیر فرمائی

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ ع اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ ع ۵ ۱۳

اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! بے شک میں تمہیں صحیح سالم لینے والا ہوں

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور میں تمہیں پاک کرنے والا ہوں اُن کافروں (کی بُرائی) سے

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی میں اُنہیں اُن پر غالب کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن تک پھر تمہیں میری طرف پلٹ کر آنا ہے

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا اُن معاملات میں جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔ تو جن لوگوں نے کفر کیا

فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو میں اُنہیں سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا کوئی (بھی) مددگار نہ ہوگا۔ اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

اور انہوں نے نیک اعمال کیئے تو وہ (اللہ) انہیں ان (نیکیوں) کا اجر پورا پورا عطا فرمائے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى

یہ (ہماری) آیات اور حکمت بھری نصیحت ہے جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال

عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ

اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال کی طرح ہے اللہ نے اُنہیں مٹی سے بنایا پھر اُن سے فرمایا ہو جاؤ

فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

تو وہ ہوگئے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) حق آپ کے رب کی طرف سے ہی ہے لہٰذا (اے سننے والے!) تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

تو جو کوئی بھی آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) سے (عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) جھگڑا کرے اِس کے بعد کہ آپ کے پاس اصل علم آچکا ہے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

تو آپ فرما دیجیے آجاؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

اورہم اپنے نفسوں کو اور تم اپنے نفسوں کو پھر ہم گڑگڑا کر دعاکریں پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

بے شک یہی (ان واقعات کا) سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ع ۶ ۹ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

پھر اگر یہ منہ موڑلیں تو بے شک اللہ فساد مچانے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) آپ فرمادیجیے کہ اے اہلِ کتاب!

تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

اُس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اور نہ ہم اس کے ساتھ کسی شے کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی کو رب بنائے پھر اگر یہ منہ موڑ لیں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

تو کہہ دیجیے کہ گواہ رہنا کہ ہم تو (اللہ کے) فرماں بردار ہیں۔ اے اہلِ کتاب! تم ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو

وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۵ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا

حالانکہ تورات اور انجیل تو ان (ابراہیم علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ یہ تم ہی تو ہو جو اُن (معاملات) میں جھگڑا کر چکے ہو

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

(جن کا) تمہارے پاس کوئی علم تھا تو تم اُن (معاملات) میں کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ (جن کا) تمہارے پاس کوئی علم ہی نہیں ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا

اور (یہ ساری باتیں) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی

وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۶۷

لیکن وہ تو (ہر باطل سے جدا اللہ کے لئے) یکسو فرماں بردار تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

بے شک تمام لوگوں میں سے ابراہیم (علیہ السلام) کے سب سے زیادہ قریب وہ ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی

وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۸

اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور وہ جو (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) ایمان لائے اور اللہ مومنوں کا مددگار ہے۔

وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

اور (اے مسلمانو!) اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں گمراہ کردے اور وہ صرف اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۹ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور وہ (اس کا) شعور نہیں رکھتے۔ اے اہلِ کتاب! تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝۷۰ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

جب کہ تم خود (ان کے برحق ہونے کی) گواہی دیتے ہو۔ اے اہلِ کتاب! تم کیوں حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو

ع ۸ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٧١ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اور تم کیوں جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔ اور اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ نے (ایک دوسرے سے) کہا

اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٧٢

کہ (جو) ایمان لانے والوں پر نازل کیا گیا ہے اُس (کلام) پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو (اس کا) انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پھر جائیں۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ

اور (یہ آپس میں کہتے ہیں) صرف اسی کی بات مانو جو تمہارے دین کی پیروی کرے (اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے

اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ

بے شک اللہ کی دی ہوئی ہدایت ہی (حقیقی) ہدایت ہے (وہ آپس میں کہتے ہیں) کہیں ایسا نہ ہو کہ جو تمہیں ملا ویسا کسی اور کو مل جائے

اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ

یا (مسلمان) اُس کے ذریعہ تمہارے خلاف تمہارے رب کے سامنے حجت پیش کریں (اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے کہ بے شک فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝٧٣ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

وہ اسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٧٤ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے ایسا (دیانت دار) بھی ہے کہ اگر آپ اُس کے پاس ڈھیر دولت بطورِ امانت رکھوا دیں

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

تو وہ اُسے آپ کو واپس کر دے گا اور اُن میں سے ایسا بھی ہے کہ اگر آپ اُس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھوائیں تو وہ اُسے آپ کو ادا نہیں کرے گا

اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ

سوائے اِس کے کہ آپ اُس کے سر پر کھڑے رہیں ایسا اِس لئے ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم پر اَن پڑھوں (غیر یہودیوں) کے معاملہ میں کوئی مواخذہ نہیں

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝٧٥ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

اور وہ اللہ پر جانتے بوجھتے جھوٹ باندھتے ہیں۔ (بھلا پکڑ) کیوں نہیں! (ہوگی) (قانون الٰہی ہے کہ) جس نے اپنا عہد پورا کیا

وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧٦ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ

اور وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچا تو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ بے شک وہ جو اللہ کے ساتھ کیئے ہوئے عہد کو اور اپنی قسموں کو بیچ دیتے ہیں

ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(دنیا کے) تھوڑے سے معاوضہ میں ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں نہ کوئی حصہ ہے اور نہ اللہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ قیامت کے دن اُن کی طرف دیکھے گا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا

اور نہ ہی اُنہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور یقیناً اُن میں سے ایک گروہ کے لوگ ایسے بھی ہیں

يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ

جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبانوں کو مروڑتے ہیں تا کہ تم سمجھو کہ وہ (عبارت) بھی کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتی

وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾

اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی اور وہ اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ

اور کسی بھی انسان کے لائق نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ (نبی علیہ السلام) لوگوں سے یہ کہے

كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ

کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا کہ) اللہ والے ہو جاؤ جیسا کہ تم خود کتاب کی تعلیم دیتے ہو

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا

اور جیسا کہ تم خود بھی پڑھتے ہو (اس کا یہی تقاضا ہے)۔ اور وہ (نبی علیہ السلام) کبھی بھی تمھیں یہ حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو

ع ۸ ۹ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾

کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا اِس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔



علم و عمل کی باتیں

۱- جو لوگ اللہ تعالیٰ سے جتنے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہ اتنے ہی زیادہ فرماں بردار اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۴۲، ۴۳)

۲- اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اُس کی شان تو یہ ہے کہ کسی کام کے بارے میں کہتا ہے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۴۷)

۳- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت بنی اسرائیل کے لئے تھی نہ کہ تمام انسانوں کے لئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۴۹)

۴- اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہی ہے کہ وہ اُن لوگوں کو اپنا مددگار قرار دیتا ہے جو اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشن میں اُن کا ساتھ دیں اور دین کی نشر و اشاعت کے لئے جدوجہد کریں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۵۲)

۵- جو لوگ دینِ اسلام کے خلاف اپنی چالیں چل رہے ہیں اور سازشیں کر رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی چالوں کے خلاف سب سے بہترین تدبیر فرمانے والا ہے اور وہی اہلِ ایمان کی مدد فرماتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۵۴)

۶- دین کی دعوت کا ایک عمدہ اصول یہ ہے کہ مختلف آراء رکھنے والوں کے درمیان مشترک اور متفق علیہ اُمور پر بات کی جائے۔ اہلِ کتاب سے بھی خطاب کرتے ہوئے توحید کے مشترک اور متفق علیہ نکتہ پر گفتگو کی تلقین کی گئی ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۶۴)

۷- جس شخص کے پاس علم نہ ہو یا کوئی شخص کچھ علم تو رکھتا ہو مگر کسی خاص معاملہ یا شعبہ کے بارے میں نہ جانتا ہو تو ایسی صورت میں اُسے اُس کے بارے میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۶۶)

۸- کسی شخصیت سے محبت اور تعلق کی اصل دلیل اُس کی پیروی کرنا ہے۔ اہلِ کتاب کو بتا دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہونا محض کافی نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کو ماننا اور اُن کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے اور اب ملتِ ابراہیم میں شامل ہونے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۶۸)

۹- کسی بُرے شخص میں بھی کوئی اچھی بات ہو سکتی ہے اور کسی بُرے گروہ میں بھی کوئی شخص اچھا ہو سکتا ہے۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ کسی شخص میں کوئی اچھی بات نظر آئے تو اس کا اعتراف کیا جائے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۷۵)

۱۰- عہد شکنی کرنے اور جھوٹی قسمیں کھانے والوں کا آخرت میں خیر میں سے کوئی حصہ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ اُن پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۷۷)

۱۱- تعلیم و تدریس کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ سکھانے والا لوگوں کا ان کے رب سے مضبوط تعلق قائم کرنے کی کوشش کرے اور سیکھنے والے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جائیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۷۹)

۱۲- حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے پرندے کی سی مورت بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن کر اڑ جاتا، اسی طرح آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب اور مُردوں کو زندہ فرماتے اور جو کچھ وہ لوگ کھا کر آتے اور جو گھروں میں ذخیرہ کر کے آتے آپ انہیں وہ سب کچھ بتا دیتے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۴۹)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۴۲ تا ۵۴ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بتایا گیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ________ اور ________ میں ________ ہوں گے۔

(۲) آیات: ۴۲ تا ۵۴ میں ارشاد ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و حکمت اور ________ سکھائی اور انہیں ________ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

(۳) آیات: ۴۲ تا ۵۴ میں ارشاد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود سے ________ محسوس کیا تو فرمایا کہ میرا ________ کون ہے۔

(۴) آیات: ۵۵ تا ۶۳ کے مطابق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ________ کی مانند ہے۔

(۵) آیات: ۶۴ تا ۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ ________ اور ________ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئیں۔

(۶) آیات: ۶۴ تا ۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ________ اور ________ نہ تھے بلکہ وہ تو ہر ________ سے جدا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے یکسو فرماں بردار تھے۔

(۷) آیات: ۶۴ تا ۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ مسلمانوں کو ________ کرنا چاہتا ہے حالانکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ________ کرتے ہیں لیکن انہیں اِس کا ________ نہیں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۴۲ تا ۵۴ کی روشنی میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	حضرت مریم علیہا السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟	
۲	حضرت مریم علیہا السلام کو کس پر فضیلت دی گئی ہے؟	
۳	حضرت مریم علیہا السلام کو کیا احکام بجالانے کی تلقین کی گئی ہے؟	
۴	حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کا انتخاب کیسے کیا گیا؟	
۵	حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت کس نے دی؟	
۶	حضرت مریم علیہا السلام کو کیا بشارت دی گئی؟	
۷	حضرت مریم علیہا السلام کا فرشتہ سے کیا مکالمہ ہوا؟	
۸	حضرت مریم علیہا السلام نے بشارت سُن کر کیا کہا؟	

۹	اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا سکھایا؟	
۱۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا؟	
۱۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیا معجزات بیان کیئے گئے ہیں؟	
۱۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا دعوت دی؟	
۱۳	جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود سے کفر محسوس ہوا تو آپ علیہ السلام نے حواریوں سے کیا سوال کیا؟	
۱۴	حواریوں نے آپ علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟	

۲- آیات: ۶۴ تا ۷۱ کے آغاز میں دعوتِ دین کا کیا انداز سکھایا گیا ہے؟

۳- آیات: ۶۴ تا ۷۱ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ سے اہلِ کتاب کے باطل خیالات کا کس طرح رد کیا گیا ہے؟

۴- آیات: ۶۴ تا ۷۱ کی روشنی میں جواب دیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ قریب کون لوگ ہیں؟

۵- آیات: ۷۲ تا ۸۰ کی روشنی میں جواب دیں کہ اہلِ کتاب نے اہلِ ایمان کو دین سے پھیرنے کے لئے کیا چال اختیار کی؟

۶- آیات: ۷۲ تا ۸۰ کی روشنی میں جواب دیں کہ جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عہد کو بیچتے ہیں ان کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟

۷- آیات: ۷۲ تا ۸۰ کی روشنی میں جواب دیں کہ جن لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت سے نوازتا ہے وہ لوگوں کو کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

سوال ۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے معجزات پر نوٹ لکھیں۔

گھریلو سرگرمی

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے حوالہ سے کسی صاحبِ علم سے معلوم کریں اور یہ بھی معلوم کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ دنیا میں آمد کے حوالہ سے ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔ نیز احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے کی علامات تحریر کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی بتائیں۔

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر کئی چیزیں حلال کیں جو آپ علیہ السلام سے پہلے ان لوگوں نے خود اپنے اوپر حرام کی تھیں۔ کسی صاحبِ علم سے معلوم کر کے اُن میں سے تین چیزوں کے نام تحریر کریں۔

امانت داری اخلاق حسنہ میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے جسے ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ ”جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں“ اور امانت صرف مال کے معاملہ میں ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کی کئی جہتیں ہیں۔ لہٰذا کسی صاحب علم کی مدد سے امانت داری کے تصور کو سامنے رکھتے ہوئے ذیل میں دیئے گئے جدول کو مکمل کریں۔

نمبر شمار	جہت	امانت کی حفاظت کا طریقہ کار
۱	مال کی امانت	مال کی حفاظت کرنا، بغیر کسی کمی اور تبدیلی کے اس امانت کو طلب کرنے پر ادا کرنا
۲	انسانی جان کی امانت	
۳	دوسروں کے راز	
۴	خاص مجالس کی باتیں	
۵	جب کوئی مشورہ مانگے	
۶	ملازمت میں امانت	
۷	سونپی گئی ذمہ داری میں امانت	

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۱۳

سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرَان

سورۃ آلِ عمران ۳ — رکوع: ۹ تا ۱۲ (آیات: ۸۱ تا ۱۲۰)

رکوع: ۹ تا ۱۲ (آیات: ۸۱ تا ۱۲۰) کے اہم مضامین

۱۔ عظمتِ کعبہ اور فریضہ حج
۲۔ اہل کتاب کے حوالہ سے اہل ایمان کے لئے ہدایات
۳۔ آخرت کی کامیابی کا لائحہ عمل
۴۔ امت مسلمہ کی ذمہ داریاں
۵۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد و نصرت کا عہد

رکوع: ۹ تا ۱۲ (آیات: ۸۱ تا ۱۲۰) کے چند نکات

رکوع: ۹ (آیات: ۸۱ تا ۹۱)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے لئے گئے ایک خاص عہد کا بیان ہے، جس میں خاتم الانبیاء سید المرسلین ہمارے پیارے نبی ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد و نصرت کرنے کا عہد بھی شامل ہے۔ اہل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے کیئے گئے عہد کی پابندی کریں۔ عہد شکنی کرنے والوں کو نافرمان قرار دیا گیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو چاہیئے کہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے عہد کا پاس کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئیں اور سب اسی عہد پر قائم ہو جائیں۔ دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ہر گز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو کفر اور ظلم کریں۔ ظالموں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے دنیا میں لعنت اور آخرت میں دردناک عذاب ہو گا۔ سچی توبہ کرنے والوں کے لئے مغفرت کا بیان ہے جب کہ کفر کی حالت پر مرنے والوں سے قیامت کے روز ان کے کفر کے بدلہ کسی فدیہ کے قبول نہ کیئے جانے اور ان کے گناہوں کی پوری سزا ملنے کا بیان ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے کم عذاب والے جہنمی سے فرمائے گا، اگر تیرے پاس دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب موجود ہو تو کیا تو اسے فدیہ میں دے دے گا؟ وہ عرض کرے گا، جی ہاں! (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) فرمائے گا، میں نے تو تجھ سے اس وقت جب تو آدم (علیہ السلام) کی پشت میں تھا، اس سے بہت زیادہ آسان بات کا تقاضا کیا تھا کہ شرک نہ کرنا (تو میں تجھے دوزخ میں نہیں ڈالوں گا) لیکن تو نہ مانا اور شرک کرتا رہا۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۰ (آیات: ۹۲ تا ۱۰۱)

نیکی میں کمال کے حصول کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب اور عزیز ترین شے خرچ کرنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے تمام چیزیں حلال تھیں مگر کچھ چیزیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے طبی ضروریات کے تحت خود اپنے اوپر ممنوع ٹھہرالی تھیں۔ مگر بنی اسرائیل نے ان کی حلال کردہ چند چیزوں کو از خود اپنے اوپر حرام کر لیا، ان کے اس طرزِ عمل کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ ملتِ ابراہیمی پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بیت اللہ پہلی عبادت گاہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ خیر و برکت کا ذریعہ، مرکز ہدایت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ مقامِ ابراہیم بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ حج کی فرضیت کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ جو شخص استطاعت رکھتا ہو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے گھر کا حج کرے۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گویا اس نے عملی اعتبار سے کفر کی روش اختیار کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ غنی ہے اور اسے کسی کے حج یا عبادت کی کوئی حاجت نہیں۔ جو شخص بھی نیکی کرتا ہے، اپنے ہی بھلے کے لئے کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ پر چلنے سے روکنے پر یہودیوں کی سخت سرزنش کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو بھی یہود سے متنبہ رہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اگر تم نے کلام اللہ کی تلاوت کیئے جانے اور اپنے درمیان رسول اللہ ﷺ کے جلوہ فرما ہونے کے باوجود اہل کتاب کے ایک گروہ کی بات مانی تو وہ تمہیں کفر کی طرف لے جائیں گے۔ وہ خود تو گمراہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی گمراہی پر لے آئیں۔

رکوع:۱۱ (آیات:۱۰۲تا۱۰۹)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل دیا ہے پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنی ذاتی زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے ایساڈرے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ تمام مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رسی یعنی قرآنِ حکیم کو مضبوطی سے تھام لیں جس کا تقاضایہ ہے کہ قرآنِ حکیم کی تلاوت کی جائے اسے سمجھا جائے اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اس کے احکامات کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی جائے اور اس کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ یہ طرزِ عمل تمام مسلمانوں کو متحد کردے گا اور اس سے ان کا باہمی انتشار بھی ختم ہو جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تشریف آوری کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب قرآنِ کریم کو تھامااور تعلیمات رسالت کو اپنایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا اور ان کو صحیح راستہ کی رہنمائی عطا فرمادی۔ تیسرا نکتہ یہ بیان کیا گیا کہ متحد ہونے کے بعد مسلمان باہم مل کر جماعت کی صورت میں لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں اور سب سے بڑی خیر خود قرآن حکیم ہے۔ مزید برآں دوسروں کو نیکی کا حکم دیں اور بدی سے روکیں یہ وہ نکات ہیں جو اسلامی اجتماعیت کی بنیادیں ہیں۔ ان تین نکاتی لائحہ عمل کو اختیار کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ وہ روزِ قیامت کامیاب ہوں گے۔ مزید برآں بتایا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرماں برداروں کے چہرے روزِ قیامت روشن ہوں گے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے باغی اور نافرمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

"اس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم لوگوں پر عذاب بھیج دے اور تم اس سے دعائیں مانگو تو وہ تمہاری (دعائیں) قبول نہ کرے۔" (جامع ترمذی)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے لئے تین باتوں کو پسند فرماتا ہے اور تین باتوں کو تمہارے لئے ناپسند فرماتا ہے۔ وہ تمہارے لئے پسند فرماتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تم سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور تفرقہ بازی اختیار نہ کرو اور وہ تمہارے لئے ناپسند فرماتا ہے کہ بے مقصد اِدھر اُدھر کی باتیں، کثرت سوال اور مال ضائع کرنا۔" (صحیح مسلم)

رکوع:۱۲ (آیات:۱۱۰تا۱۲۰)

امتِ مسلمہ کو بہترین امت قرار دیا گیا۔ اس شرف کی وجہ یہ ہے کہ اس امت کو تمام انسانوں کی اصلاح کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ امتِ مسلمہ کے افراد نیکیوں کا حکم دینے والے اور بُرائیوں سے روکنے والے ہیں۔ اہل کتاب کو ایمان لانے کی نصیحت کی گئی ہے بتایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کا انکار، انبیاء کرام علیہم السلام کے ناحق قتل (شہید) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حدود سے تجاوز کی بنا پر اہل کتاب پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ ذلّت اور رسوائی سے دوچار ہوئے۔ البتہ تمام اہل کتاب یکساں نہیں، ان میں بعض نیک اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب لوگ بھی ہیں۔ یہ وہ ہیں جو قرآنِ مجید پر ایمان رکھتے ہیں۔ رات کے اوقات میں آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ بُرائی سے روکتے ہیں۔ اخلاص کے ساتھ بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ کافروں کے لئے دائمی عذاب (جہنم) کی وعید سنائی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان کے بغیر دنیا میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ کفار کو اپنا رازدار نہ بنائیں، دین دشمن اہل کتاب اور کفار مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان سے حسد کرتے ہیں اور بغض و عناد کی بنا پر ان کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی کوئی خوشی انہیں انتہائی ناگوار گزرتی ہے۔ البتہ اگر مسلمان صبر اور تقویٰ اختیار کیئے رکھیں گے تو یہود و کفار کی سازشیں ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گی۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَان

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ
اور (یاد کرو) جب اللہ نے انبیاء سے ایک پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ
پھر تمہارے پاس وہ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) آئیں جو تصدیق کرنے والے ہوں اُن (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تم ضرور اُن پر ایمان لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ
اور ضرور اُن کی مدد کرنا (پھر) پوچھا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اِس پر میرا عہد قبول کرتے ہو

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱
اُن تمام (انبیاء کرام علیہم السلام) نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۸۲ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ
پس جو کوئی اِس کے بعد (اِس عہد سے) پھرا تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہتے ہیں

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۸۳
حالانکہ اُسی (اللہ) کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں خوشی یاناخوشی سے اور وہ سب اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) فرما دیجیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو (کلام) ہم پر نازل کیا گیا اور جو نازل کیا گیا ابراہیم (علیہ السلام) اور اسمٰعیل (علیہ السلام) پر

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠
اور اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور اُن کے بیٹوں پر اور جو موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) اور تمام انبیاء (علیہم السلام) کو دیا گیا اُن کے رب کی طرف سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۸۴ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
ہم اُن میں سے کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اُس (اللہ ہی) کے فرماں بردار ہیں۔ اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا
تو وہ اُس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ اللہ اُس قوم کو کیسے ہدایت دے

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ

جنھوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا اور پہلے وہ (خود) گواہی دے چکے تھے کہ بے شک رسول برحق ہیں اور اُن کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ ۙ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہ ہیں جن کی سزا یہ ہے کہ اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾ ۙ

اُس (لعنت) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن سے نہ عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾

سوائے اُن کے جواِس کے بعد توبہ کرلیں اور (اپنی) اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾

بے شک وہ لوگ جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اُن کی توبہ ہر گز قبول نہ کی جائے گی اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے تو اُن میں سے کسی سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا زمین بھر سونا

ع ٩/١١ وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾ ع

اگرچہ وہ اُسے بطورِ فدیہ دینا چاہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے اور اُن کا کوئی (بھی) مددگار نہ ہوگا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

تم (کامل) نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم اُس میں سے خرچ نہ کرو جو تم محبوب رکھتے ہو اور تم کسی چیز میں سے جو کچھ خرچ کرتے ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٩٢﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ

تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔ بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام ہی چیزیں حلال تھیں سوائے اُس کے جسے اِسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے خود اپنے اوپر حرام کیا

مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ

اِس سے پہلے کہ تورات نازل کی جاتی (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) آپ فرما دیجیے پس تورات لاؤ پھر اُسے پڑھو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫

اگر تم سچے ہو۔ تو جو اللہ پر جھوٹ گھڑے اِس کے بعد تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) آپ فرما دیجیے اللہ نے سچ فرمایا

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٥﴾

پس پیروی کرو ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کی جو (ہر باطل سے جدا اللہ کے لئے) یکسو تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ۚ

بے شک (عبادت کے لئے) پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے تمام جہان والوں کے لئے برکت والا اور ہدایت (کا مرکز) ہے۔

فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِیۡمَ ۚ۬ وَمَنۡ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ

اس میں واضح نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو اس (حرم) میں داخل ہوا وہ محفوظ ہو گیا اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے

مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

جو کوئی بھی اِس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس کسی نے کفر کیا تو بے شک اللہ جہان (والوں) سے بے نیاز ہے۔

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِیۡدٌ عَلٰی مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾

(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) آپ فرما دیجیے کہ اے اہلِ کتاب! تم کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ اُس کا گواہ ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا

آپ فرما دیجئے کہ اے اہلِ کتاب! تم اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو اُسے جو ایمان لا چکا تم اِس (راستے) میں ٹیڑھ تلاش کرتے ہو

وَّ اَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا

حالانکہ تم (اِس کے برحق ہونے کے) گواہ ہو اور اللہ بے خبر نہیں اُن کاموں سے جو تم لوگ کرتے ہو۔ اے ایمان والو!

اِنۡ تُطِیۡعُوۡا فَرِیۡقًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ یَرُدُّوۡکُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ کٰفِرِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾ وَکَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ

اگر تم اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کا کہا مانو گے (تو) وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا دیں گے۔ اور تم کیسے کفر کرو گے

وَاَنۡتُمۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیۡکُمۡ رَسُوۡلُهٗ ؕ وَمَنۡ یَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ

حالانکہ تم پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) موجود ہیں اور جس نے اللہ (کے سہارے) کو مضبوطی سے تھام لیا

فَقَدۡ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ؑ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (ع ۱۰)

تو یقیناً اُسے سیدھے راستہ کی ہدایت دے دی گئی۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے

وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪

اور تم ہر گز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو

وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ

اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس (اللہ) نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی

فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡهَا ؕ

پھر تم اس (اللہ) کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پس اس (اللہ) نے تمہیں اُس سے بچا لیا

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

اِسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات واضح فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا

اور نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور اُن کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے

وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ ۙ

اور اُنہوں نے اختلاف کیا اِس کے بعد کہ اُن کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ قف

اُس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُنہیں کہا جائے گا)

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ

کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تو چکھو عذاب کا مزہ اُس کے بدلہ جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ اور جن کے چہرے روشن ہوں گے

فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ

تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ جہان (والوں) پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے

ع ۱۱/۸ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ (مسلمانو!) تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہوتا اُن میں سے کچھ لوگ مومن ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

اور اُن میں سے اکثر فاسق ہیں۔ وہ (اہلِ کتاب) سوائے تھوڑا سا ستانے کے ہرگز تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا

تو تمہیں پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر انہیں کہیں سے مدد نہیں ملے گی۔ اُن پر ذلّت مسلط کر دی گئی ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

سوائے اِس کے کہ اللہ ہی کی طرف سے کوئی سہارا ہو یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا ہو اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ

اور اُن پر محتاجی مسلط کردی گئی ایسا اِس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء (علیہم السّلام) کو ناحق قتل (شہید) کرتے تھے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ

ایسا اِس لئے ہوا کہ اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔ سب (اہلِ کتاب) برابر نہیں ہیں اُن اہلِ کتاب میں سے ایک جماعت (حق پر) قائم ہے

يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾

اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی لوگ نیک بندوں میں سے ہیں۔

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور وہ جو بھی نیکی کریں گے تو اُس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جاننے والا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾

ہرگز نہ اُن کے مال کام آئیں گے اور نہ اُن کی اولاد اللہ کے مقابلہ میں کچھ بھی اور وہی آگ والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اُس کی مثال جو وہ اِس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اُس ہوا کی طرح ہے جس میں سخت ٹھنڈ ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر جا پڑے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٧﴾

جس نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر وہ (اُس) کھیتی کو برباد کردے اور اللہ نے اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہیں خرابی پہنچانے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں گے اور انہیں وہی چیز پسند ہے جو تمہیں تکلیف دے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ

یقیناً اُن کی زبانوں سے بغض ظاہر ہو ہی جاتا ہے اور جو (دشمنی) اُن کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) زیادہ بڑی ہے

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١١٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ

یقیناً ہم نے تمہارے لئے آیات کو واضح کردیا ہے اگر تم عقل سے کام لو۔ (مسلمانو!) تم ایسے ہو کہ اُن سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے (ذرا) محبت نہیں رکھتے

وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا

اور تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے لیکن جب تنہائی میں ہوتے ہیں

عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ ؕ

تو تمہاری دشمنی میں غصّہ سے انگلیاں چباتے ہیں (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے کہ تم اپنے غصہ میں (جل) مرو

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۡ

بے شک اللہ سینوں کے رازوں کو خوب جاننے والا ہے۔ (مسلمانو!) اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو (یہ) اُنہیں بُری لگتی ہے

وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا

اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اِس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تم (اللہ کی نافرمانی سے) بچو

۱۲ ع ۱۱ لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

تواُن کی چالیں تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں بے شک اللہ احاطہ کیئے ہوئے ہے ان (اعمال) کا جو وہ کر رہے ہیں۔

علم و عمل کی باتیں

۱- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے نبی کریم ﷺ کی تصدیق اور نصرت کا عہد لیا۔ یہ عہد انبیاء کرام علیہم السلام کی اُمتوں پر بھی لازم تھا۔ اب نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والے عہد شکن اور فاسق ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۸۱، ۸۲)

۲- تمام انبیاء کرام علیہم السلام دینِ اسلام ہی کی تعلیم لے کر آئے۔ دینِ اسلام کے سوا کوئی اور نظامِ زندگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۸۴، ۸۵)

۳- سچی توبہ کرتے ہوئے ایمان لانا اور اپنے عمل کی اصلاح کرنا ماضی کے کفر و شرک کی گندگی کو صاف کر دیتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۸۹)

۴- حالتِ کفر پر مرنے والوں کے لئے آخرت میں نجات کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۹۱)

۵- رضائے الٰہی اور نیکی میں کمال حاصل کرنے کے لئے محبوب ترین شے رضائے الٰہی کی خاطر خرچ کرنا ضروری ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۹۲)

۶- بیت اللہ شریف لوگوں کے لئے باعثِ برکت و ہدایت ہے نیز لوگوں کے لئے امن اور بقا کا ذریعہ ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات ۹۶، ۹۷)

۷- صاحبِ استطاعت لوگوں پر حج ادا کرنا زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنا عملی اعتبار سے کُفریہ طرزِ عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ بے نیاز ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۹۷)

۸- قرآنِ مجید کی تعلیمات اور صاحبِ قرآن حضور نبی کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ اہلِ ایمان کے لئے عظیم ترین انعامات ہیں۔ ان کو چھوڑ کر کفار کی پیروی کرنا کُفرانِ نعمت اور بدترین خسارہ ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۰۰، ۱۰۱)

۹- اہلِ ایمان سے مطالبہ ہے کہ ہر آن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد رکھیں، گناہوں سے بچتے رہیں اور ایسے زندگی گزاریں کہ جب بھی موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۰۲)

۱۰- اہلِ ایمان کو مضبوطی سے قرآنِ حکیم کو تھامنے یعنی اُس کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں انہیں باہمی الفت، بھائی چارہ اور ہدایت میسر آئے گی۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۰۳)

۱۱- اُمتِ مسلمہ بہترین اُمت قرار دی گئی ہے البتہ اسے یہ شرف اس وقت حاصل ہو گا جب یہ امت لوگوں تک اسلام کا پیغام حق پہنچاتے ہوئے انہیں نیکی کا حکم دے، بدی سے روکے اور خود حقیقی معنی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان رکھے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۱۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۸۱ تا ۹۱ میں ارشاد ہے کہ کسی شخص سے بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے علاوہ کوئی اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی اس کے علاوہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چاہے گا تو آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

(۲) آیات: ۹۲ تا ۱۰۱ میں بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص جب تک اپنی محبوب شے ۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ کرے وہ کامل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو نہیں پا سکتا۔

(۳) آیات: ۹۲ تا ۱۰۱ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ملت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے جو ہر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے جدا اللہ ﷻ کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

(۴) آیات: ۹۲ تا ۱۰۱ میں اللہ ﷻ کے گھر کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنا اس شخص کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا گیا ہے جو اس کی طرف جانے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رکھتا ہو۔

(۵) آیات: ۹۲ تا ۱۰۱ میں بتایا گیا ہے کہ جس نے ۔۔۔۔۔۔ کے سہارے کو مضبوطی سے تھام لیا اُسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ہدایت دے دی گئی۔

(۶) آیات: ۱۰۲ تا ۱۰۹ کے مطابق جن کے چہرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوں گے وہ اللہ ﷻ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ہوں گے اور جن کے چہرے ۔۔۔۔۔۔ ہوں گے انہیں عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا۔

(۷) آیات: ۱۱۰ تا ۱۲۰ کے مطابق اگر مومنین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اختیار کریں تو کافر انہیں ذرا بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں پہنچا سکتے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ آیات: ۸۱ تا ۹۱ میں اللہ ﷻ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام سے کیا عہد لیا اور انبیاءِ کرام علیہم السلام نے اس کا کیا جواب دیا؟
۲۔ آیات: ۸۱ تا ۹۱ کے مطابق جواب دیں کہ جو لوگ ایمان کے بعد کفر کریں ان کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟
۳۔ آیات: ۹۲ تا ۱۰۱ میں بیت اللہ کی شان اور اس کی برکات کیا بیان فرمائی گئی ہیں؟
۴۔ آیات: ۱۰۲ تا ۱۰۹ کے مطابق جواب دیں کہ مسلمان کس طرح متحد ہو سکتے ہیں نیز اللہ ﷻ نے اپنا کون سا احسان یاد دلایا ہے؟
۵۔ آیات: ۱۰۲ تا ۱۰۹ میں کیسے لوگوں کے لئے فلاح کی بشارت ہے؟
۶۔ آیات: ۱۱۰ تا ۱۲۰ میں امتِ مسلمہ کی فضیلت کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟
۷۔ آیات: ۱۱۰ تا ۱۲۰ میں ایمان والوں کو غیروں کو رازدار بنانے سے کیوں روکا گیا ہے؟

سوال ۳ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امتِ مسلمہ کا انتہائی اہم دینی فریضہ ہے جو مسلمانوں پر لازم ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت، ضرورت اور افادیت پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- خانہ کعبہ سب سے پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی عمارت کو موجود بنیادوں پر نئے سرے سے کئی دفعہ تعمیر کیا جا چکا ہے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے حوالہ سے کسی صاحب علم سے معلوم کریں اور اس کی مختصر تاریخ تحریر کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی بتائیں۔
- اپنے ہم جماعتوں سے مذاکرہ کریں کہ امت مسلمہ کو آج کئی مشکلات کا سامنا ہے جس میں سے ایک مشکل امت مسلمہ کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہونا بھی ہے۔ امت مسلمہ کو متحد کرنے کے حوالہ سے مذاکرہ کے نکات جمع کریں اور کسی صاحب علم سے ان نکات کی روشنی میں رہنمائی حاصل کریں۔
- اسلام میں کچھ عبادات ایسی ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے جنہیں قولی عبادات کہا جاتا ہے، کچھ کا تعلق مال سے ہے جنہیں مالی عبادات کہا جاتا ہے اور کچھ کا تعلق ہمارے اعضاء اور جوارح سے ہے جنہیں فعلی یا بدنی عبادات کہا جاتا ہے۔ ذیل میں دیئے گئے جدول میں تینوں اقسام کی عبادات کی کم از کم تین تین مثالیں تحریر کریں۔

نمبر شمار	قولی عبادات	مالی عبادات	فعلی عبادات
۱			
۲			
۳			

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق ۱۴:

غزوۂ اُحد

جبلِ اُحد کا تعارف

اُحد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب چار کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کو اُحد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دوسرے پہاڑوں سے منفرد اور علیحدہ ہے۔ اسی پہاڑ کے قریب اسلام اور کفر کے درمیان دوسرا بڑا معرکہ شوال ۳ ہجری ۶۲۵ء میں پیش آیا جسے "غزوہ اُحد" کہتے ہیں۔ جبلِ اُحد کی فضیلت کے حوالہ سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا:

"یہ (اُحد) پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

غزوۂ اُحد کی اہمیت

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے پہلے تک تو معاملہ یہ تھا کہ جو ایمان لاتا تھا وہ جانتا تھا کہ دعوتِ اِسلام قبول کرنے سے اُس پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی، کن کن خطرات سے دوچار ہونا پڑے گا، کیسے کیسے حالات سے واسطہ پڑے گا اور کن کن آزمائشوں سے گزرنا ہو گا۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں اسلام اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے غلبہ و استحکام کے باعث کچھ مفاد پرست لوگ بظاہر ایمان تو لے آئے مگر اسلام دشمنی میں مصروف رہے۔ بدر کی فتح سے صورتِ حال مزید بدل گئی اور کچھ ناپختہ اور تردد میں مبتلا لوگ جو ابھی تک حالات کا جائزہ لے رہے تھے وہ بھی مصلحت کے تحت بظاہر مسلمان ہو گئے بعد ازاں ان میں سے بھی بعض لوگ منافقین کے ساتھ شامل ہو گئے اور ان سب کی منافقت کا باطنی خبث پہلی بار غزوہ اُحد کے موقع پر ظاہر ہوا۔ یہ سب منافقین تقریباً تین سو کی تعداد میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کی قیادت میں اِسلامی لشکر سے علیحدہ ہو کر چلے گئے۔

غزوۂ اُحد کا پس منظر اور اس کے اسباب

غزوۂ بدر میں قریش کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اُن کے ستر افراد مارے گئے، جن میں بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے اور ستر افراد قید بھی ہوئے۔ قریش کا گھمنڈ ٹوٹ گیا اور اُن کا تکبر اور شان و شوکت بری طرح خاک میں مل گیا۔ انتقام کی آگ قریش کے سینوں میں بھڑک اُٹھی اور اُنہوں نے شکست کا بدلہ لینے کے لئے بھر پور تیاری شروع کر دی۔ اُنہوں نے اسباب کی فراہمی کے لئے ایک تجارتی قافلہ نجد کے راستہ ملک شام کی طرف روانہ کیا لیکن مسلمانوں کے ایک دستہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چھاپہ مار کارروائی کر کے اُس کے تمام سازو سامان پر قبضہ کر لیا۔ اِس بات کا بدلہ لینے کے لئے ابوسفیان (جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے) نے دو سو گھڑ سواروں کے ساتھ مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹوں کو ہانک کر مکہ لے جانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا اور قریش کو اپنا سامان پھینک کر فرار ہونا پڑا۔ اِن واقعات نے قریش کے سینوں میں انتقام کی آگ کو خوب بھڑکایا اور وہ ایک بڑے لشکرِ جرار کی تیاری میں لگ گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف شعر و شاعری کے ذریعہ قریش کے جذبات کو خوب اُبھارا، اس کام میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی شامل کیا جن میں لشکر کے سپہ سالار ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی شامل تھی۔

لشکرِ کفار کی تعداد اور مدینہ منوّرہ کی طرف روانگی

قریش نے جنگ کی خوب زبردست تیاریاں کیں، چند نامور اشخاص کے ذریعہ مختلف قبائل کو اکٹھا کیا، چنانچہ نہایت ہی جنگجو افراد پر مشتمل تین ہزار کا لشکر تیار ہو گیا۔ مسلمانوں کے خلاف مردوں کی غیرت و حمیت کے جذبات کو جگانے کے لئے پندرہ عورتوں کو بھی ساتھ لیا۔ لشکر میں سات سو زرہ

پوش، دو سو جنگی گھوڑے اور تین ہزار اونٹ شامل تھے۔ یہ لشکر ابوسفیان کی سپہ سالاری میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ لے کر مکہ سے روانہ ہوا۔ ڈھول، باجے اور عورتوں کے گانے کے ساتھ بڑھتا ہوا یہ لشکر مقام ابواء میں اترا جو مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مقام ابواء میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک بھی ہے۔

آپ ﷺ کو لشکرِ کفار کی اطلاع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت

حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے یہ تمام حالات لکھ کر آپ ﷺ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور اس کو تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ ﷺ کے پاس یہ خط پہنچا دے۔ خبر ملتے ہی آپ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو لشکر کی تعداد کا اندازہ کرنے کے لئے بھیجا۔

لشکر کی آمد کی خبر سن کر نبی اکرم ﷺ نے دفاعی حکمت عملی سے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت طلب فرمائی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے یا کھلے میدان میں نکل کر؟ آپ ﷺ کی ابتداءً رائے یہ تھی کہ مدینے سے باہر نہ نکلیں بلکہ شہر کے اندر ہی قلعہ بند ہو جائیں۔ اب اگر مشرکین اپنے کیمپ میں مقیم رہتے ہیں تو یہ بے مقصد قیام ہوگا اور اگر مدینے میں داخل ہوتے ہیں تو مسلمان گلی کوچوں کے ناکوں پر اُن سے جنگ کریں گے اور عورتیں چھتوں کے اوپر سے اُن پر پتھر اؤ کریں گی۔ منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبی نے بھی اِسی رائے سے اتفاق کیا۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ وہ جنگ سے دُور بھی رہے اور کسی کو اِس کا احساس بھی نہ ہو۔ لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا کہ یہ بدبخت اپنے ساتھیوں سمیت سرِ عام رُسوا ہو، اُس کے نفاق پر پڑا ہوا پردہ ہٹ جائے اور یہ منافقین مسلمانوں کے سامنے ظاہر ہو جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اُن لوگوں نے جو غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے مشورہ دیا کہ ہمیں میدان میں نکل کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ خاص طور پر اُن نوجوانوں نے جن کے دل جذبۂ جہاد سے معمور تھے اور وہ شوقِ شہادت سے بے تاب ہو رہے تھے، اپنی اِس رائے پر اصرار کیا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو اِس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اِس کی دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ اب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ موقع فراہم کیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے تو ہماری گزارش ہے کہ آپ ﷺ دشمن کے مدِّ مقابل ہی تشریف لے چلیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ڈر گئے ہیں"۔ ان پُرجوش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ ﷺ کے جانثار اور بہادر چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل کی، میں جب تک مدینے سے باہر اپنی تلوار کے ذریعہ ان سے مقابلہ نہ کر لوں کوئی غذا نہیں چکھوں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اکثریت کے پُرزور اصرار کے سامنے اپنی رائے ترک فرما دی اور آخری فیصلہ یہی فرمایا کہ ہم مدینے سے باہر نکل کر کھلے میدان میں کفار کا مقابلہ کریں گے۔

آپ ﷺ کی جنگی تیاری پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت

اِس اعلان کے بعد جب آپ ﷺ جنگ کے لئے تیار ہو کر باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اوپر نیچے دو زِرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ اِس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محسوس ہوا کہ سخت مقابلہ کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو کھلے میدان میں جنگ کرنے پر زبردستی آمادہ کیا ہے۔ ہمیں یہ معاملہ آپ ﷺ ہی کے سپرد کرنا چاہیے تھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا احساس ہوا چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا ہمیں آپ ﷺ کی رائے کو مان لینا چاہیئے۔ اگر آپ ﷺ یہ پسند فرماتے ہیں کہ مدینے میں محصور ہو کر لڑیں تو آپ ﷺ ایسا ہی کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی نبی اپنا ہتھیار

پہن لے تو مناسب نہیں کہ اُسے اتارے جب تک اللہ ﷻ اُس کے اور اُس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ فرمادے"۔

آپ ﷺ کی روانگی، فوج کا جائزہ اور لشکر کی تقسیم

شوال ۳ھ بروز جمعہ آپ ﷺ بعد نمازِ عصر تقریباً ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا:

۱- مہاجرین کا دستہ اوراس کی قیادت کا پرچم آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

۲- انصار کا دستہ اور اس کی قیادت کا پرچم حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

۳- انصار کے قبیلہ اَوس کا دستہ اوراس کی قیادت کا پرچم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

ایک ہزار کے لشکر میں ۱۰۰ زرہ پوش اور ۵۰ شہسوار تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے شیخان نامی مقام پر پہنچ کر لشکر کا معائنہ فرمایا، جو کم عمر تھے آپ ﷺ نے انہیں واپس کر دیا یہ تقریباً آٹھ لوگ تھے۔ لیکن کم عمری کے باوجود حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما کو جنگ میں شرکت کی اجازت مل گئی۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ ماہر تیر انداز تھے اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی اجازت کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ "میں رافع سے زیادہ طاقتور ہوں میں رافع کو بچھاڑ سکتا ہوں۔" آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے سامنے دونوں کی کشتی کرائی اور واقعتاً انھوں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو بچھاڑ دیا تو انہیں اجازت مل گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی تھی کہ ان کا بھی جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت بڑوں سے کم نہ تھا۔

لشکرِ اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور راہِ فرار

اِسلامی لشکر نے مدینہ سے نکل کر "شوط" کے مقام پر پہنچ کر نمازِ فجر ادا کی۔ یہ وہ مقام تھا جہاں دشمن بہت قریب تھا اور دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اِسی مقام پر عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ ہماری رائے نہیں مانی گئی اور کھلے میدان میں مقابلہ کا فیصلہ کیا گیا ہے لہٰذا ہم ساتھ نہیں دے سکتے۔ یقیناً اِس علیحدگی کا سبب وہ نہیں تھا جو اُس نے ظاہر کیا۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ اس نازک وقت پر الگ ہو کر اِسلامی لشکر میں انتشار اور پھوٹ ڈالنا چاہتا تھا جس وقت دشمن اُس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اُس کا منصوبہ تھا کہ تین سو افراد کی علیحدگی سے نبی کریم ﷺ کے مخلص ساتھیوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے اور دوسری طرف اِس منظر کو دیکھ کر دشمن کی ہمت اور حوصلے بلند ہوں گے۔ اِس طرح نبی کریم ﷺ اور اُن کے مخلص ساتھیوں کا خاتمہ ہو جائے گا (معاذاللہ) جس کے بعد اس منافق کی قیادت اور سرداری کے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔ قریب تھا کہ یہ منافق اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا، کیوں کہ مزید دو جماعتیں یعنی قبیلہ اَوس میں سے بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ بھی ہمت ہار رہے تھے لیکن اللہ ﷻ نے اِن کی دستگیری فرمائی اور یہ دونوں جماعتیں استقامت کے ساتھ ڈٹی رہیں۔ اللہ ﷻ نے عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھ چلے جانے والے منافقین سے بیزاری کا معاملہ کیا۔ البتہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا: "جب تم میں سے دو جماعتوں نے ارادہ کیا کہ ہمت ہار جائیں حالانکہ اللہ اُن دونوں کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے" (آلِ عمران ۳، آیت: ۱۲۲)

اب حضور نبی کریم ﷺ سات سو جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر دامنِ اُحد میں اترے۔

میدانِ اُحد میں لشکرِ اسلام کا نظم و نسق اور صف بندی

نبی اکرم ﷺ نے میدانِ اُحد میں پہنچ کر لشکر کی ترتیب و تنظیم قائم فرمائی اور جنگی نقطہ نظر سے کئی صفوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ ﷺ میدانِ اُحد میں دشمن کے آنے کے بعد تشریف لائے تھے لیکن آپ ﷺ نے اپنے لشکر کے لئے وہ مقام منتخب فرمایا جو جنگی نقطۂ نظر سے بہترین مقام تھا۔ آپ ﷺ نے اُحد پہاڑ کی بلندیوں کی اوٹ لے کر اپنی پشت اور دائیں طرف کو محفوظ کر لیا۔ بائیں طرف پہاڑ میں ایک درّہ تھا جس سے حملہ کر کے دشمن مسلمانوں کی پشت پر پہنچ سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے اِس درّہ پر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس ماہر تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین فرمایا اور انہیں اسلامی لشکر کے کیمپ سے کوئی ڈیڑھ سو میٹر جنوب مشرق میں واقع جبل رماۃ نامی پہاڑ پر مقرر فرمایا۔

لشکر کے پڑاؤ کے لئے جگہ کا تعین

لشکر کے پڑاؤ کے لئے آپ ﷺ نے ایک اونچی جگہ منتخب فرمائی تا کہ اگر خدانخواستہ ناکامی ہو تو بھاگنے اور دشمنوں کی قید میں جانے کے بجائے کیمپ میں پناہ لی جا سکے اور اگر دشمن کیمپ پر قبضے کے لئے پیش قدمی کرے تو اُسے نہایت سنگین نقصان سے دوچار ہونا پڑے۔ اِس کے بر عکس آپ ﷺ نے دشمن کو اپنے کیمپ کے لئے ایک ایسا نشیبی مقام قبول کرنے پر مجبور کر دیا کہ اگر وہ غالب آ جائے تو فتح کا کوئی خاص فائدہ نہ اُٹھا سکے اور اگر مسلمان غالب آ جائیں تو وہ مسلمانوں کی گرفت سے بچ نہ سکے۔ یہ جنگی منصوبہ بڑی باریکی اور حکمت پر مبنی تھا جس سے نبی اکرم ﷺ کی اعلیٰ عسکری صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ ﷺ نے اِس منصوبہ بندی کے ذریعہ ساتھیوں کی تعداد کی کمی کا ازالہ فرما دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو خصوصی تاکید اور ہدایات

آپ ﷺ نے جو دستہ درّہ پر متعین فرمایا تھا ان کو ہر حال میں اس درّہ پر جمے رہنے اور اس طرف سے اسلامی لشکر کی حفاظت کرنے کی خصوصی ہدایات دیں۔ آپ ﷺ نے درّہ پر موجود کمانڈر کو ہدایات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”شہسواروں کو تیر مار کر ہم سے دور رکھنا، وہ پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کرنے پائیں، ہمیں فتح ہو یا شکست، تم اپنی جگہ پر موجود رہنا تمہاری طرف سے ہم پر حملہ نہ ہونے پائے، پھر آپ ﷺ نے تیر اندازوں کو مخاطب کر کے فرمایا اگر تم لوگ دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں تمہیں بُلا لوں اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے قوم کو شکست دے دی ہے اور انہیں کچل دیا ہے تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں تمہیں بُلا لوں“۔

مسلمانوں کی یقینی فتح کے بعد پھر شدید نقصان

جوں ہی معرکہ کا آغاز ہوا، مسلمانوں کو معرکہ کے شروع میں ہی فتح حاصل ہو گئی۔ مسلمان بڑی بہادری کے ساتھ کفار کو قتل کر کے جہنم واصل کرنے لگے لہٰذا کفار میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن عین اُس وقت جب یہ مختصر سا اِسلامی لشکر فتح یاب ہو رہا تھا اور اہلِ مکہ کے خلاف تاریخ کے اوراق پر ایک اور شاندار فتح رقم کر رہا تھا جو اپنی تابناکی میں جنگِ بدر کی فتح سے کسی طرح کم نہ تھی، درّہ پر متعین تیر اندازوں کی اکثریت ایک خطا کی مرتکب ہوئی کہ آپ ﷺ کا حکم فتح تک تھا اب مسلمانوں کو فتح ہو گئی اور مسلمان مالِ غنیمت جمع کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس درّہ کو چھوڑ کر میدان کا رُخ کیا تو جیتی ہوئی جنگ ایک طرح سے شدید نقصان کا شکار ہو گئی اور وہ عظیم فتح ہاتھ سے جاتی رہی۔

درّہ پر موجود تیر اندازوں کی خطا

درّہ پر موجود تیر اندازوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی ہے تو انہوں نے صبر نہ کیا اور اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے درّہ خالی کرنے کی اجازت مانگی۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بلالیں ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ لیکن چالیس ساتھیوں نے اپنے امیر کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد اس امر سے فتح تک درّہ پر قیام تھا، چنانچہ اس بنا پر ان کی آراء آپس میں مختلف ہوگئیں اور یہ حضرات درّہ سے نیچے اتر آئے۔ قریش کے دستہ کے سردار خالد بن ولید نے (جو بعد میں ایمان لائے) درّہ خالی دیکھا تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہاڑی کا چکر کاٹ کر اس طرف سے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے نو ساتھی شہید ہوگئے اور قریش نے مسلمانوں پر پشت سے زوردار حملہ کر دیا۔ دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی پلٹ کر حملہ آور ہوگئے اس طرح مسلمان پُشت اور سامنے دونوں اطراف سے گھیرے میں آ گئے۔ جنگ کا پانسہ ایک دم پلٹ گیا۔ اب مسلمانوں کی فتح افراتفری اور شہادتوں میں تبدیل ہوگئی اور مسلمانوں کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمان اس اچانک صورتِ حال سے اس قدر پریشان ہوئے کہ گھبرا کر پہاڑوں پر چڑھنے لگے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پکار پکار کر واپس بلا رہے تھے۔ تاہم کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی تک میدان میں بڑی ہمت، بہادری، ثابت قدمی اور استقامت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

غزوۂ اُحد میں جب جنگ کا پانسہ پلٹا تو کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کی اطلاعات آنی شروع ہوگئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم پر غم کی صورت یہ تھی کہ ہر کچھ دیر بعد کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملتی اور مجموعی طور پر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر میں شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے والے بڑے بڑے کافروں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ جہنم واصل ہوگئے۔ جنگ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح جنگ لڑ رہے تھے کہ ان کے سامنے مشرکین کے بڑے نامور جنگجو اس طرح بکھر جاتے تھے جیسے تیز آندھی میں خشک پتے اُڑتے ہیں۔ اسی دوران اُنہیں بزدل دشمن نے چھُپ کر وار کرکے شہید کر دیا۔ ہندہ بنت عتبہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نعش کی بے حرمتی کی۔ اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چاک کر کے منہ میں ڈال کر چبایا اور نگلنا چاہا لیکن نگل نہ سکی تو اُسے تھوک دیا اور کٹے ہوئے کانوں اور ناک کا پازیب اور ہار بنایا۔

غزوۂ اُحد کے شہداء کرام رضی اللہ عنہم میں ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کی جوانی حُسنِ صورت اور نظافت پسندی کا نہایت حسین امتزاج تھی۔ وہ قبل از اسلام نہایت اعلیٰ ریشمی کپڑے پہنتے اور بہت قیمتی اور عمدہ خوشبو استعمال کرتے تھے جہاں سے گزرتے گلیاں مہک جاتیں۔ غزوۂ اُحد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: "میں نے مکّہ میں تمہارے جیسا حسین اور خوش لباس اور کوئی نہ دیکھا تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال گرد آلود اور الجھے ہوئے ہیں اور تمہارے جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گے"۔ پھر آپ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی تکفین کا حکم فرمایا۔ راہِ حق کے اس شہید کی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اس سے سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں مستور کیئے جاتے تو سر کھل جاتا۔ بالآخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں کو "اِذخر" گھاس سے چھپا کر اس شہید حق کو سپرد خاک کر دو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور بے مثال جاں نثاری

میدان احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری اور صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ کی حفاظت پر سات انصاری اور دو قریشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مامور تھے۔ ایک دفعہ جب ہجوم ہوا اور حملہ آور آپ ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کا سودا کرے اور وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا؟" تو حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ اپنے انصاری احباب لے کر اس خدمت کے لئے آگے بڑھے ایک ایک نے جانبازی سے لڑ کر جانیں فدا کیں۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کو یہ شرف و اعزاز حاصل ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو میرے قریب لے آؤ۔ جب آپ اٹھا کر لائے گئے کچھ سانس باقی تھے حضور نبی کریم ﷺ اپنا قدم مبارک ان کی طرف بڑھا دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے قدموں پر منہ رکھا اور اسی حالت میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا حضرت حمزہ بن عبد المطلب، اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت انس بن نضر، اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم جس بہادری سے لڑے کہ انہوں نے کفر کے بڑے بڑے سُورماؤں اور پہلوانوں کے چھکے چھڑا دیئے اور سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے جوش و جذبہ، جرأت و بہادری اور شجاعت کا عالم یہ تھا کہ جب اسلامی لشکر کے علم بردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کو جھنڈا عطا فرمایا تو جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نعرہ لگا رہے تھے۔ انا ابو القُصَم "میں باطل کی پشت توڑنے والا ہوں" اور آپ نے لشکر کفار کے کئی عَلَم برداروں کو تہہ تیغ کیا اور آپ دشمن کی بڑھتی ہوئی یلغار کو اپنے زورِ بازو سے روک کر سرکار دو عالم ﷺ کا برابر تحفظ و دفاع کرتے رہے اور جب تک یہ معرکہ جاری رہا ایک لمحہ کے لئے بھی تلوار کے دستہ سے آپ کا ہاتھ الگ نہیں ہوا۔ شدید حملوں کی وجہ سے آپ نڈھال تھے تیروں اور تلواروں کے وار سے سخت زخمی ہو چکے تھے لیکن مسلسل پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر اسلام کے عَلَم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ بلاشبہ اس معرکہ میں آپ کی ہمت و جرأت اسلامی جہاد کا ایک عظیم نمونہ اور حضور سید عالم ﷺ پر جاںنثاری اور محبت کا روشن ترین باب ہے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شوقِ شہادت کا عالم یہ تھا کہ احد کی جنگ کے دن حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ میری زرہ لے لو، انہوں نے کہا میں بھی آپ کی طرح شہادت کا ارادہ رکھتا ہوں لہٰذا ان دونوں بھائیوں نے اکٹھے زرہ کو چھوڑ دیا اور زرہ پہنے بغیر ہی جہاد جاری رکھا۔

حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خود اور زرہ اتاری اور یہ کہتے ہوئے دشمنوں کی صف کے اندر چلے گئے "اگر ہم میں سے کوئی آنکھ جھپک رہی ہو اور پھر نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش نہ کر سکیں گے۔

عین اس وقت جب چند مہاجرین و انصار رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی بے بنیاد خبر سن کر مایوسی کے عالم میں بیٹھے تھے انہیں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اُٹھو! اس مقصد کے لئے جان دے دو جس مقصد کے لئے ہمارے آقا کریم (حضور نبی کریم ﷺ) نے جان دے دی اور وہ کفار کی صفوں میں گھس گئے اور بار بار یہ کہتے تھے واہ واہ! میں جبل احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اور اس جاںنثاری سے لڑ کر جام شہادت نوش کیا کہ تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسی سے زیادہ زخم ان کے جسم پر تھے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک مشرک عبد اللہ بن حمید بن زہیر کی زبان سے حضور نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کرنے کی قیامت خیز بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے احمق! آپ ﷺ کو تو رہنے دو پہلے ان کے جاںنثار سے دو دو ہاتھ کر لو۔ انہوں نے اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کی

ٹانگیں کاٹیں اور دوسرے وار سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: "اے اللہ تُو بھی ابو دجانہ سے راضی ہو جا جس طرح میں اس سے راضی ہوں"۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری کا عالم یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر ڈھال بن کر آپ ﷺ کی طرف آنے والے ہر تیر کو اپنی پشت پر برداشت کر رہے تھے لیکن کیا مجال کہ ذرا سی جنبش بھی کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ سے خواتین اسلام کی محبت و عقیدت اور آپ ﷺ پر جاں نثاری کا جذبہ بھی مردوں سے کچھ کم نہ تھا۔ عین اس وقت جب کافروں نے عام حملہ کر دیا اور آپ ﷺ کے ساتھ چند جاں نثار رہ گئے حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے قریب پہنچیں اور آپ ﷺ کے سامنے سینہ سپر ہو گئیں اور دشمنوں کو اپنی تلوار سے روکتی تھیں۔ اسی دوران ان کے کاندھے پر ایک گہرا زخم بھی لگا اور جواب میں حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس دشمن رسول پر تلوار سے وار کیا لیکن بہت مضبوط زرہ کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جب بھی دائیں بائیں متوجہ ہوا تو میں نے اپنے قریب اُمِّ عمارہ (رضی اللہ عنہا) کو قتال کرتے دیکھا۔

انصار کی ایک اور عفیفہ خاتون کے باپ، بھائی اور شوہر سب اسی معرکہ میں شہید ہو گئے تھے۔ باری باری ان کی شہادت کی خبر ان کے کانوں میں پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار یہی سوال کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا: آپ ﷺ بخیر ہیں۔ اس نے قریب آکر جب حضور نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انوار دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھیں: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں"۔

حضور اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ

دورانِ جنگ ایک موقع ایسا آیا کہ آپ ﷺ کے ہمراہ صرف دو قریشی صحابی "حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ" رہ گئے۔ یہ لمحہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے لئے نہایت ہی نازک ترین لمحہ تھا۔ مشرکین نے اِس موقع سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اُنہوں نے پے در پے حملے کیئے اور چاہا کہ کسی طرح آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کے سامنے والے نچلے دو مبارک دانتوں کا کچھ حصہ جھڑ گیا اور آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ لشکر اسلام میں افواہ پھیل گئی کہ آپ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ افواہ سن کر اکثر مسلمانوں کی ہمتیں جواب دے گئیں اور وہ شدید مایوس ہو کر منتشر ہونے لگے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجتمع ہو کر دوبارہ حملہ کرنا

میدانِ اُحد میں غشی کے کچھ ہی دیر بعد آپ ﷺ دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے زندہ و سلامت ہونے کی خوشخبری سُنی تو اُس کا یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے ہتھیار ڈالنے کے بجائے ایک نئے جذبہ اور جوش کے ساتھ ہتھیار اُٹھا لیئے۔ مشرکین کے ہجوم سے ٹکرا گئے اور ان کا گھیرا توڑنے اور مرکزِ قیادت یعنی آپ ﷺ تک راستہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران مشرکین نے آپ ﷺ پر مزید حملے کیئے۔ ایک مشرک نے آپ ﷺ کے کندھے مبارک پر تلوار ماری۔ مگر دُہری زرہ کی وجہ سے آپ ﷺ محفوظ رہے لیکن آپ ﷺ ایک مہینے سے زیادہ عرصے تک اِس وار کی تکلیف محسوس کرتے رہے۔ اِس کے بعد اُس بدبخت نے تلوار کا ایک اور وار کیا جو آپ ﷺ کی آنکھ مبارک سے نیچے اُبھری ہوئی ہڈی پر لگا اور اِس کی وجہ سے سرِ مبارک کے خود کی دو کڑیاں چہرۂ مبارک کے اندر دھنس گئیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اُنہوں نے اپنے دانتوں سے آپ ﷺ کے رخسار مبارک سے خود کی کڑیاں نکالیں اور اِس دوران اُن کے اپنے دو دانت شہید بھی ہو گئے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے بھی خون کا فوارہ نکلا اور آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک خون آلود ہو گیا

آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جارہے تھے اور فرماتے جارہے تھے: "وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کردیا اور اس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہا تھا"۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے وہ مبارک خون چوس کر نوش کرلیا اور سیدۂ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام جو پہلے مجاہدین کو پانی پلا رہی تھیں، تشریف لے آئیں اور حضور ﷺ کے گلے لپٹ گئیں اور زخم دھونے لگیں سیدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ پانی ڈالتے جارہے تھے اور سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام زخم دھورہی تھیں، خون صاف کررہی تھیں لیکن خون رکنے میں نہیں آرہا تھا بلکہ تیزی سے بہہ رہا تھا۔ سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اس کو جلایا جب اس کی راکھ بن گئی تو اسے زخموں پر چھڑکا وہ راکھ زخموں پر چپک گئی اور خون رسنا بند ہوگیا۔

آخر کار نبی اکرم ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت پہاڑ پر چڑھ گئے اور مشرکین پر تیر برسانے شروع کردیئے۔ مشرکین نے محسوس کیا کہ اب مزید ٹھہرنے سے ہمارا نقصان زیادہ ہوگا لہٰذا وہ مکہ کی طرف واپس چلے گئے۔ بعد ازاں مسلمان بھی شہداء کی تدفین کے بعد مدینہ واپس گئے۔

غزوۂ اُحد میں حاصل شدہ فتح کا ہاتھ سے جانے کا سبب

غزوۂ اُحد میں شدید نقصان اور حاصل شدہ فتح کے ہاتھ سے جانے کا ظاہری سبب نظم وضبط کی خلاف ورزی تھی۔ درّہ پر موجود تیر انداز فتح کی خوشی میں ایسے سرشار ہوئے کہ نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی ہدایت بھول گئے اور اُنہوں نے اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے حکم کو بھی نہ مانا۔ چند ساتھیوں کی عجلت و خطا سے عظیم فتح ہاتھ سے جاتی رہی، ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدید زخمی ہوئے، خود حضور نبی کریم ﷺ کو بھی شدید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور بدر کی فتح سے مسلمانوں کا جو رعب قائم ہوگیا تھا وہ ختم ہورہا تھا۔ اس بات سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ امیر کی کیا اہمیت ہے، جس کا اہل ایمان کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ وہ نقصان سے محفوظ رہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزش پر معافی کا اعلان

درّہ پر مقرر ساتھیوں یا گھبراہٹ میں میدان چھوڑ دینے والوں پر رسول اللہ ﷺ نے کوئی گرفت یا انہیں کوئی سرزنش نہیں فرمائی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بھی قرآن حکیم میں ان کی خطا کو معاف کرنے کا اعلان دو مرتبہ فرمایا: "اور یقیناً وہ (اللہ) تمہیں معاف فرماچکا اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے"۔ (سورۃ آلِ عمران ۳، آیت: ۱۵۲) دوسری جگہ فرمایا "بے شک تم میں سے وہ لوگ جو (میدانِ جنگ میں) پیٹھ پھیر گئے اُس دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکرائی تھیں یقیناً شیطان نے اُن کو پھسلا دیا تھا اُن کے بعض اعمال کی وجہ سے یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُنہیں معاف فردیا بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے"۔ (سورۃ آلِ عمران ۳، آیت: ۱۵۵)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی دلجوئی اور جہاد کی ترغیب

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران ۳، آیات: ۱۳۹ تا ۱۴۳ میں غزوۂ اُحد میں یقینی فتح کے ہاتھ سے جانے پر مسلمانوں کی بڑے مؤثر اسلوب میں دلجوئی فرمائی ہے۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو ہمت دلائی گئی کہ مشرکین کو دیکھو، اپنے معبودانِ باطل کے لئے اُن کی جانبازی اور دلیری کا یہ حال ہے کہ بدر میں تمہارے ہاتھوں ایک نہایت گہرا زخم کھانے کے باوجود اگلے ہی سال وہ اپنی قوتوں کو اکھٹا کرکے پھر سے تم پر حملہ آور ہوگئے۔ تم تو معبودِ حقیقی پر ایمان رکھنے والے ہو، تم کیوں مایوس ہورہے ہو۔ تمہیں اُن سے کہیں زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ لوگوں کے درمیان اونچ نیچ کا معاملہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت

کرتا رہتا ہے۔ آزمائش کی یہی تو وہ کسوٹی ہے جس سے مومن اور منافق کا فرق ظاہر ہو گا۔ پھر اِسی طور پر اللہ ﷻ تم میں سے کچھ جاں نثاروں کو شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز فرمائے گا۔ کہیں شیطان تمہارے ذہن میں یہ خیال نہ ڈال دے کہ اللہ ﷻ نے کفار کو کچھ فتح دے دی ہے تو شاید وہ اب کفار سے محبت کرنے لگا ہے (معاذاللہ) جب کہ ہرگز ایسا نہیں! اللہ ﷻ اِس امتحان کے ذریعہ مومنوں کو چھانٹ کر الگ کرنا چاہتا ہے تاکہ کافر علیحدہ سے نمایاں ہو جائیں اور پھر اُنہیں برباد کر دیا جائے۔ اللہ ﷻ کا وعدہ ہے کہ اگر مسلمانوں نے ایمانِ حقیقی کی دولت محفوظ رکھی یعنی اُن کے ایمان کا اظہار اُن کی سیرت و کردار میں جہاد فی سبیل اللہ کی صورت میں نظر آتا رہا اور وہ ایمان کی اِس دولت میں اضافہ کرتے رہے تو بالآخر فتح اُن کو ہی حاصل ہو گی۔

غزوۂ اُحد میں یقینی فتح کے شدید نقصان میں بدلنے کی حکمتیں

۱۔ اطاعتِ امیر کی اہمیت اُجاگر کرنا مقصود تھی کیونکہ اپنے امیر کا حکم نہ ماننا اور عہد کی پاسداری نہ کرنا نقصان کا سبب ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی کامل اطاعت واتباع میں ہی دونوں جہانوں میں نجات و کامیابی ہے۔ نازک سے نازک معاملات میں بھی آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

۲۔ مسلمانوں کو نظم وضبط کی خلاف ورزی کی نحوست اور نقصان سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ آئندہ کبھی بھی اِس خطا کا ارتکاب نہ کریں۔

۳۔ اللہ ﷻ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کی آزمائش کرنا چاہتا تھا کہ ظاہر ہو جائے کون سچا مومن ہے جو مشکل حالات میں بھی ثابت قدم رہتا ہے اور کون مشکلات میں بزدل بن جاتا ہے اور ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

۴۔ غزوۂ اُحد سے پہلے منافقین کا نفاق مسلمانوں سے پوشیدہ تھا۔ جب یہ غزوہ پیش آیا تو منافقین کے طرزِ عمل سے اُن کی منافقت بالکل ظاہر ہو گئی۔ اب مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ خود ان میں بھی اِن کے دشمن موجود ہیں۔ اِس لئے مسلمان اِن سے نمٹنے کے لئے مستعد اور اِن کی طرف سے محتاط ہو گئے۔

۵۔ بعض مقامات پر مدد آنے میں تاخیر سے عاجزی و انکساری اور رجوع الی اللہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور نفس کا غرور ٹوٹتا ہے۔ اللہ ﷻ نے اہلِ ایمان کو صبر واستقامت اور رضائے الٰہی کی دولت سے مالا مال کیا۔ جب کہ منافقین کی منافقت کی کیفیت کھول کر دکھا دی۔

۶۔ آزمائشیں اہلِ ایمان کی تربیت اور ایمانی قوت میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں کیونکہ آزمائش کی بھٹیوں سے گزر کر ہی انسان کندن بن جاتا ہے۔ آئندہ کٹھن مراحل سے نبرد آزما ہونے کے لئے اپنی تمام کمزوریوں سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ ایک زبردست تربیتی عمل کے ذریعہ ان کمزوریوں کی اصلاح کر کے اپنی ہمت کو مضبوط کیا جائے اور آئندہ آنے والے مراحل کے لئے مناسب تیاری کی جا سکے۔

۷۔ اللہ ﷻ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اُن کے لئے اِس کے اسباب بھی فراہم کر دیئے، یعنی کفر و ظلم اور اللہ ﷻ کے دوستوں کی ایذا رسانی میں حد سے بڑھتی ہوئی سرکشی پھر اُن کے اِسی عمل کے نتیجہ میں اہلِ ایمان کے گناہوں کو پاک وصاف کیا اور کافروں کو ہلاک وبرباد کر دیا۔

۸۔ اللہ ﷻ نے اہلِ ایمان کے لئے جنت میں کچھ ایسے درجات تیار کر رکھے ہیں جہاں تک اُن کے لئے اعمال کے ذریعہ رسائی مشکل ہے۔ لہٰذا اللہ ﷻ آزمائش وابتلاء کے ذریعہ اہلِ ایمان کو شہادت کے اعلیٰ ترین مرتبہ تک لے جاتا ہے اور جنت کے اعلیٰ درجات تک پہنچا دیتا ہے۔

غزوۂ اُحد کے ضمن میں چند اصولی ہدایات واسباق

۱۔ اِسلام سے قبل عرب معاشرے میں سودی لین دین عروج پر تھا۔ اِسلام نے اِس لعنت کو بتدریج ختم کیا۔ غزوۂ اُحد کے فوراً بعد ہر قسم کے سودی لین دین پر پابندی لگا دی گئی۔ سودی لین دین انسان کو مال کا حریص بنا دیتا ہے اور انسان کے اندر سے کسی اعلیٰ مقصد کے لئے قربانی و ایثار کے جذبے کو ختم کر دیتا ہے۔ اِس کے برعکس اِقامتِ دین کے لئے مسلمانوں کی جدوجہد اب قتال کے مرحلہ میں داخل ہو چکی تھی اور اِس کے لئے مال و جان کی بڑی بڑی قربانیاں درکار تھیں۔ اِسی لئے سود خوری کی ایک صورت سے منع کیا گیا۔ بعد ازاں ہر قسم کے سود کو حرام قرار دے دیا گیا۔

۲- مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا کہ حالات کتنے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں، کفار کی کسی پیشکش یا باتوں کی طرف توجہ نہ دینا۔ وہ خود تو گمراہ ہیں، تمہیں بھی گمراہ کر دیں گے۔ مشکل حالات میں اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرو وہی تمہارا حقیقی خیر خواہ ہے۔

۳- غزوۂ اُحد میں اگر چہ آپ ﷺ کے جاں نثاروں سے خطا ہوئی تھی، اِس کے باوجود اللہ ﷻ کی طرف سے ان کے لئے آپ ﷺ کو نرم دل ہونے اور بخشش و مغفرت مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے یوں اس میں آپ ﷺ کے ان جاں نثاروں کے لئے تسلی، تشفی اور دلجوئی کا سامان بھی ہے۔

"تو (اے نبی ﷺ!) یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بڑے نرم ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے تو آپ اُن سے درگزر کیجئے اور اُن کے لئے بخشش مانگئے اور ضروری معاملات میں اُن سے مشورہ کیجئے پھر جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کیجئے بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔ (آلِ عمران ۳: آیت: ۱۵۹)

۴- ایک امیر جماعت کو نصیحت کی گئی کہ ساتھیوں کا خلوص اگر شک و شبہ سے بالاتر ہو تو خواہ اُن سے نیک نیتی سے کیسی ہی خطا ہو جائے، اُن سے نرمی برتی جائے، انہیں معاف کر دیا جائے، اللہ ﷻ سے اُن کے حق میں اِستغفار کیا جائے اور اُن پر اعتماد کرتے ہوئے اُنہیں مشورہ میں شریک کیا جائے۔

۵- مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ نہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس ہوں اور نہ دشمن کے اسباب کی کثرت سے مرعوب ہوں بلکہ ان کی نگاہ صرف اللہ ﷻ کی طرف رہے۔ فیصلہ کُن شے صرف اور صرف اللہ ﷻ کی مدد ہے۔

۶- مسلمانوں کو یہ حقیقت یاد دلائی گئی کہ اللہ ﷻ کے حکم کے بغیر کسی کی موت واقع نہیں ہو سکتی۔ موت کا وقت اور جگہ طے ہے۔ طے شدہ وقت سے پہلے کوئی انسان مر نہیں سکتا اور جب موت کا وقت آجائے تو کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔

۷- مسلمانوں پر یہ حقیقت بھی واضح کر دی گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے اپنے جان و مال قربان کرنے سے کسی صورت دریغ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنا تن من دھن سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی عزت و حرمت کی پاسبانی کے لئے قربان کرنا ہی عین ایمان ہے۔ یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و رضا کے حصول کا بھی بہترین ذریعہ ہے

۸- ہدایت اور کامیابی کا اختیار صرف اللہ ﷻ ہی کے پاس ہے۔ وہ خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) جن کی وجہ سے مسلمانوں کی یقینی فتح وقتی نقصان اور شہادتوں میں بدل گئی تھی، اللہ ﷻ کی توفیق سے نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ خود نبی اکرم ﷺ نے اُن کے بارے میں فرمایا" خَالِد سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ" (خالد اللہ ﷻ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں)۔ بعد ازاں ان کی قیادت میں اسلام کو شاندار فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔

نازک حالات میں آپ ﷺ کا صبر واِستقامت

نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ کے رسول اور محبوب ہیں۔ اللہ ﷻ کا خصوصی فضل ہر وقت آپ ﷺ کے شامل حال رہتا ہے۔ اللہ ﷻ چاہتا تو آپ ﷺ کو کانٹا تک نہ چبھتا اور کبھی کسی نقصان و تکلیف اور پریشانی کا سامنا نہ ہوتا۔ لیکن اس صورت میں ہمارے لئے آپ ﷺ کے اُسوہ میں ایک کمی رہ جاتی کہ شدید نقصان اور مصائب کے پہنچنے کی حالت میں ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہئے؟ نبی اکرم ﷺ نے میدان اُحد میں جس طرح انتہائی نازک حالات میں اِستقامت، پختہ یقین اور عزم کے ساتھ شجاعت کا مظاہرہ فرمایا، پھر سے مسلمانوں کو منظم کیا اور اُن کے حوصلوں کو بڑھایا، اِس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ صبر واِستقامت کا عظیم پہاڑ تھے۔ اللہ ﷻ ہمیں بھی ہر قسم کی مشکل اور صورتِ حال میں صبر واِستقامت کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کا مشن جاری رکھنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اُحد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ کو جو تکلیف اٹھانا پڑی اُس کی حکمت یہ تھی کہ اُمت پر ظاہر ہو جائے کہ آپ ﷺ نے غلبۂ دین کی جدوجہد خالص انسانی سطح پر کی اور یہ ہم سب کے لئے قابلِ اتباع ہے۔ اگر آپ ﷺ محض دعاؤں اور معجزات کے ذریعہ اقامتِ دین کی منزل حاصل کر لیتے تو پھر ہمارے لئے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کوئی نمونہ فراہم نہ کرتی۔

سبق: ۱۵

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان

سورۃ آلِ عمران ۳ — رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۱۲۱ تا ۱۵۵)

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۱۲۱ تا ۱۵۵) کے اہم مضامین

۱۔ غزوۂ اُحد کے حالات وواقعات
۲۔ غزوۂ اُحد کے نتائج پر تبصرہ
۳۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ اور آپ ﷺ کے مشن کے ساتھ وابستگی۔
۴۔ اہل اللہ کی تعریف اور ان کے اوصاف
۵۔ اجتماعیت میں نظم اور اس کی اہمیت

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۱۲۱ تا ۱۵۵) کے چند نکات

رکوع: ۱۳ (آیات: ۱۲۱ تا ۱۲۹)

غزوۂ احد میں پیش آنے والے واقعات پر تبصرہ کا آغاز ہے۔ اہل ایمان کو ترغیب و تشویق کے لئے غزوۂ بدر میں کامیابی کا تذکرہ اور شکر گزاری کی تاکید کی گئی ہے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر مسلمان صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے تو اللہ ﷻ فرشتوں کے نزول کے ذریعہ ان کی مدد فرمائے گا۔ فرشتوں کے نزول کی یہ بشارت اہل ایمان کی ہمت بڑھانے کے لئے تھی۔ درحقیقت مدد تو صرف اللہ ﷻ ہی کی طرف سے آتی ہے اور وہی اہل ایمان کے لئے فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ کائنات کا اصل اختیار صرف اللہ ﷻ کے پاس ہے جس کو چاہے وہ ایمان کی توفیق عطا فرمائے اور جس کی چاہے اس کے گناہوں کے سبب گرفت کرے۔

رکوع: ۱۴ (آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳)

سود کی سخت ممانعت کی گئی ہے اور اس کی سزا کا ذکر ہے۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے جن کی صفات یہ ہیں کہ وہ تنگی اور خوش حالی میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دور سے پہلے گزری ہوئی قوموں کو پیش آنے والے واقعات کا بیان لوگوں کی عبرت کے لئے ہے۔ اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو تسلی دی ہے کہ وہ غزوۂ احد میں وقتی نقصان پر مایوس اور پست ہمت نہ ہوں بالآخر مسلمان ہی غالب رہیں گے شرط یہ ہے کہ وہ ایمان پر قائم رہیں اور اس کے تقاضوں پر عمل کرتے رہیں۔ آزمائشوں کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ اللہ ﷻ ظاہر فرمادے کہ کون مشکل حالات میں حق پر ڈٹا رہتا ہے اور کون اس سے رخ پھیر لیتا ہے؟ مزید برآں مسلمانوں پر غزوۂ احد میں جو آزمائش آئی اس کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ کچھ مسلمانوں کو شہادت کی سعادت حاصل ہو۔ جس کی آرزو لے کر وہ میدان جہاد میں آئے تھے۔

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”سود کے ستر گناہ ہیں ان میں سے ادنی (گناہ) ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔“ (سنن ابن ماجہ)

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ”اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں ہی تمام گناہ معاف کرتا ہوں، تو مجھ سے بخشش مانگو میں تمہارے گناہ معاف کروں گا۔“ (صحیح مسلم، جامع ترمذی)

رکوع:۱۵ (آیات:۱۴۴تا۱۴۸)

فرمان نبوی ﷺ

"قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اس وقت بہت ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی مانند ہوگے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں "وہن" ڈال دے گا تو ایک کہنے والے نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔"

(مسند احمد، سنن ابی داوٗد)

غزوہ اُحد میں حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل جانے کے نتیجہ میں کچھ لوگوں نے مایوس ہو کر بظاہر کچھ کمزوری دکھائی اس پر ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا دنیا میں قیام بھی مقررہ وقت کے لئے ہے۔ اگر وہ اس دنیا فانی سے پردہ فرما کر رفیق اعلیٰ سے جا ملیں تو کیا تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو چھوڑ دو گے؟ بتایا جا رہا ہے کہ تمہاری وابستگی نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ ساتھ ان کے مشن سے بھی ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے بعد تم دین کے غلبہ کے لئے جدوجہد ہی سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔ اگر ایسا کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو تمہارے اس رویہ سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ موت کا وقت معین ہے جو دنیا چاہے گا اسے دنیا میں حصہ مل جائے گا اور جو آخرت کا طلب گار ہو گا اسے آخرت میں بھرپور حصہ عطا کیا جائے گا۔ اللہ والوں کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قتال بھی کرتے ہیں اور جہاد کے دوران تکالیف سے نہ ہمت ہارتے ہیں نہ کمزور پڑتے ہیں اور نہ باطل کے سامنے دبتے ہیں مزید بر آں وہ بارگاہِ الٰہی میں اپنی کمیوں، کوتاہیوں اور خطاؤں پر بخشش اور دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدمی اور فتح و نصرت کی دعائیں بھی مانگتے ہیں۔

رکوع:۱۶ (آیات:۱۴۹تا۱۵۵)

اہل ایمان کو کفار کی بات ماننے سے منع کیا گیا ہے اور اس پر متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر ان کی بات مانی تو ایسی صورت میں اہل ایمان کو بہت بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو غزوۂ اُحد میں مسلمانوں سے اپنی مدد کا وعدہ سچ کر دکھایا تھا جبکہ وہ کافروں کو بے دریغ قتل کر رہے تھے۔ البتہ جب چند ساتھیوں کی طرف سے نظم وضبط کی خلاف ورزی ہو گئی اور انہوں نے فتح دیکھتے ہوئے اپنے امیر کی بات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی پشت پر واقع درّے کو خالی کر دیا تو مسلمانوں کو ملی ہوئی فتح وقتی ناکامی میں بدل گئی۔ اسی درّے پر کفار نے پیچھے سے پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ گویا کہ مسلمانوں کے لئے اجتماعی معاملات کے حوالہ سے نظم وضبط کی پابندی اور ہر صورت رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے وقتی نقصان کو ایک آزمائش بتایا گیا ہے اور آزمائش کا اہم مقصد یہ بھی تھا کہ کھرے کھوٹے کا فیصلہ کر دیا جائے۔ پھر رحمتِ الٰہی کے نزول کا بیان ہے۔ مسلمانوں کی تربیت اور دلجوئی کا بھی ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میدان اُحد میں مسلمانوں پر ایک اطمینان والی اُونگھ طاری کر دی جس سے ان کی کیفیت بہتر ہو گئی اور ایک وقتی نقصان کے اثرات سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں نکال دیا تاکہ انہیں اس وقتی نقصان اور مصیبت پر ملال نہ ہو۔ مزید بر آں حق اور باطل کی اس کشمکش میں مسلمانوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احسانات اور خاص کر اس موقع پر اُحد کے غازیوں سے ہونے والی لغزش کی معافی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ
اور (اے نبی ﷺ! یاد کیجیے) جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس سے نکلے آپ (اُحد میں) قتال کے لئے مومنوں کو مورچوں پر بٹھا رہے تھے
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ
اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور (یاد کرو) جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ اُن دونوں کا مددگار تھا
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ
اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور (مسلمانو!) یقیناً اللہ تمہاری بدر میں بھی مدد فرما چکا ہے جب تم کمزور تھے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
تو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم شکر ادا کرسکو۔ اور (اے نبی ﷺ! یاد کیجیے) جب آپ مومنوں سے فرما رہے تھے
اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ
کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے تین ہزار نازل کردہ فرشتوں سے۔ (ہاں) کیوں نہیں!
اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ
اگر تم صبر کرو اور (اللہ کی نافرمانی سے) بچو اور اگر وہ (کافر) تم پر اسی وقت جوش سے حملہ آور ہوجائیں (تو) تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے گا
بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ
پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے۔ اور اللہ نے اس (فرشتوں کے اُترنے) کو صرف تمہارے لئے خوشخبری بنایا ہے
وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ ۙ
اور تاکہ تمہارے دل اِس سے مطمئن ہوجائیں اور (درحقیقت) مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔
لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
تاکہ (اللہ) کافروں کا ایک حصّہ کاٹ دے یا اُنہیں ذلیل کر دے پھر وہ نامُراد ہوکر واپس چلے جائیں۔
لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ
(اے نبی ﷺ! اِس) معاملہ میں آپ کا کچھ دخل نہیں (اسے اللہ پر چھوڑ دیجئے) چاہے وہ ان کی توبہ قبول فرمالے یا (چاہے تو) اُنہیں عذاب دے

فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ

کیونکہ بے شک وہ ظالم ہیں اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے وہ جسے چاہے معاف فرمادے اور جسے چاہے عذاب دے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۹﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوٰٓا أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ع ۱۳ ۹

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿۱۳۱﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور (جہنم کی) آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَٰوٰتُ وَالْأَرْضُ ۚ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کی بخشش اور جنت (کے حصول) کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں جتنی ہے

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَٰظِمِينَ الْغَيْظَ

وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (وہ پرہیزگار) جو خوشحالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں اور جو غصّہ کو ضبط کرنے والے ہیں

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَٰحِشَةً

اور جو لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں

أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ

یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں اور کون ہے جو اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے

وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾ أُولَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ

اور جو اُن سے سرزد ہوا وہ اُس پر جانتے بوجھتے اَڑے نہیں رہتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ اُن کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور ایسے باغات ہیں

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَٰمِلِينَ ﴿۱۳۶﴾

جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾

یقیناً تم سے پہلے واقعات گزر چکے ہیں تو زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو (حق کو) جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا

یہ لوگوں کے لئے واضح بیان ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور (مسلمانو!) ہمت نہ ہارو اور نہ غم کرو

وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ

اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم (سچے) مومن ہو۔ اگر (اُحد میں) تمہیں کوئی زخم لگا ہے تو ایسا ہی زخم اس (دشمن) قوم کو (بدر میں) لگ چکا ہے

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور یہ وہ دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں اور تاکہ اللہ اُن کو ظاہر فرما دے جو ایمان لائے

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۰ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور تم میں سے کچھ کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تاکہ اللہ اُن کو الگ کر دے جو ایمان لائے

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۱ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ

اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے (اُن کو) ظاہر نہیں کیا

الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۲ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠

جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور نہ ہی صبر کرنے والوں کو ظاہر کیا۔ اور تم تو یقیناً شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے اِس سے پہلے کہ تم اُس کا سامنا کرو

ع ۱۴/۱۴ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۱۴۳ ع وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

(اب) تو یقیناً تم نے اُسے دیکھ لیا ہے اِس حال میں کہ تم نظروں کے سامنے دیکھ رہے ہو۔ اور محمد (ﷺ بھی تو) رسول ہیں

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ

اُن سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل (شہید) کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر گیا

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

تو وہ اللہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد ہی بدلہ عطا فرمائے گا۔ اور کسی شخص کے لئے ممکن نہیں

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ

کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے (موت کا) وقت لکھا ہوا ہے مقرر ہے اور جو دنیا کا بدلہ چاہتا ہے (تو) ہم اسے اس میں سے عطا کر دیتے ہیں

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۵

اور جو آخرت کا بدلہ چاہتا ہے (تو) ہم اسے اس میں سے عطا کر دیتے ہیں اور ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو بدلہ عطا فرمائیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا

اور کتنے ہی نبی (گزرے) ہیں کہ اُن کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی پھر نہ تو اُنہوں نے ہمت ہاری

لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ

اُن مصائب کی وجہ سے جو اُن پر اللہ کی راہ میں آئے اور نہ ہی وہ کمزور پڑے اور نہ ہی وہ (باطل کے سامنے) دبے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

اور اللہ (ایسے) صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور ان کی دعا صرف یہی تھی کہ انہوں نے التجا کی اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے

وَإِسْرَافَنَا فِيٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾

اور ہمارے معاملات میں ہم سے ہونے والی زیادتیوں کو (بھی معاف فرما) اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

۱۵ ع ۵ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو اللہ نے اُنہیں دنیا کا (بھی) بدلہ عطا فرمایا اور آخرت کا بہترین بدلہ (بھی) اور اللہ نیک لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ اے ایمان والو!

اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾

اگر تم اُن کا کہنا مانو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے پھر تم پلٹ کر خسارہ پانے والے ہو جاؤ گے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

(یہ تمہارے مددگار نہیں) بلکہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ ہم عنقریب اُن لوگوں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ

اِس لئے کہ اُنہوں نے اللہ کے ساتھ (اُس کو) شریک بنایا جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور اُن کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے

وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ

اور ظالموں کا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم ان (کافروں) کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ

یہاں تک کہ تم بزدل ہوگئے اور تم (رسول اللہ ﷺ کے) حکم کے بارے میں جھگڑنے لگے اور تم نے نافرمانی کی

مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا

اِس کے بعد کہ اُس (اللہ) نے تمہیں وہ (فتح) دکھا دی جو تم پسند کرتے تھے تم میں سے کچھ دنیا کے طلب گار تھے

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ

اور تم میں سے کچھ آخرت کے طلب گار تھے پھر اللہ نے تمہیں اُن سے پسپا کر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور یقیناً وہ (اللہ) تمہیں معاف فرما چکا

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٢﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ

اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اور (یاد کرو) جب تم (چڑھائی کی طرف) بھاگے جارہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے

وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ

اور رسول (ﷺ) تمہاری پچھلی جماعت میں (کھڑے ہوئے) تمہیں پکارتے تھے تو اس (اللہ) نے تمہیں غم کے بدلہ غم پہنچایا

لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ

تاکہ تم اُس پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا اور نہ اُس مصیبت پر جو تمہیں پہنچی

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً

اور اللہ بڑا باخبر ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔ پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد امن نازل فرمایا

نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ

(یعنی) ایسی غنودگی جو تم میں سے ایک جماعت پر چھا رہی تھی اور ایک جماعت وہ تھی جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی

يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

وہ اللہ کے بارے میں ناحق گمان کر رہے تھے جاہلیت والے گمان وہ کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے بے شک اختیار تو سارا اللہ کے لئے ہے وہ اپنے دلوں میں (وہ باتیں) چھپاتے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

کہتے ہیں کہ اگر ہمارا اس معاملہ میں کچھ اختیار ہوتا تو ہم (اس طرح سے) یہاں مارے نہ جاتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) ہوتے

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ

تو یقیناً جن کا قتل ہونا لکھ دیا گیا تھا وہ نکل آتے اپنی قتل گاہوں کی طرف اور (یہ حالات) اس لئے (ہوئے) تاکہ اللہ (اُسے) آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہے

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

اور اُسے صاف کر دے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ سینوں کے رازوں کو بھی خوب جاننے والا ہے۔ بے شک تم میں سے وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ

اُس دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکرائی تھیں یقیناً شیطان نے اُن کو پھسلا دیا تھا اُن کے بعض اعمال کی وجہ سے یقیناً اللہ نے انہیں معاف فرما دیا

ع ۱۶ ۷ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱- اللہ ﷻ مخلص اہلِ ایمان کا کارساز ہے اہلِ ایمان کو اللہ ﷻ پر ہی توکل کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے اور اپنے رب کا شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہیئے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۲۲، ۱۲۳)

۲- اہلِ باطل کے مقابلہ میں اللہ ﷻ کی نصرت ہی اہلِ ایمان کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ البتہ یہ نصرت صبر اور تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۲۵، ۱۲۶)

۳- سودی معاملات اور سودی لین دین بہت بڑا گناہ اور تقویٰ کے خلاف ہے جس کا انجام جہنم کی آگ کی شکل میں ملنے کی وعید ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۳۰، ۱۳۱)

۴- مسابقت اور دوسروں سے آگے بڑھنے کا اصل مقصد اللہ ﷻ کی مغفرت اور جنت کے حصول کی کوشش ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۳۳)

۵- جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے۔ متقین کی صفات میں خوشحالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا، غصہ پی جانا، لوگوں کے قصور معاف کردینا، دوسروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا، گناہوں پر فوری توبہ کرلینا اور گناہوں پر ہٹ دھرمی نہ کرنا جیسی خوبیاں شامل ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۳۳ تا ۱۳۵)

۶- آزمائشیں حکمتوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ ایک طرف یہ اہلِ ایمان کی تربیت اور اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں تو دوسری طرف مخلص اہلِ ایمان اور منافقین میں امتیاز کا باعث ہوتی ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۴۰)

۷- انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اللہ والوں نے بوقتِ ضرورت اللہ ﷻ کی راہ میں قتال بھی کیا ہے نیز اس راہ میں صبر، استقامت اور باطل سے نہ دبنے کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۴۶)

۸- اللہ ﷻ کا وعدہ ہے کہ وہ اہلِ ایمان کا رعب کفار و مشرکین کے دلوں میں ڈال دے گا۔ لہٰذا ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کفار و مشرکین بزدل ہوتے ہیں، ہمیں اِن کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۱)

۹- باہمی اِختلاف اور اپنے امیر اور سربراہ کی نافرمانی اجتماعیت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے جس کا نتیجہ کبھی شکست یا بھاری نقصان کی صورت میں سامنے آسکتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۲)

۱۰- غموں اور مصائب کی ایک اہم حکمت اہلِ ایمان کی تربیت بھی ہے تاکہ کسی نقصان پر افسوس اور پریشان نہ ہوں۔ مزید برآں ہر غم سے بڑا بھی کوئی غم ہوتا ہے تو یہ مقامِ شکر بھی ہے کہ اللہ ﷻ نے بڑے غم سے بچالیا۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۳)

۱۱- ایک غلطی سے دوسری غلطی جنم لیتی ہے۔ گناہ کا ارتکاب ہونے پر فوراً اللہ ﷻ کے حضور توبہ کرلینی چاہیئے۔ گناہ کے بعد گناہ ہوجانا گناہ کی نقد سزا اور نیکی کے بعد نیکی کی توفیق ملنا نیکی کی نقد جزا ہوتی ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۵)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں کئی گنا بڑھتا چڑھتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔

(۲) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں ارشاد ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرو تاکہ تم پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا جائے۔

(۳) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں اہلِ ایمان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بخشش اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی طرف دوڑنے کو کہا گیا ہے جس کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آسمان و زمین کے برابر ہے اور وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(۴) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں اہلِ ایمان کو نوید سنائی گئی ہے کہ اگر تم سچے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو گے تو تم ہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رہو گے۔

(۵) آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی تمنا کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۶) آیات: ۱۴۴ تا ۱۴۸ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو ہرگز کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں پہنچا سکتا۔

(۷) آیات: ۱۴۹ تا ۱۵۵ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر غم کے بعد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازل فرمایا۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ آیات: ۱۲۱ تا ۱۲۹ کی روشنی میں جواب دیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلمانوں سے مدد کا کیا وعدہ فرمایا ہے؟

۲۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں جنت کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟

۳۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں متقین کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں نیز متقین کے لئے کیا اجر بیان کیا گیا ہے؟

۴۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ کی روشنی میں بتائیں کہ غزوہ اُحد میں مسلمانوں کی وقتی ناکامی کی کیا حکمتیں بیان ہوئی ہیں؟

۵۔ آیات: ۱۳۰ تا ۱۴۳ میں جنت میں داخلہ کی کیا شرائط بیان کی گئی ہیں؟

۶۔ آیات: ۱۴۴ تا ۱۴۸ دنیا کے طلب گاروں اور آخرت کے طلب گاروں کے حوالہ سے کیا بتایا گیا ہے؟

۷۔ آیات: ۱۴۴ تا ۱۴۸ میں اہلِ ایمان کی کیا دعا ذکر کی گئی ہے؟

سوال ۳ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کے مقام و مرتبہ اور فضائل و مناقب کے حوالہ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سیرت، اسلام کے لئے خدمات اور شہادت کا واقعہ سیرت کی کتابوں سے تلاش کریں اور اپنے گھر والوں کو سنائیں۔
- قرآنِ حکیم کی کئی آیات ایسی ہیں جن کے شانِ نزول مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سے جڑے ہوئے ہیں۔ کسی صاحب علم کی مدد سے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے قرآنِ حکیم کی آیات تلاش کر کے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔

نمبر شمار	سورت	آیات	صحابی کا نام	ترجمہ
۱	سورۃ التوبہ	آیت: ۴۰	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	اگر تم نے ان (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد نہیں کی تو (کیا ہوا) یقیناً اللہ تو اُن کی مدد کر چکا ہے اُس وقت جب اُنہیں کافروں نے (مکہ سے) نکال دیا تھا وہ ان دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
۲				
۳				
۴				
۵				

- غصّہ ایک اخلاقی خرابی ہے جس سے بچنا چاہیئے۔ غصّہ کے حوالہ سے تین احادیث مبارکہ تلاش کریں۔ غصّہ کے حوالہ سے کسی صاحب علم سے معلوم کریں کہ اس پر قابو پانے کے کیا کیا طریقے ہیں، نیز یہ بھی معلوم کریں کہ شریعت کی رہنمائی کے مطابق کس مقام پر غصّہ کرنا جائز ہے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۱۶

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَان

سورۃ آلِ عمران ۳ رکوع: ۱۷ تا ۲۰ (آیات: ۱۵۶ تا ۲۰۰)

رکوع: ۱۷ تا ۲۰ (آیات: ۱۵۶ تا ۲۰۰) کے اہم مضامین

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان صفات اور شہداء کی عظمت کا بیان ۲۔ موت ایک ناقابلِ تردید حقیقت ۳۔ یہود کے طرزِ عمل پر تنبیہ
۴۔ معرفتِ الٰہی کے ذرائع ۵۔ امتِ مسلمہ کے لئے اہم ہدایات

رکوع: ۱۷ تا ۲۰ (آیات: ۱۵۶ تا ۲۰۰) کے چند نکات

رکوع: ۱۷ (آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

"اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مثال اس قیام کرنے والے اور روزہ رکھنے والے کی سی ہے جو نہ تو نماز سے غافل ہوتا ہے اور نہ روزہ چھوڑتا ہے، حتیٰ کہ وہ اجر اور غنیمت لے کر واپس اپنے گھر پلٹ آئے، یا اس کی موت آجائے اور وہ جنت میں داخل ہو جائے۔" (صحیح ابن حبان)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان رفیع اور اعلیٰ صفات کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنوں کے حق میں انتہائی نرم مزاج ہیں۔ اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سخت مزاج ہوتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلقین کی گئی کہ اپنے اصحاب کی نظم وضبط یعنی اطاعت امیر کے حوالہ سے خطا کو معاف کر دیجیے، ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجیے اور ان سے ضروری معاملات میں مشورہ کر کے ان پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایئے۔ البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیصلہ فرمالیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حق وباطل کے معرکہ میں فیصلہ کن شے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ یہ اگر اہل ایمان کو حاصل ہو تو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اس کے برعکس اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو تو کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت، گمراہیوں اور جہالتوں کو دور کرنا شامل ہے۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جو سعادت مند اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوں انہیں ہرگز مردہ تصور نہ کیا جائے۔ درحقیقت وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں خوشخبریاں سن رہے ہیں جو بعد میں شہید ہو کر ان سے آملیں گے۔

رکوع: ۱۸ (آیات: ۱۷۲ تا ۱۸۰)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

"جو مالدار اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجا سانپ بن جائے گا، پھر وہ منہ کھولے ہوئے جہاں کہیں وہ شخص جائے گا اس کا پیچھا کرے گا اور وہ شخص اس سے بھاگے گا۔ اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مال ہے جس کے معاملہ میں تو بخل کرتا تھا، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے چھٹکارا نہیں ملتا تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، چنانچہ وہ سانپ اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبا ڈالے گا۔" (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحسین فرمائی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوۂ احد میں وقتی ناکامی اور شکست کے صدمہ سے نڈھال تھے اور ان میں سے کئی زخموں سے چُور چُور تھے۔ اس کے باوجود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو دشمنوں کا تعاقب کرنے کا حکم دیا تو وہ فوراً اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اجر عظیم کی بشارت عطا فرمائی۔

کفار نے سچے اور مخلص اہل ایمان کو جب دشمنوں کے حوالہ سے ڈرانے کی کوشش کی کہ وہ زیادہ تیاری کے ساتھ حملہ کرنے آرہے ہیں تو مخلص اہل ایمان نے جواب دیا کہ ہمارے لئے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ہی کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے۔ مومن کو صرف اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کا ڈر ہوتا ہے اور وہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ پر ہی توکل کرتا ہے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اہل ایمان کی اس بات پر بہت خوش ہوا اور ان سعادت مندوں کو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ نے بہت بڑے اجر و ثواب، فضل اور اپنی رضا کے حصول کی خوشخبری عطا فرمائی کافروں کو ڈھیل اور مہلت دینا اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی سنت ہے۔ بالآخر ان کافروں کے گناہوں کے انبار لگ جاتے ہیں اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ان کی گرفت فرماتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کے لئے آخرت میں ذلت والا عذاب تیار ہے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اہل ایمان کو ضرور آزماتا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ کر دیا جائے اور منافقین کو مخلص و پاکیزہ مسلمانوں سے جدا کر دیا جائے۔ یہ صراحت بھی کر دی گئی کہ امور غیبیہ پر انبیاء و رسل علیہم السلام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ مزید برآں بخل کی سخت مذمت کی گئی ہے اپنے مالوں کو روکنے والے اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ روز قیامت ان کے گلے میں یہ مال طوق کی صورت میں ہوگا اور وہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے عذاب میں مبتلا کیئے جائیں گے۔

رکوع:۱۹ (آیات:۱۸۱ تا ۱۸۹)

یہودیوں کی گستاخی اور ان کی کٹ حجتی کا ذکر ہے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے تقاضے کے بارے ان کی بدکلامی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہود کی اس ہٹ دھرمی کا بیان بھی ہے کہ وہ ایسی قربانی کا مطالبہ کرتے کہ آسمان سے آگ آکر کھا جائے ان کو جواب دیا گیا ہے کہ پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس طرح کی قربانیاں پیش کرتے رہے لیکن تم نے اس کے باوجود اُن کا انکار کیا اور ان میں سے بعض کو شہید کر ڈالا۔ بتایا گیا کہ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ دنیا دار العمل ہے، جس کا نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا۔ ہر نفس کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان جہنم کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی دنیا کی زندگی تو وہ دھوکہ کا سامان ہے، جان و مال کی آزمائشیں لازماً آکر رہیں گی۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین سے انہیں بہت سی ملامت کی باتیں سننی پڑیں گی البتہ ایسے وقت میں صبر کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی مدد ایمان والوں کو ضرور پہنچے گی۔ یہود کی خوش فہمیوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریفیں کی جائیں اور ایسے اعمال خیر جو انہوں نے انجام ہی نہ دیئے ہوں انہیں بیان کر کے داد تحسین دی جائے ایسے لوگوں کو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے عذاب اور جہنم کی آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔

> **فرمان نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ**
>
> ”اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈبوئے تو وہ دیکھے کہ اس کی انگلی کے ساتھ سمندر کے پانی میں کس قدر کمی آئی ہے۔“ (صحیح مسلم)

رکوع:۲۰ (آیات:۱۹۰ تا ۲۰۰)

آسمانوں و زمینوں کی تخلیق اور دِن رات کے بدلنے میں بہت ساری نشانیاں موجود ہیں۔ نظام کائنات کے مشاہدے سے خالق کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی معرفت کے حصول کے لئے کائنات میں غور و فکر کے ساتھ ساتھ ہر حال میں اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کا ذکر کرتے رہنا بھی ضروری ہے جن لوگوں پر یہ حقائق منکشف ہو جاتے ہیں تو حقیقی ایمان کے نور سے ان کے باطن منور ہو جاتے ہیں، یہی لوگ عقل مند ہیں جو پیغمبروں کی دعوت کو قبول کرتے اور پھر اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ سے گڑگڑا کر دعائیں بھی کرتے ہیں۔ اہل ایمان کی بڑی قیمتی دعائیں ذکر کی گئی ہیں جن میں جہنم کی آگ سے بچا لیا جانا، گناہوں کی معافی اور نیک لوگوں کے ساتھ خاتمے کی دعا بھی شامل ہے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ایمان والوں کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا۔ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ان کے نیک اعمال کا بدلہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ بھرپور ان کو عطا فرمائے گا اہل کتاب کے نیک لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جو خوفِ الٰہی رکھتے ہیں اور دنیا پرست نہیں ہیں تو ایسے لوگ ایمان کی دولت پا لیتے ہیں۔ اہل ایمان کو کامیابی کے لئے باطل کے مقابلہ میں حق پر ثابت قدمی، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین، سرحدوں کی حفاظت و خدمت دین کے لئے کمربستہ رہنے، نظم و ضبط کی سختی سے پابندی کرنے اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی نافرمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا جس کے نتیجہ میں انہیں فلاح کی خوشخبری سنائی گئی۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَان

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کفر کیا اور وہ اپنے بھائیوں کے بارے میں کہتے

اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ

جبکہ وہ لوگ زمین میں سفر کے لئے نکلتے یا وہ جہاد کرنے والے ہوتے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے (تو) نہ مرتے اور نہ ہی مارے جاتے

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ

تاکہ اللہ اِن باتوں کو اُن کے دلوں میں حسرت (کا سبب) بنا دے اور اللہ ہی زندگی عطا فرماتا ہے اور موت دیتا ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ

اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے ہو۔ اور (مسلمانو!) اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کیئے جاؤ یا مرجاؤ

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

تو یقیناً اللہ کی طرف سے ملنے والی مغفرت اور رحمت اُس (مال) سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

اور اگر تم مرگئے یا مارے گئے تو یقیناً (ہر صورت) اللہ کے حضور جمع کیئے جاؤ گے۔ تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!) یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے

لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ

کہ آپ ان کے حق میں بڑے نرم ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے تو آپ اُن سے درگزر کیجیئے

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ

اور اُن کے لئے بخشش مانگیئے اور (ضروری) معاملات میں اُن سے مشورہ کیجیئے پھر جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کیجیئے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ

بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلمانو!) اگر اللہ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں (تنہا) چھوڑ دے

فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۗ

تو کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر توکل کریں۔ اور کسی نبی کی شان نہیں کہ وہ خیانت کرے

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

اور جس نے خیانت کی وہ روزِ قیامت خیانت کی ہوئی چیز کو لیئے ہوئے حاضر ہوگا پھر ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ

اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تو کیا جس نے اللہ کی رضا کی پیروی کی وہ اُس جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ اللہ کے ہاں اُن سب کے (مختلف) درجے ہیں اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

یقیناً اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا جب اُس نے اُنہی میں سے ایک (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو اُن پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور اُنہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اگرچہ اس سے پہلے وہ لوگ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

(مسلمانو!) کیا جب تمہیں کچھ مصیبت پہنچی حالانکہ تم (دشمن کو بدر میں) اِس سے دوگنی (مصیبت) پہنچا چکے ہو

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

(تو) تم کہہ اٹھے یہ (مصیبت) کہاں سے آپڑی؟ آپ (ﷺ) فرما دیجیے یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ ۙ

اور جو کچھ بھی تمہیں پیش آیا اُس دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکرائیں تو وہ اللہ ہی کے حکم سے ہوا اور تاکہ اللہ مومنوں کو ظاہر فرما دے۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

اور تاکہ وہ ظاہر فرما دے اُنہیں جو منافق ہوئے اور اُن (منافقوں) سے کہا گیا تھا آؤ اللہ کی راہ میں قتال کرو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ

وہ بولے اگر ہم جانتے کہ قتال ہوگا تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے وہ اُس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے اپنے منہ سے وہ کہتے ہیں

مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں۔ (یہ) وہ ہیں جنھوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا

وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

حالانکہ خود (گھر) بیٹھے رہے اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے آپ فرما دیجیے ذرا اپنے آپ سے موت کو دور کر کے دکھاؤ اگر تم سچے ہو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیئے جائیں اُن کو ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں (اور) وہ اپنے رب کے پاس سے رزق پارہے ہیں۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ

وہ اُس سے خوش ہیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا اور وہ اپنے پچھلوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے یہ بشارت پاکر خوش ہورہے ہیں

اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ

کہ نہ اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل پر خوش ہیں

ع ۱۷/۱۶ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اور بے شک اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ جنہوں نے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واصحابہ) کے حکم پر لبیک کہا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ

اِس کے بعد کہ اُنہیں زخم لگ چکا تھا ان میں سے اُن کے لئے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری اختیار کی بہت بڑا اجر ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

(یہ) وہ ہیں کہ جن سے لوگوں نے کہا کہ بے شک (دشمن) لوگوں نے تمہارے خلاف (بڑے اسباب) جمع کرلیئے ہیں تو اُن سے ڈرو

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

تو اِس (دھمکی) نے اُن کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور اُنہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ

پھر وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر واپس ہوئے اُنہیں کسی تکلیف نے چُھوا تک نہیں اور اُنہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ یہ تو شیطان ہی ہے جو (تمہیں) اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اُن سے مت ڈرو

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ

اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واصحابہ) کو غمگین نہ کریں وہ لوگ جو کفر میں بہت تیزی دکھا رہے ہیں

اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

بے شک وہ اللہ (کے دین) کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اللہ چاہتا ہے کہ اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

بے شک جنہوں نے ایمان کے بدلہ کفر خریدلیا وہ اللہ (کے دین) کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ

اور جنہوں نے کفر کیا وہ ہرگز نہ سمجھیں کہ ہم اُنہیں جو مہلت دے رہے ہیں وہ اُن کے حق میں خیر ہے

اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۱۷۸

بے شک ہم انہیں (صرف اِس لئے) مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہوں میں اور بڑھ جائیں اور اُن کے لئے ذلّت والا عذاب ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ

اللہ مومنوں کو اِس حال پر نہیں رہنے دے گا جس پر تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے جُدا (نہ) کردے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠

اور نہ ہی اللہ تمہیں غیب پر مطلع کرے گا لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (اُمورِ غیب کے لئے) چُن لیتا ہے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۱۷۹

تو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لے آئے اور تم نے پرہیز گاری اختیار کی تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ

اور وہ یہ نہ سمجھیں جو بُخل کرتے ہیں اُس میں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے کہ یہ اُن کے حق میں خیر ہے بلکہ وہ (بخل) اُن کے لئے بُرا ہے

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

عنقریب روزِ قیامت اُنہیں اُس (مال) کے طوق پہنائے جائیں گے جس میں اُنہوں نے بخل کیا اور آسمانوں اور زمینوں کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۱۸۰ ع لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ ع ۱۸ ۹

اور اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔ یقیناً اللہ نے (اُن کی) بات سن لی جنہوں نے (یہ) کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۱۸۱

اب ہم اُسے (بھی) لکھ لیں گے جو اُنہوں نے کہا اور اُن کا انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل (شہید) کرنا (بھی) اور ہم کہیں گے کہ چکھو جلا دینے والے عذاب کا مزہ

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۱۸۲ ۚ

یہ (بدلہ) ہے اُس (کمائی) کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجی اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ

یہ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے ہم سے وعدہ لے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لائے

تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ

جسے آگ کھا جائے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجیے مجھ سے پہلے تمہارے پاس رسول آچکے ہیں واضح نشانیوں کے ساتھ اور اُس (نشانی) کے ساتھ بھی جو تم نے بیان کی

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

پھر تم نے اُنہیں کیوں قتل (شہید) کیا تھا اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر وہ آپ (ﷺ) کو جھٹلائیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾

تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) بے شک آپ (ﷺ) سے پہلے بھی (اُن) رسولوں کو جھٹلایا گیا تھا جو واضح نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہیں قیامت کے دن تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے تو جو (جہنم کی) آگ سے بچا لیا گیا

وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾

اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکہ کا سامان ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(مسلمانو!) یقیناً تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے ضرور آزمائے جاؤ گے اور تم اُن سے ضرور سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا

اور اُن سے (بھی) جنہوں نے شرک کیا بہت سی اذیت دینے والی باتیں اور اگر تم نے صبر کیا اور پرہیزگاری اختیار کی

فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور (یاد کرو) جب اللہ نے (اُن سے) عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

کہ تم ضرور اِس (کتاب) کو لوگوں کے لئے واضح کرو گے اور اِسے نہیں چھپاؤ گے پھر اُنہوں نے اُس (عہد) کو پسِ پشت ڈال دیا

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

اور اُس کے عوض تھوڑا سا معاوضہ لے لیا تو بہت ہی بُرا سودا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ آپ ہرگز نہیں (عذاب سے محفوظ) نہ سمجھیں جو اپنے کیئے پر اتراتے ہیں

وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

اور وہ چاہتے ہیں کہ اُن کی (ایسے کاموں پر بھی) تعریف کی جائے جو اُنہوں نے کیئے ہی نہیں تو آپ ہرگز نہ سمجھیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے

ع ١٩ ٩ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ ع

اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں یقیناً عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں

قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں غوروفکر کرتے رہتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

(اور پکار اُٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تُو نے یہ سب بے مقصد پیدا نہیں فرمایا تُو (ہر عیب سے) پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

اے ہمارے رب! بے شک جسے تُو نے آگ میں داخل کر دیا تو یقیناً اُسے تُو نے رُسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ

اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کے لئے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ﴿۱۹۳﴾

اے ہمارے رب! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب عطا فرما جس کا تُو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ اور روزِ قیامت ہمیں رُسوا نہ کرنا

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ

بے شک تُو وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔ تو اُن کے رب نے اُن کی دعا قبول فرمالی (اللہ نے فرمایا) بے شک میں ضائع کرنے والا نہیں ہوں

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم ایک دوسرے (کی جنس) سے ہو پھر وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی

وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا

اور جو اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جو میری راہ میں ستائے گئے اور جنھوں نے (اللہ کی خاطر) قتال کیا اور جو شہید ہوئے

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور ضرور اُنہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں (یہ) اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ﴿۱۹۶﴾

اور اللہ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے۔ (اے مخاطب!) کافروں کا شہروں میں (عیش کے ساتھ) چلنا پھرنا تمہیں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ

(یہ دنیا کا) بہت تھوڑا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب (کی نافرمانی) سے ڈرتے ہیں اُن کے لئے ایسے باغات ہیں

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ

جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (یہ) اللہ کی طرف سے (ان کی) مہمانی ہے

وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے سب سے بہتر ہے۔ اور بے شک اہلِ کتاب میں وہ بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں

وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ

اور اُس (کلام) پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو (کلام) اُن کی طرف نازل کیا گیا (وہ) اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرنے والے ہیں

لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

وہ اللہ کی آیات کے بدلہ حقیر معاوضہ نہیں لیتے یہ وہ ہیں جن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

ع ٢٠/١١ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

اے ایمان والو! صبر کرو اور (دشمن کے مقابلہ میں) ثابت قدم اور (سرحدوں کی حفاظت کے لئے) مستعد رہو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔



علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا رُتبہ یا اس کی رضا کے حصول کی کوشش میں موت آجانا دنیا اور اس کے مال و اسباب سے بہت بہتر ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۷)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ ترین اخلاق، شفقت اور رحمت ہی کا نتیجہ تھا جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باہم متفق و متحد رکھا۔ اس طرزِ عمل میں اُمت کے ذمہ دار افراد کے لئے بہت بہترین رہنمائی ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۹)

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطاؤں سے درگزر کرنے، ان کے لئے مغفرت مانگنے اور ان سے ضروری معاملات میں مشورہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس بات میں بھی اُمّت کے ذمہ دار لوگوں کے لئے بہترین رہنمائی کا سامان ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۵۹)

۴۔ اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ اہلِ ایمان کے لئے حق و باطل کے معرکہ میں فیصلہ کن شے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کی مدد و نصرت نہ فرمائے تو انہیں کہیں سے بھی مدد نہیں مل سکے گی۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۶۰)

۵۔ اللہ تعالیٰ کا اہلِ ایمان پر احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اہلِ ایمان میں اُنھی میں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمتی ہونے کا شرف سب سے بڑی سعادت ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۶۴)

۶۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مبارکہ کے مقاصد میں سے اہم امور اللہ تعالیٰ کی آیات کا پڑھنا پڑھانا، لوگوں کا تزکیہ فرما کر انہیں پاک صاف کرنا اور کتاب و حکمت (قرآن و حدیث) کی تعلیم ہے۔ ان امور کو انجام دینے کی سعادت پانے والے در حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس مبارک مشن کو فروغ دینے اور جاری و ساری رکھنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۶۴)

۷۔ شہداء کو مردہ گمان بھی نہ کیا جائے کیونکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق عطا ہوتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۶۹)

۸۔ اللہ تعالیٰ امورِ غیب پر اپنے رسولوں کو مطلع و آگاہ فرماتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۷۹)

۹۔ ہر نفس کو موت آنی ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی اور دھوکہ کا سامان ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ جو جہنم کی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل ہوا وہی کامیاب ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۸۵)

۱۰۔ عقل مند وہ ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور کائنات پر غور و فکر کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا گیا۔ پھر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہماری تخلیق بھی بے کار نہیں ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۹۱)

۱۱۔ دنیاوی مال و اسباب عارضی، انتہائی قلیل اور حقیر ہے۔ کفار اور دین دشمنوں کے پاس اس کی فراوانی دیکھ کر دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے جبکہ متقین کے لئے آخرت میں بہترین اجر اور ٹھکانا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸)

۱۲۔ اہلِ ایمان کو صبر کرنے، باطل پرستوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے، سرحدوں کی حفاظت کے لئے کمربستہ و باہم جڑے رہنے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے کا حکم ہے۔ اِنہی باتوں کے اختیار کرنے پر فلاح و نجات کی خوشخبری دی گئی ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت: ۲۰۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے ملنے والی ــــــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــــــ ان کے جمع کیئے ہوئے مال سے کہیں بہتر ہے۔

(۲) آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ اگر اللہ ﷻ مسلمانوں کی ــــــــــــــــــــ فرمائے تو ان پر کوئی ــــــــــــــــــــ نہیں آسکتا۔

(۳) آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ ﷻ کی رضا کی ــــــــــــــــــــ کرے وہ اُس جیسا نہیں ہو سکتا ہے جو اللہ ﷻ کے ــــــــــــــــــــ کا حق دار ہوا۔

(۴) آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں بتایا گیا ہے کہ جنگ میں دو جماعتوں کو آپس میں ٹکرانے کی حکمت یہ تھی کہ اللہ ﷻ ــــــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــــــ کو ظاہر فرمادے۔

(۵) آیات: ۱۷۲ تا ۱۸۰ میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے ــــــــــــــــــــ کے حکم پر ــــــــــــــــــــ کہا اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

(۶) آیات: ۱۹۰ تا ۲۰۰ میں بتایا گیا ہے کہ ــــــــــــــــــــ کا شہروں میں عیش کے ساتھ چلنا پھرنا تمہیں ــــــــــــــــــــ میں نہ ڈال دے۔

(۷) آیات: ۱۹۰ تا ۲۰۰ اہل ایمان کو دشمن کے مقابلہ میں ــــــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــــــ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں نبی اکرم ﷺ کے حوالہ سے اللہ ﷻ کی کس رحمت کا ذکر فرمایا گیا ہے نیز مومنین کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

۲- آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں مومنین پر اللہ ﷻ کے کس احسان کا ذکر فرمایا گیا ہے؟

۳- آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں ان لوگوں کے اعتراض کا کیا جواب دیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ موت صرف میدانِ جنگ میں ہی آتی ہے؟

۴- آیات: ۱۵۶ تا ۱۷۱ میں اللہ ﷻ کی راہ میں شہید ہونے والوں کا کیا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے؟

۵- آیات: ۱۷۲ تا ۱۸۰ میں بخل کرنے والوں کے کس طرز عمل اور انجام کو بیان کیا گیا ہے؟

۶- آیات: ۱۸۱ تا ۱۸۹ میں موت کی حقیقت کو کس طرح واضح کیا گیا ہے نیز کامیابی کا کیا معیار بیان کیا گیا ہے؟

۷- آیات: ۱۹۰ تا ۱۹۵ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	ان آیات میں عقل مندوں کے لئے کیا نشانیاں بیان کی گئی ہیں؟	
۲	عقل مندوں کی کیا صفات بیان کیا گئی ہیں؟	
۳	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تخلیق میں غور و فکر کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟	
۴	کیسے لوگوں کے لئے رسوائی ہے؟	
۵	ان آیات میں پکارنے والے نے کس چیز کی طرف پکارا ہے؟	
۶	اہل ایمان کی کیا دعا ذکر کی گئی ہے؟	
۷	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے دعا کا کیا جواب دیا گیا؟	
۸	کیا مرد اور عورت میں سے کسی کے اعمال کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضائع کرتا ہے؟	
۹	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کیسے لوگوں کی برائیوں کو دور کرنے کا کہا گیا ہے؟	
۱۰	ایسے لوگوں کو کیا بدلہ دیا جائے گا؟	
۱۱	ان آیات کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟	

سوال ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرنے والوں کے فضائل پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- قرآنِ حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے حوالہ سے بتایا ہے کہ انہوں نے کتابِ الٰہی کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا تھا۔ اہل علم کی مدد سے معلوم کریں کہ کتابِ الٰہی کو پیٹھ پیچھے ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ اور اپنا جائزہ لیں کہ کیا یہ طرزِ عمل آج ہمارے اندر تو نہیں پایا جاتا۔ اگر پایا جاتا ہے تو اس کی اصلاح کا کیا طریقہ کار ہے؟
- کیا آپ کو معلوم ہے کہ استخارہ میں بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مشورہ طلب کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہ ہوا“۔ (طبرانی) اس حدیث مبارک کو سامنے رکھتے ہوئے استخارہ کی دعا تلاش کر کے یاد کیجیے۔ کسی صاحب علم سے معلوم کریں کہ مشورہ دیتے وقت کن کن باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ شہادت کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ارشادات تلاش کر کے تحریر کریں نیز دیئے گئے جدول میں مختلف غزوات میں شہید ہونے والے بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کی کتب سے تلاش کر کے لکھیں۔

نمبر شمار	شہداء کے نام	غزوہ کے نام	نمبر شمار	شہداء کے نام	غزوہ کے نام
۱			۲		
۳			۴		
۵			۶		
۷			۸		
۹			۱۰		
۱۱			۱۲		
۱۳			۱۴		
۱۵			۱۶		
۱۷			۱۸		
۱۹			۲۰		

دستخط استاد مع تاریخ: ______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ______________

سبق: ۱۷

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام "الانفال" ہے جو اس سورت کی پہلی ہی آیت کریمہ سے لیا گیا ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے۔ نفل دراصل زائد چیز کو کہتے ہیں۔ مال غنیمت کو نفل اس لئے کہا جاتا ہے جو اصل مقصود سے زائد ہوتی ہے۔ جہاد سے اصل مقصود تو آخرت کا اجر اور رضائے الٰہی ہے۔ مال کا مِل جانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور عطیہ ہے، اس لئے مال غنیمت کو انفال کہا گیا ہے۔ اس سورت میں اموالِ غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل ہوئے ہیں اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "الانفال" رکھا گیا ہے۔

اموالِ غنیمت کے متعلق حدیث مبارک

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع کلمات عطا کیئے گئے ہیں۔
۲۔ اور (دشمنوں پر میرے) رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔
۳۔ اور مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔
۴۔ اور روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے۔
۵۔ اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔
۶۔ اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

نیز صحیح بخاری کی حدیث میں "مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے" کا بھی اضافہ ہے۔

شانِ نزول

یہ سورت ۲ ہجری میں غزوۂ بدر کے فوراً بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ غزوہ بدر دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا پہلا باقاعدہ جہاد و قتال ہے جس میں کفار کی طرف سے مسلمانوں کو کافی مال غنیمت حاصل ہوا اور اس مال کی تقسیم کا معاملہ پیش آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر آیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے سینہ کو مشرکین سے ٹھنڈا کر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مال غنیمت میں جمع کر دو، میں نے حکم مان لیا، مگر مجھے اس پر بہت صدمہ تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا تم نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی اس وقت یہ میری ملکیت میں نہیں تھی اور اب یہ میری ملکیت میں آچکی ہے اس لئے اب یہ تمہاری ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔۔۔۔۔۔ (جامع ترمذی، صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد)۔

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں سوال آیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر اموالِ غنیمت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سپرد کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے سب حاضرین بدر میں اس کو مساوی طور پر تقسیم فرما دیا۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

گزشتہ سورتوں سے ربط

سورۃ البقرۃ سے سورۃ الاعراف تک تمام اقوام عالم کے لئے دعوتِ حق کا ذکر ہے۔ سورۃ البقرۃ میں یہود، سورۃ آلِ عمران میں نصاریٰ، سورۃ النساء اور سورۃ المآئدہ میں اہلِ عرب کو، سورۃ الانعام میں مجوس اور سورۃ الاعراف میں ماضی کی دیگر اقوام عالم تک دین کی دعوت پہنچانے کا بیان ہے۔

سورۃ الانفال میں قتال کے حوالہ سے ہدایت اور احکامات عطا کیئے گئے ہیں۔ ایک مقصد یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کے مرحلہ کے بعد یہ مرحلہ بھی آتا ہے جس میں مسلمانوں کو ان جنگی ہدایت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا مذہبی فریضہ انجام دینا چاہیئے۔

مرکزی مضمون

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے آداب، ترغیب اور فضائل کا بیان نیز احکامِ صلح و قتال کی وضاحت۔

اہم مضامین پر ایک نظر

مالِ غنیمت کی تقسیم اور جہاد کے بارے میں بہت سارے احکامات بیان ہوئے ہیں۔ زیادہ تر مضامین غزوۂ بدر کے موقع پر کافروں کے انجام بد، ناکامی اور شکست اور ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کامیابی اور فتوحات سے متعلق ہیں جو مسلمانوں کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے احسان و انعام اور کفار کے لئے عذاب و انتقام تھا۔

مسلمانوں پر اللہ ﷻ کے انعام کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کا خلوص، للّٰہیت اور ان کا باہمی اتفاق و اتحاد ہے۔ یہ اخلاص اور باہمی اتفاق، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے سورت کے آغاز میں مسلمانوں کو تقویٰ، اطاعتِ حق، ذکرِ الٰہی اور اللہ ﷻ پر توکل کی تعلیم دی گئی ہے۔ سورت کے آغاز اور اختتام پر سچے اہل ایمان کی صفات بیان کی گئی ہیں اور اللہ ﷻ کی طرف سے ان عنایات کے وعدہ کا ذکر ہے، غزوہ بدر میں فرشتوں کے نزول کے ذریعہ اللہ ﷻ کی غیبی تائید و نصرت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بار بار اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا گیا ہے۔ خاص کر رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جانے کو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا قرار دیا گیا ہے اور جہاد میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اہل مکہ اور آل فرعون کے کردار میں یکسانیت اور ان کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔ صلح و جنگ کے قوانین اور جنگی قیدیوں کے بارے میں جامع ہدایات دی گئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ منورہ کے وقت آپ ﷺ کی حفاظت کے سلسلہ میں اللہ ﷻ کی تدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو مسلمان مدینہ شریف کے علاوہ کہیں اور آباد تھے اُن کو بھی ہجرت کرکے مدینہ منورہ آنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہجرت کی وجہ سے میراث کی تقسیم سے متعلق کچھ عارضی احکامات اولاً عطا کیئے گئے تھے۔ اس سورت کے آخر میں اسی وجہ سے میراث کے کچھ مستقل احکام دیئے گئے ہیں۔

آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ

i۔ آیات: ۱ تا ۴: اموالِ غنیمت کے بارے میں ہدایات، اہل ایمان کی صفات اور اللہ ﷻ پر توکل کا بیان اور ان کے لئے اللہ ﷻ کی عنایات، مغفرت اور رزق کریم کے وعدہ کا بیان۔

ii۔ آیات: ۵ تا ۱۴: غزوۂ بدر کا پس منظر اور واقعات نیز مقاصد جہاد و قتال کا بیان۔ فرشتوں سے مدد کا وعدہ اور میدان جہاد میں اطمینان کی نیند اور بارش کا نزول۔

iii۔ آیات: ۱۵ تا ۲۸: غزوۂ بدر میں اللہ ﷻ کی مدد، کسی جنگی چال سے ہٹ کر قتال میں پیٹھ پھیرنے والوں کے لئے اللہ ﷻ کے غضب، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری، سمع و اطاعت کی ہدایت خاص کر رسول اللہ ﷺ کے بلانے

پر بلا تاخیر حاضری کا اصل حیات ہونے کا بیان، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ممانعت، مال و اولاد کے فتنوں کا ذکر اور اہل ایمان کے لئے اجرِ عظیم کے وعدہ کا بیان ہے۔

iv۔ آیات:۲۹ تا ۴۰: کفار کی حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف چالوں کے مقابلہ میں اللہ ﷻ کی تدبیر کا بالاتر ہونا، قریش مکہ کے جرائم کا بیان، ان پر فوری عذاب نہ آنے کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا ان میں تشریف فرما ہونا یا ان کا اپنے کیئے پر استغفار کرنا نیز اہل ایمان کو غلبہ دینِ حق کے لئے قتال کرنے کا حکم۔ اہل ایمان اور کفار کے درمیان فرق کو بیان کرنے، کفار کو جمع کر کے ایک ساتھ جہنم میں ڈالنے، اور دینِ اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے کا بیان۔

v۔ آیات:۴۱ تا ۴۷: مال غنیمت کی تقسیم کی تفصیل، احکامِ جہاد، میدان کارزار میں ثابت قدمی نیز اتحاد و اتفاق کا درس، تکبر و ریاکاری سے بچنے کا حکم اور اللہ ﷻ کے علم محیط کا بیان ہے۔

vi۔ آیات:۴۸ تا ۵۴: جنگ بدر میں ابلیس کا کردار، منافقین اور ابوجہل کا فرعونی رویہ نیز کافروں پر عذابِ الٰہی کا بیان۔

vii۔ آیات:۵۵ تا ۶۶: قتال و صلح کے احکام، مسلمانوں کو سامان جہاد تیار رکھنے کا حکم، منافقین اور کفار کی ذلت کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی الفت و محبت کا بیان، نبی کریم ﷺ کی تسلی و تشفی کے لئے اللہ ﷻ اور مخلص مومنین کی مدد کے کافی و شافی ہونے کا بیان اور اہل ایمان کے صبر کرنے کی صورت میں ایک بندہ مومن کا دس کافروں پر بھاری ہونے کا ذکر۔

viii۔ آیات:۶۷ تا ۷۵: غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق احکامات، اہل ایمان کے لئے قیمتی ہدایات نیز اُن کے لئے اللہ ﷻ کی عنایات کا بیان، مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے مومنین حق کا خطاب۔



سبق:۱۸

غزوۂ بدر

غزواتُ النبی ﷺ کے متعلق چند اہم اور بنیادی معلومات

نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں قتال فی سبیل اللہ یا غزوات کا سلسلہ رمضان ۲ ھ سے شروع ہو کر ۹ ھ کے اواخر تک جاری رہا۔ اِس طرح یہ قتال کا سلسلہ آٹھ سالوں پر محیط ہے۔ اِس دوران بہت سے "غزوات و سرایا" ہوئے۔ "غزوہ" عموماً اُس قتال کو کہتے ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ نے بھی بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اور "سریہ" (جس کی جمع سرایا ہے) اُس جنگی مہم کو کہتے ہیں کہ جس کے لئے آپ ﷺ نے کوئی دستہ یا لشکر بھیجا لیکن خود اُس میں شمولیت نہ فرمائی ہو۔

قرآنِ حکیم میں تمام غزوات کا ذکر نہیں ہے۔ جن غزوات کا ذکر ہے یقیناً اُن کی اہمیت کسی نہ کسی پہلو سے دوسرے غزوات کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ گویا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد اور آپ ﷺ کے عظیم دینی مشن کی تکمیل کے حوالہ سے اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ غزوات جن کا قرآنِ حکیم میں ذکر ہے اِن میں غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ بنو نضیر، غزوۂ احزاب، غزوۂ بنو قریظہ، غزوۂ خیبر، فتحِ مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک شامل ہیں۔

تعارف غزوۂ بدر

غزوہ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ ھ میں "بدر" نامی مقام پر ہوا جو مدینہ سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ دورِ نبوی ﷺ کا سب سے پہلا عظیم معرکہ ہے۔ غزوۂ بدر کے دن کو قرآنِ حکیم نے "یوم الفرقان" سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ اس میں مادی اور ظاہری طور پر اسلام کی واضح فتح اور کفر کی عبرت ناک شکست کے ساتھ اسلام کے حق اور کفر کے باطل ہونے کا فیصلہ ہو گیا۔ اس معرکہ میں ظاہری اور مادی طور پر فتح کا کوئی امکان نہ تھا۔ بظاہر مشرکین کی شکست کا سوال ہی نہ تھا مگر اللہ ﷻ کی غیبی قوت اور مدد نے سارے اسباب اور ساز و سامان کی کایا پلٹ دی۔ دنیا نے دیکھا کہ بے سر و سامانی کے عالم میں لشکرِ اسلام نے کفر کے اپنے سے تعداد میں تین گناہ زیادہ مُسَلّح لشکر کو شکستِ فاش سے دوچار کیا اور ان کی کمر کو توڑ کر رکھ دیا۔ اس غزوہ میں مسلمان آپ ﷺ کی قیادت میں اور کفار ابو جہل کی سپہ سالاری میں بدر کی طرف روانہ ہوئے۔

غزوہ بدر کے اسباب

۱۔ مکی زندگی میں قریشِ مکہ نے مسلمانوں کی زندگی مشکل بنا رکھی تھی۔ اب جب کہ مسلمان ہجرتِ مدینہ منورہ کے بعد ان کے ظلم و ستم سے دور ہو گئے تھے تو کفار اندر ہی اندر حسد، نفرت اور غصہ میں آگ بگولہ ہو رہے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مدینہ منورہ میں آرام اور چین سے بیٹھیں۔ وہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مذموم ارادے کر رہے تھے۔

۲۔ مدینہ منورہ میں تیزی سے پھیلتا ہوا اسلام کفار کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا اور وہ ہر وقت مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ناپاک منصوبے بناتے رہتے تھے، تاکہ دینِ اسلام کو پھیلنے سے روکیں۔ چنانچہ وہ دینِ اسلام کے بارے میں سازشیں کرتے اور لوگوں کے دلوں میں مختلف شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔

۳۔ رجب ۲ ھ میں حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بارہ آدمیوں کا قافلہ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کے تجارتی راستوں کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے اُن کو ایک قریشی قافلہ مل گیا اور دونوں کے درمیان جھڑپ ہو گئی۔ نتیجتاً اس "سریۂ نخلہ" کے دوران مسلمانوں کے ہاتھوں

قریش کا ایک کافر عمرو بن الحضرمی قتل ہو گیا اور دو آدمی گرفتار ہو گئے۔ چونکہ یہ جھڑپ ایک ایسے مہینے میں ہوئی تھی جس میں جنگ و جدال حرام تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ قریش نے اس بات پر مسلمانوں کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا اور عمرو بن الحضرمی کے ورثاء نے مقتول کا انتقام لینے کے لئے اہل مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا۔ اس واقعہ سے ابو جہل اور اُس کے پرجوش ساتھیوں کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا بہانہ مل گیا۔

۴۔ مدینہ منورہ کے باہر مسلمانوں کی ایک چراگاہ تھی جہاں رسول اللہ ﷺ کے مویشی چرا کرتے تھے۔ ایک مکی سردار کُرز بن جابِر فہری نے چراگاہ پر حملہ کر کے مویشی لوٹ لیئے۔ یہ ڈاکہ کفار کی طرف سے مسلمانوں کو جنگ کے لئے کھلا چیلنج اور اعلان تھا۔

۵۔ ایک اور معاملہ یہ ہوا کہ قریش مکہ نے ابوسفیان کی قیادت میں ملک شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ بھیجا، جس میں عورتوں تک نے اپنا سرمایہ لگایا جس کا مقصد یہ تھا کہ اس قافلے کے تجارتی منافع کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک جنگی قوت مہیا کرنے پر لگایا جائے۔ غزوۂ ذی العُشَیْرہ کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ نے ۱۵۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اِس قافلہ کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ بچ کر نکل گیا۔ جب یہ قافلہ واپس مکہ آ رہا تھا تو اِس کے پاس مال و اسباب کی کثرت تھی۔ ایک ہزار اونٹ تھے جن پر کم از کم پچاس ہزار دینار (دو سو باسٹھ کلو سونے) کی مالیت کا سازوسامان لدا ہوا تھا۔ اِس کی حفاظت کے لئے صرف چالیس آدمی تھے۔ اِس قافلہ کی واپسی کا پتہ لگانے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا تھا۔ اُنہوں نے جب قافلہ کی واپسی کی اطلاع دی، تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ مال و دولت لیئے چلا آ رہا ہے، اِس کو روکنے کے لئے نکل پڑو، ہو سکتا ہے اللہ سبحانہ اِسے بطورِ غنیمت تمہارے حوالے کر دے۔ لیکن آپ ﷺ نے کسی پر روانگی ضروری قرار نہیں دی بلکہ اسے محض لوگوں کی رغبت اور مرضی پر چھوڑ دیا کیونکہ اس اعلان کے وقت یہ توقع نہیں تھی کہ قافلہ کے بجائے مسلح جنگی لشکر کے ساتھ میدانِ بدر میں ایک نہایت پُرزور ٹکراؤ ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ ہی میں رہ گئے۔ صرف تین سو تیرہ ساتھی آپ کے ساتھ بغیر کسی خاص تیاری کے نکل کھڑے ہوئے جن کے پاس دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔

مکہ مکرمہ میں خطرے کا اعلان

قافلہ کے سردار ابوسفیان کو (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) جب مسلمانوں کے قافلہ کی اطلاع ملی تو ہنگامی طور پر امداد کے لئے قاصد کو دوڑا کر اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ اگر قافلہ اور اپنے سامان کی حفاظت مطلوب ہے تو فوراً میری مدد کو پہنچو۔ چنانچہ عرب کے قدیم دستور کے مطابق مخالف قافلہ سے باخبر کرنے کے لئے ابوسفیان کے قاصد نے اپنے کپڑے پھاڑ رکھے تھے اور اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی تھی اور کجاوہ الٹ کر رکھ دیا تھا اور اس نے مکہ پہنچتے ہی اپنے اونٹ پر کھڑے ہو کر چلانا شروع کر دیا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اے قریش والو! اپنے قافلہ کی خبر لو تمہارے اموال ابوسفیان کے قافلہ میں ہیں اور ان پر محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے، بھاگو جلدی کرو، ان کی مدد کو پہنچو لوگوں نے جب یہ پکار سُنی تو لوگ جلدی جلدی جانے کی تیاری کرنے لگے۔

قریش مکہ کی جنگی تیاریاں

قریش مکہ نے فوری طور پر قافلہ والی بات کو جواز بناتے ہوئے مدینہ منورہ پر ایک بڑا اور کامیاب حملہ کرنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ وہ مکہ سے خوب جنگی سازوسامان سے لیس ہو کر ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملے کے لئے نکل پڑے۔

ابو سفیان کی ہوشیاری سے قافلہ کا بچ نکلنا

ابو سفیان نے خطرہ کے پیشِ نظر اپنے قافلہ کا رُخ مغرب کی طرف کر لیا، ابو سفیان کمال ہوشیاری سے اپنے تجارتی قافلہ کو سمندر کے کنارے سے لے جا رہا تھا یہاں تک کہ اس کا قافلہ مسلمانوں سے بچ کر نکل گیا۔ جیسے ہی وہ لوگ خطرہ سے باہر نکل گئے تو ابو سفیان نے فوراً مکہ والوں کو اپنی خیریت کی اطلاع پہنچائی اور لشکر کو واپس جانے کا کہا۔

قریش کے لشکر کا واپسی کا ارادہ اور باہمی پھوٹ

ابو سفیان کا پیغام سن کر قریش کے لشکر نے واپس جانا چاہا لیکن قریش کا سب سے بڑا سرکش سردار ابو جہل کھڑا ہو گیا اور نہایت غرور سے بولا: اللہ کی قسم! ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ بدر جا کر وہاں تین روز قیام کریں گے اور اس دوران اونٹ ذبح کریں گے۔ لوگوں کو کھانا کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے۔ کنیزیں ہمارے لئے گانے گائیں گی اور سارا عرب ہمارا اور ہمارے اس سفر اور قیام کا حال سنے گا اور اس طرح ہمیشہ کے لئے ان پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی۔ اخنس بن شُرَیق نے یہی مشورہ دیا کہ واپس چلے چلو مگر لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اس لئے وہ بنو زہرہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو گیا۔ بنو زہرہ کے علاوہ بنو ہاشم نے بھی چاہا کہ واپس چلے جائیں لیکن ابو جہل نے بڑی سختی کی اور کہا کہ جب تک ہم واپس نہ ہوں یہ گروہ ہم سے الگ نہ ہونے پائے اس کے بعد لشکر نے اپنا سفر جاری رکھا۔

لشکرِ قریش کی آمد کی اطلاع اور آپ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت

مقامِ صفراء پر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر خوب اسلحہ سے لیس ہو کر مدینہ منورہ کی طرف آ رہا ہے۔ اب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ ایک طرف لشکر ہے جس میں ایک ہزار جنگجو، ہر ایک کے پاس تلوار، چھ سو زرہیں، ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ہیں۔ دوسری طرف وہ قافلہ ہے جس کے ساتھ صرف چالیس محافظ ہیں۔ اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہم قافلہ کی طرف جائیں یا لشکر کی طرف۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قتال کے ارادے سے تو نکلے ہی نہیں تھے اور اُن کے پاس محض دو گھوڑے، ستر اونٹ اور آٹھ تلواریں تھیں، لہٰذا اُنہوں نے مشورہ دیا کہ قافلہ کی طرف چلیں۔ یہ رائے احوال واسباب اور ظاہری قوت کی صورتحال کی بنیاد پر تھی۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

قتال کے حوالہ سے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز جواب

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی منشاء کچھ اور ہے تو حضرات مہاجرین میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایمان افروز تقاریر کے ذریعہ آپ ﷺ کا ساتھ دینے کا یقین دلایا۔ اِس موقع پر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جن الفاظ کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو راہ دکھلائی ہے اِس پر چلتے رہیں، ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی: ”آپ اور آپ کا رب جا کر قتال کریں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں“۔ (سورۃ المآئدہ ۵، آیت: ۲۴) بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا پروردگار جائیں اور لڑیں اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے لڑیں گے۔ اُس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ﷺ ہم کو بَرْکِ غِمَاد تک لے چلیں گے تو ہم راستہ والوں سے قتال کرتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ وہاں بھی چلیں گے“۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے حق میں کلماتِ خیر ارشاد فرمائے اور دُعا دی۔

قتال کے حوالہ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جواب

نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ انصار کی رائے بھی معلوم ہو جائے۔ بیعتِ عقبہ کی رُو سے انصار، مدینہ منورہ کی حد تک تو آپ ﷺ کی حفاظت کے پابند تھے لیکن اُن پر لازم نہ تھا کہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کسی بھی قتال میں آپ ﷺ کا ساتھ دیں۔ انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی اِس خواہش کو محسوس کر لیا۔ چنانچہ اُنہوں نے عرض کیا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یارسول ﷺ! آپ ﷺ کا رُوئے سخن ہماری طرف ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا، "ہاں!" اُنہوں نے عرض کیا: "ہم تو آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں، ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں سب حق ہے اور اِس پر ہم نے آپ ﷺ کو اپنی سمع وطاعت کا عہد و میثاق دیا ہے، یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا جو ارادہ ہے اِس کے لئے پیش قدمی فرمائیں۔ اُس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کُودنا چاہیں تو ہم اُس میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کُود پڑیں گے۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ کل آپ ﷺ ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں۔ ہم قتال میں پامرد اور لڑنے میں جواں مرد ہیں اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہمارا وہ جوہر دکھلائے جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ لہٰذا آپ ﷺ ہمیں اپنے ہمراہ لے چلیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے"۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "چلو اور خوشی خوشی چلو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک (پر فتح) کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ! اِس وقت گویا میں (کافر) قوم کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں"۔

پڑاؤ کے لئے جگہ کا انتخاب اور صحابی رضی اللہ عنہ کا مشورہ

آپ ﷺ نے بدر کے قریب پڑاؤ کیا۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہاں پڑاؤ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے یا آپ ﷺ نے جنگی حکمت عملی کے تحت قیام فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا یہ جگہ جنگی حکمت عملی کے تحت چنی ہے تو انہوں نے عرض کیا: کہ ہمیں مشرکین کے سب سے قریب پانی کے پاس پڑاؤ کرنا چاہیے۔ تاکہ ہم ان کی پچھلی طرف کنویں کا راستہ بند کر دیں اور اپنے لئے پانی جمع کر لیں اور یوں جنگی حکمت عملی کے تحت دشمن پانی سے محروم ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے اِس مشورہ کو پسند فرمایا۔

بدر کی شب نبی اکرم ﷺ کی دعا اور پیشن گوئی

بدر کی شب نبی اکرم ﷺ کے لئے گھاس پھوس کا ایک جھونپڑی نما چھپر ابنا دیا گیا تھا جس میں آپ ﷺ نے سجدہ کی حالت میں دُعا کی کہ:

"اے اللہ! یہ سامنے قریش ہیں نخوت و غرور کے سب سامان سے لیس ہو کر اس لئے آئے ہیں کہ تجھ سے دشمنی کریں اور تیرے رسول کو جھٹلائیں اے اللہ! اب (آجائے) تیری وہ مدد جس کا تُو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے (اِسے پورا فرما دے۔) اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور تیرے وعدہ کا سوال کر رہا ہوں۔ اے اللہ! اگر آج یہ لوگ شہید ہو گئے تو پھر (قیامت تک) تیری عبادت نہ کی جائے گی"۔ اُس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار لئے پہرے پر کھڑے تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! بس کیجیے، یقیناً اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مدد فرمائے گا"۔ اِس پر آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے: عنقریب وہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ (سورۃ القمر ۵۴، آیت: ۴۵)۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس موقع پر فتح یابی کی دعائیں کر رہے تھے جن کا ذکر سورۃ الانفال میں کیا گیا ہے۔

سرورِ عالم ﷺ نے رات کو میدان جنگ کا جائزہ لیا اس دوران آپ ﷺ نے کفار کے سرداروں کے بارے میں فرمایا کہ "فلاں اِس جگہ ہلاک ہو گا اور فلاں اُس جگہ۔" ابوجہل کے مقام ہلاکت کی بھی نشاندہی فرمائی۔ بدر کے معرکہ کے دن سب کچھ ایسے ہی ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ ابوجہل اور کفار کے دوسرے سرداروں کی لاشیں اسی جگہ ملیں جہاں حضور سرورِ عالم ﷺ نے نشاندہی فرمائی تھی۔

بارانِ رحمت کا نزول

مسلمان بدر کی وادی کے جس حصہ میں تھے وہاں ریت کی وجہ سے دشواری تھی۔ جبکہ کفار جس جگہ پر تھے وہ زمین کا حصہ سخت تھا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بدر کی شب بارش نازل فرمائی جو مشرکین پر تو موسلا دھار برسی اور کیچڑ کی وجہ سے اُن کے لئے دشواری پیدا ہوگئی جبکہ مسلمانوں پر یہ بارش پھوار بن کر برسی جس سے ریت میں سختی آگئی، زمین ہموار ہوگئی، قدم جمنے لگے، طہارت کے لئے پانی جمع کر لیا گیا اور مسلمانوں کو قلبی سکون حاصل ہوا۔

مشرکین کے سپہ سالار ابوجہل کی دعا

دوسری طرف مشرکین کی صورتِ حال یہ تھی کہ ابوجہل نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے فیصلہ کی دعا کی۔ اس نے کہا: "اے اللہ! ہم میں سے جو جماعت قرابت داری کو زیادہ کاٹنے والی اور غلط حرکتیں کثرت سے کرنے والی ہے اسے تو آج توڑ دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جو جماعت تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما۔ اس کی اسی بات کی طرف سورۃ الانفال کی آیت:۱۹ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ جن میں کفار کو بھرپور جواب دیا گیا ہے۔

مبارزت یعنی انفرادی جنگ کا آغاز

عرب کا دستور تھا کہ عام جنگ سے پہلے مبارزت ہوتی تھی، جس میں انفرادی مقابلوں کے لئے دونوں طرف سے جوان بھیجے جاتے تھے۔ مشرکین کی طرف سے انفرادی مقابلہ کے لئے تین افراد نکلے۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ان تینوں نے للکار کر مسلمانوں کو چیلنج کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہٗ، حضرت معوذ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہٗ۔ مشرکین مکہ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس پر ان حضرات نے کہا ہم انصاری ہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے مقابلہ میں ہمارے جوڑ کے افراد لاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا "اے عبیدہ بن حارث! اے حمزہ! اے علی! (رضی اللہ عنہم) کھڑے ہو جاؤ"۔ ان تینوں حضرات نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے شیبہ اور ولید کو فوراً قتل کر دیا۔ جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہٗ کا عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ جاری رہا یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہٗ کا پاؤں کٹ گیا تھا اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ان کی مدد کو پہنچے اور عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہٗ کو پیچھے لے آئے۔

صف بندی، گھمسان کی جنگ، فرشتوں کا نزول اور ابلیس کا فرار

آپ ﷺ نے مجاہدین کی صفیں درست فرمائیں اور جنگ کے متعلق اہم ہدایات دیں۔ جب بدر کا معرکہ شروع ہوا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نصرت کا ظہور ابتدا ہی سے مسلمانوں کے شاملِ حال رہا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد، اطمینان اور اپنے نبی مکرم ﷺ کے اعزاز اور اکرام کے لئے فرشتوں کی ایک جماعت اتاری۔ مسلمانوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی اور فتح ونصرت کی بشارت دی۔

مسلمانوں نے آگے بڑھ بڑھ کر مشرکین پر حملے شروع کیئے۔ اِس دوران اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو وحی فرمائی اور آپ ﷺ نے ایک مُٹھی کنکریوں کی قریش کی طرف پھینکی اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (چہرے بگڑ جائیں)۔ مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کا چہرہ اِن کنکریوں سے محفوظ رہا ہو۔ اب مسلمانوں نے بھرپور وار شروع کیئے اور قریش کے نامور جنگجوؤں کو با آسانی مار گرایا۔ ابو جہل کو دو نوخیز بچوں حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما نے جہنم واصل کیا۔ کافروں کے کئی بڑے بڑے نامور سردار مارے گئے مگر معلوم نہ ہو سکا کس نے اِن کے سر کاٹے اور کس نے اِن کے جسم کاٹے۔ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ہم فرشتوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے مشرکین کو اس طرح پہچانتے تھے کہ ان کی گردن اور بدن کے جوڑوں پر آگ سے جلے کالے نشان ہوتے تھے۔

ابلیس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور مشرکین سے اب تک جدا نہیں ہوا تھا، لیکن جب اس نے مشرکین کے خلاف فرشتوں کا نزول دیکھا تو اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

قریش مکہ کی ذلت آمیز شکست اور مسلمانوں کے لئے دوہری خوشی

یہ معرکہ، مشرکین کی شکستِ فاش اور مسلمانوں کی فتح مبین پر ختم ہوا۔ مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اُن کے سترّ آدمی مارے گئے اور سترّ قید کیئے گئے جن میں زیادہ تر سردار تھے یا پھر بڑی حیثیت کے لوگ تھے۔ ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف اور عاص بن ہشام جیسے بڑے بڑے سردار کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی مانند میدانِ بدر میں پڑے تھے۔ بدر کا دن قریش مکہ کے لئے انتہائی ذلت و رسوائی کا دن تھا۔ ان کی عورتیں حسرت کے ساتھ سینہ پیٹتی ہوئی گھروں کو لوٹیں۔ اور مشرکین کا باقی لشکر انتہائی شرمندگی و خجالت کے ساتھ مکہ کی طرف پلٹنے لگا۔

دوسری طرف صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مسلمان حق و باطل کے واضح فیصلہ، دین کی سربلندی اور فتح کے جذبات کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اپنی زندگی میں پہلی عید جو منائی وہ شوال ۲ھ کی عید تھی جو جنگ بدر کی فتح مبین کے بعد پیش آئی۔ کتنی خوشگوار اور پر مسرت تھی یہ عید سعید جو اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو عظیم فتح کے ساتھ عطا فرمائی تھی۔ اس طرح مسلمانوں کو اللہ ﷻ کی طرف سے دوہری خوشی نصیب ہوئی۔ مسلمانوں کے دل اور پیشانیاں اللہ ﷻ کی نعمت اور تائید کے سبب شکر کی ادائیگی کے لئے جھکی ہوئی تھیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ

بدر کی جنگ کے اختتام پر مسلمانوں کا ایک گروہ نبی اکرم ﷺ کی حفاظت پر مامور رہا، ایک گروہ کفار کے تعاقب میں لگ گیا اور ایک گروہ مالِ غنیمت جمع کرنے لگا۔ اِن تینوں گروہوں میں مالِ غنیمت کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔ جب یہ اختلاف شِدّت اختیار کر گیا تو اللہ ﷻ کی طرف سے اس مسئلہ کے حل کے لئے وحی نازل ہوئی۔ جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ سے پوچھا: کہ بدر کی لڑائی میں شرکت کرنے والوں کا آپ ﷺ کے ہاں کیا مقام ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: "کہ ان حضرات کو مسلمانوں میں افضل شمار کیا جاتا ہے"۔ اس پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یہی مقام اور مرتبہ ان فرشتوں کو بھی حاصل ہے جنہوں نے بدر میں شرکت کی تھی۔ (صحیح بخاری)

قیدیوں کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ اور فیصلہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یہ قیدی ہمارے قبیلہ کے لوگ ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِن سے فدیہ لے لیں۔ اِس طرح جو کچھ ہم لیں گے وہ کفّار کے خلاف ہماری قوت کا ذریعہ ہو گا۔ یہ بھی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اِنہیں ہدایت دے دے اور وہ ہمارے دست و بازو بن جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ ہر قیدی کو اُس کے قریبی عزیز کے حوالہ کر دیں تا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن اڑا کر ثابت کرے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں۔ اور ہمارے نزدیک اہمیت خونی یا نسلی رشتوں کی نہیں بلکہ ایمان کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزاج میں نرمی تھی۔ اس نرمی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اتفاق کرتے ہوئے قیدیوں کو فدیہ کے عوض چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا۔ فدیہ کی مقدار ایک ہزار سے چار ہزار درہم تک تھی۔ جو قیدی غربت کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور پڑھے لکھے تھے، انہیں دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیا گیا۔ یہ قیدی مسلمانوں کے حسنِ سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔

غزوۂ بدر سے حاصل ہونے والے اہم اسباق اور اصولی ہدایات

سورۃ الانفال تقریباً پوری کی پوری غزوۂ بدر ہی سے متعلق ہے۔ اِس غزوہ کے دوران جو حالات پیش آئے، اُن سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نہایت جامع خلاصہ و پیغام اور مرحلہ قتال کے حوالہ سے چند اُصولی احکام اور اسباق اِس سورت مبارکہ میں شامل ہیں۔ یہ احکام و اسباق حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مرحلہ قتال میں جنگی تدبیر کے سوا بزدلی دکھانا اپنی سابقہ نیکیوں کو برباد کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا سبب ہے۔

۲۔ قتال فی سبیل اللہ کا ہدف غلبہ دین کو قرار دیا گیا ہے کہ جب تک غلبہ دین کی منزل حاصل نہ ہو جائے جہاد و قتال جاری رکھا جائے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ میدانِ جنگ میں ثابت قدمی دکھائی جائے، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا جائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کو شعار بنایا جائے، بھروسہ اسباب پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہو اور نظم وضبط کی پابندی کرتے ہوئے اپنے متعلقہ امیر کی ضروری ہدایات کو حتی الوسع مدِ نظر رکھا جائے۔

۴۔ اگر دشمن کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو تو پھر علی الاعلان معاہدہ توڑنے اور پھر دشمن سے قتال کرنے کا حکم ہے۔ یہ جائز نہیں کہ معاہدہ ہو جانے کے بعد اندر خانہ سازشیں کی جا رہی ہوں۔

۵۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ عسکری صلاحیت اور جدید صنعت و حرفت (ٹیکنالوجی) حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

۶۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ باہمی الفت و محبت اور ایثار و قربانی کا معیار دین اور ایمان کو بنائیں نہ کہ خونی اور نسلی تعلقات کو۔ ورنہ کفار کے خلاف قتال میں بھرپور وار نہ ہو سکے گا اور زمین سے ظلم وفساد کو مٹانا ممکن نہ ہو گا۔

۷۔ بندۂ مومن کی باطنی کیفیت یہ ہو کہ حقیقت ایمان یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق اس کے دل میں راسخ ہو وہ تلاوتِ قرآن کریم اور نماز کا پابند ہو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنے والا ہو یہ کیفیات اِس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے ساتھ ایمان میں تقویت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت واطاعت کے جذبہ میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔

۸۔ بندۂ مومن کی ظاہری کیفیت یہ ہو کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لئے قربانیاں دینے والا ہو۔ یعنی صبر، ہجرت، جہاد اور قتال کے مراحل طے کرے۔ بندۂ مومن کی شخصیت کے یہ دونوں پہلو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سیرت و کردار میں بہت نمایاں تھے۔ اِس حقیقت کی گواہی جنگِ قادسیہ میں ایک ایرانی جاسوس نے اِن الفاظ میں دی کہ "هُمْ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَفُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ" (وہ رات کے عبادت گزار ہیں اور دن کے شہسوار ہیں)۔

معرکہ بدر۔۔۔۔۔یومُ الفرقان۔۔۔۔۔نتائج اور اثرات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یومِ بدر کو "یوم الفرقان" یعنی حق وباطل کو جدا کرنے والا دن قرار دیا۔ بدر کا دن واقعی "یوم الفرقان" بن گیا۔ اِس دن کی شاندار فتح سے مسلمانوں کا حوصلہ یقیناً بہت بلند ہوا۔ پورے علاقے پر مسلمانوں کا رُعب و دبدبہ قائم ہو گیا۔ کفار کے ایک ہزار کے کیل کانٹے سے لیس لشکر کو اُن تین سو تیرہ بے سر و سامان مسلمانوں کے ہاتھوں عبرت ناک شکست ہوئی جن میں سے اکثر کے پاس مقابلہ کے لئے صرف درختوں کی ٹہنیاں تھیں۔ اِن کی اکثریت اُن انصار پر مشتمل تھی کہ جن کو قریش جنگجو قوم ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اِن کے بارے میں قریش مکّہ کا یہ خیال تھا کہ یہ کاشت کار لوگ ہیں، لڑنے بھڑنے سے اِنہیں کیا سروکار۔ قریش کی قیادت نیست و نابود ہو گئی اور اُن کی کمر پہلے ہی معرکہ میں ٹوٹ گئی۔ اِس طرح ہجرت کے دو سال بعد ہی صورتِ حال ایک دم اِس طرح تبدیل ہو گئی کہ مسلمانوں کی مظلومیت کا دور ختم ہوا اور اُن کا رعب پورے علاقے پر بیٹھ گیا۔ اِس فتح و کامرانی کی بدولت اسلام کی دعوتِ توحید اور انقلابی جدوجہد کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ پورے عرب پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ حق پر کون ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت و حمایت کس کے ساتھ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ایسی نصرت اب بھی مسلمانوں کو حاصل ہو سکتی ہے مگر اِس کے لئے اصحابِ بدر جیسا کردار، حوصلہ اور ہمت درکار ہے، بقول اقبال:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی



سبق: ۱۹

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

سورۃ الانفال ۸　　رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۳۷)

رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۳۷) کے اہم مضامین

۱۔ سچے و مخلص اہلِ ایمان کے اوصاف
۲۔ میدانِ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا نزول
۳۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم
۴۔ اہلِ ایمان کی کامیابی اور مشرکین کی ناکامی۔
۵۔ دنیاوی عذاب سے بچاؤ حفاظت کا مؤثر ذریعہ رسول ﷺ کا وجودِ مسعود اور استغفار

رکوع: ۱ تا ۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

ابتداء میں مالِ غنیمت کے بارے میں ذکر ہے۔ سچے اہلِ ایمان کے اوصاف کا بیان ہے کہ سچے اہلِ ایمان وہی لوگ ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ آیات ان کے ایمان میں مزید اضافہ کر دیتی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، نماز قائم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش، رزقِ کریم اور بلند درجات کی بشارت ہے۔ اس کے بعد غزوۂ بدر پر تبصرہ ہے۔ مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ کی بشارت دی گئی ہے۔ بدر کے میدان میں آنحضرت ﷺ کی دعا اور اس دعا کی قبولیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> ”بے شک جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے، پس تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے (جنت کا) سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ یہ سب جنتوں کے درمیان ہے اور سب سے عالی شان جنت ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور اسی کے اوپر رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا عرش ہے۔“ (صحیح بخاری)

غزوۂ بدر سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اطلاع دی تھی کہ ایک طرف سے قریش کا تجارتی قافلہ آرہا ہے جس کے ساتھ صرف ۴۰ محافظ ہیں۔ دوسری طرف سے قریش کا ایک ہزار کا لشکر جنگی سازوسامان سے خوب لیس ہو کر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی ایک پر فتح دے گا، بتاؤ تم کس کی طرف جانا چاہتے ہو؟ عام مسلمان قتال کے خواہش مند نہ تھے چنانچہ انہوں نے تجارتی قافلہ کی طرف جانے کی رائے دی۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مقابلہ لشکر کے ساتھ کیا جائے اور اسے شکست دے کر ثابت کیا جائے کہ اہمیت وسائل کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہے۔ مزید یہ کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا بھی واضح ہو جائے۔ اور مسلمانوں کے مدد طلب کرنے پر اللہ تعالیٰ کے مدد فرمانے کا بیان ہے اور یہ مدد کا وعدہ مسلمانوں کے دلی اطمینان کے لئے تھا حالانکہ حقیقی مددگار تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۹)

اللہ ﷻ کی طرف سے مسلمانوں کو میدانِ بدر میں عطا کی جانے والی نصرت اور انعام کا ذکر ہے۔ مسلمانوں پر اُونگھ طاری کر دیئے جانے سے ان کی تھکاوٹ دور ہونا، بارش کے ذریعہ نرم ریتلی زمین کو سخت اور چلنے کے قابل کر دینا اور فرشتوں کے ذریعہ دشمن کو مسلمانوں کی تعداد کئی گنا بڑھا کر دکھانا۔ مزید بر آں فرشتوں کو اللہ ﷻ نے حکم دیا کہ وہ کافروں کو خوب ضربیں لگا کر ہلاک کریں۔ اس غیبی مدد کی وجہ سے مسلمانوں نے قلت اسباب کے باوجود کفار کی بڑی جماعت کو ذلت آمیز شکست دی۔ مزید بر آں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا اور انہیں میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ میدانِ جہاد سے بھاگنے والوں پر غضبِ الٰہی نازل ہوتا ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اللہ ﷻ نے ایمان والوں کی دل جوئی کے لئے فرمایا ہے کہ میدان بدر میں کفار کے مقابلہ میں بظاہر اللہ ﷻ کے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دشمنان اسلام کے ساتھ قتال کر رہے تھے لیکن دراصل یہ قتال اللہ ﷻ خود کر رہا تھا۔ یوں رسول اللہ ﷺ کے مبارک عمل اور اہل ایمان کی جدوجہد کو اللہ ﷻ نے اپنی طرف نسبت دے کر ایمان والوں کی دلجوئی فرمائی ہے۔ مشرکین کی ایک دعا جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو حق پر ہے اللہ ﷻ ان پر عذاب نازل کر دے، اللہ ﷻ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اللہ ﷻ کا فیصلہ تو آ گیا اور اللہ ﷻ کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔ اگر تم کفر و شرک اور اپنی اِن شرارتوں سے باز آ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ ہم تم کو سزا دیں گے اور تمہاری کثرت تمہیں نفع نہ دے گی اور اللہ ﷻ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔" انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا: "۱۔ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا۔ ۲۔ جادو کرنا۔ ۳۔ اس جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ ﷻ نے حرام قرار دیا ہو۔ ۴۔ یتیم کا مال کھانا۔ ۵۔ سود کھانا۔ ۶۔ قتال کے دن میدان سے پیٹھ پھیرنا۔ ۷۔ پاک دامن، بھولی بھالی اور مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۳ (آیات: ۲۰ تا ۲۸)

اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اور اس سے روگردانی پر سزا کا بیان ہے۔ منکرین حق یعنی کافروں اور منافقوں کو جانوروں سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ حبیب کبریا ﷺ کی اطاعت اور آپ کے فرامین کی بجا آوری ہی اللہ ﷻ کی اطاعت اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہے اسی میں اہل ایمان کے لئے خوشحالی، سکون اور اطمینان ہے۔ اللہ ﷻ ہی ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے البتہ جو لوگ جانتے بوجھتے ہدایت سے روگردانی کرتے ہیں تو پھر اللہ ﷻ ہدایت کی توفیق کی صلاحیت ان سے سلب کر لیتا ہے۔ اہل ایمان کو اللہ ﷻ کے انعامات یاد دلائے گئے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں قلتِ اسباب اور قلیل تعداد میں رہنے والے مسلمانوں کو اللہ ﷻ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور پھر اللہ ﷻ نے ان کی حفاظت فرمائی، مدینہ طیبہ میں ٹھکانا دیا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا تاکہ وہ اللہ ﷻ کا شکر ادا کریں۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ امانت داری کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین ہے اور اُن کے ساتھ خیانت سے منع کیا گیا ہے۔ مال اور اولاد کو فتنہ اور آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ انہیں اللہ ﷻ کی مرضی ہی کے مطابق استعمال کرنے اور تابع رکھنے پر اللہ ﷻ نے اجرِ عظیم کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

"جس قوم میں گناہ کے کام کیئے جاتے ہوں، پھر وہ لوگ اسے روکنے پر قادر ہو اور نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ﷻ ان سب کو عذاب میں گرفتار کر لے۔" (سنن اَبی داوٗد)

رکوع:۴ (آیات:۲۹ تا ۳۷)

مسلمانوں کو تقویٰ کی برکات سنائی ہیں کہ اگر وہ تقویٰ کی روش پر کاربند رہیں گے تو اللہ ﷻ انہیں فرقان یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے گا نیز ان کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کی چالوں اور متکبرانہ دعوؤں کا تذکرہ ہے۔ مشرکین کے ایک سردار کی دعا ہے کہ اگر یہ حق ہو جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوا تو اللہ ﷻ ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسادے یا ہم کو عذاب الیم دے دے اس پر جواب دیا گیا کہ نبی پاک ﷺ کی ان میں موجودگی کی وجہ سے اللہ ﷻ کی طرف سے ان پر عذاب نازل نہیں ہو رہا۔ البتہ بدر میں ۷۰ مشرکین قتل ہوئے جو اللہ ﷻ کی طرف سے ان کے لئے عذاب کی پہلی صورت تھی۔ مزید یہ کہ استغفار کا اہتمام کرنے کی وجہ سے لوگ اللہ ﷻ کے عذاب سے محفوظ رکھے جاتے ہیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کی تولیت اور انتظام کے حقدار نہیں۔ اللہ ﷻ کے گھر مسجد الحرام کے انتظام کی تولیت کے حق دار تو وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کا خوف رکھتے ہیں۔ مشرکین کے حد درجہ بگاڑ اور اخلاقی گراوٹ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ نمازوں کے دوران سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا اُن کا کچھ بھی کام نہیں ہے۔ مشرکین مکہ حق کا راستہ روکنے کے لئے خوب مال خرچ کر رہے تھے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی راہ سے روکنے والے یہ مشرکین مغلوب ہوں گے، نیز مال خرچ کرنا عنقریب ان کے لئے حسرت کا باعث بن جائے گا۔ وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور روزِ قیامت ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اللہ ﷻ نے یہ ذکر بھی فرمایا ہے کہ وہ حق اور باطل کا فیصلہ فرما کر اہل ایمان اور اہل کفر کو علیحدہ علیحدہ کردے گا اور اہل کفر کے لئے اللہ ﷻ کا عذاب نازل ہو کر رہے گا اور بالآخر ان کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔



سُوْرَةُ الْاَنْفَال

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ
وہ آپ (ﷺ) سے مالِ غنیمت کے (حکم کے) بارے میں سوال کرتے ہیں آپ (ﷺ) فرما دیجیے مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول (ﷺ) کے لئے ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
تو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور آپس کے تعلقات درست رکھو اور اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ مومن تو بس وہی ہیں

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا
کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور جب اُن پر اس (اللہ) کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ (آیات) اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں

وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ؕ
اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں کچھ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ۚ
یہی لوگ سچّے مومن ہیں اِن کے لئے اِن کے رب کے پاس درجے ہیں اور مغفرت اور باعزت رزق ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠
(مالِ غنیمت کی تقسیم کا معاملہ بھی ایسے ہے) جیسے آپ (ﷺ) کا رب آپ کو (جہاد کے لئے) نکال لایا آپ کے گھر سے حق کے ساتھ

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ
حالانکہ (یہ معاملہ) مومنوں کے ایک گروہ کو ناپسند تھا۔ وہ آپ (ﷺ) سے حق کے بارے میں بحث کر رہے ہیں اِس کے بعد کہ وہ واضح ہو گیا تھا

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ
گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہوں اس حال میں کہ وہ اُسے دیکھ رہے ہوں۔ اور (یاد کرو) جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرما رہا تھا

اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ
کہ بے شک وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ بغیر کانٹے والا (غیر مسلح) گروہ تمہارے لئے ہو اور اللہ چاہتا تھا

اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
کہ اپنے کلمات سے حق کا حق ہونا ثابت فرمادے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ وہ (اللہ) حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ⑧ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

خواہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ (یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اُس (اللہ) نے تمہاری فریاد سن لی

اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ⑨

(اور فرمایا) کہ بے شک میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے درپے آنے والے ہیں۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

اور اللہ نے اس (وعدہ مدد) کو صرف خوشخبری بنایا اور تاکہ اِس سے تمہارے دل مطمئن ہوجائیں ورنہ (در حقیقت) مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے

ع ۱۰/۱ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ⑩ ع اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ

بے شک اللہ بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔ (یاد کرو) جب وہ (اللہ) تم پر غنودگی طاری فرما رہا تھا اپنی طرف سے سکون دینے کے لئے

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

اور اس نے تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ؕ⑪ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ

اور اِس کے ذریعہ تمہارے قدموں کو جما دے۔ (یاد کیجیے) جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

تو اُن کو ثابت قدم رکھو جو ایمان لائے (مگر) جنہوں نے کفر کیا عنقریب میں اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دوں گا لہٰذا تم اُن کی گردنوں کے اوپر ضرب لگاؤ

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ⑫ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ

اور اُن کے (ہاتھ اور پاؤں کے) ہر ہر پور پر ضرب لگاؤ۔ یہ اِس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑬ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ

اور جو اللہ اور اُس کے رسول ( ) کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔ (کافرو!) یہ (سزا) ہے تو اِسے چکھو

وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ⑭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ⑮

اور بے شک کافروں کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ اے ایمان والو! جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو جائے جنہوں نے کفر کیا تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

اور جو اُس دن اُن سے اپنی پیٹھ پھیرے گا سوائے اِس کے کہ جنگی چال کی وجہ سے ایسا کرے یا پلٹ کر (اپنی) جماعت کی طرف آنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں)

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑯

(ان کے علاوہ جو پیٹھ پھیرے گا) تو یقیناً وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ

تو (مسلمانو!) تم نے اُنہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُنہیں قتل کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) نے نہیں پھینکی وہ (مشت بھر خاک) جب آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) نے پھینکی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ

بلکہ (وہ) اللہ نے پھینکی تھی اور تاکہ اللہ اپنی طرف سے مومنوں کو (بلندیٔ درجات کے لئے) بہترین آزمائش سے گزارے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝١٧ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٨

بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ یہ تو تمہارا (معاملہ) ہوا اور بے شک اللہ کافروں کی چال کو کمزور کرنے والا ہے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

(کافرو!) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو یقیناً تمہارے پاس فیصلہ آچکا ہے اور اگر تم باز آجاؤ تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم وہی (کام) کرو گے

نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ

تو ہم بھی وہی (بدر جیسا معاملہ) کریں گے اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی اگرچہ وہ (تعداد میں) کتنی ہی زیادہ ہو

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٩ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ ع ٢ ٩

اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کی اطاعت کرو اور اِس (اطاعت) سے مُنہ نہ پھیرو

وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝٢٠ ۚۖ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١

جب کہ تم (احکام) سن رہے ہو۔ اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ (درحقیقت) وہ نہیں سنتے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٢٢ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا

بے شک اللہ کے نزدیک سب جانداروں میں سے بدتر وہ بہرے گونگے (لوگ) ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔ اگر اللہ اُن میں کوئی بھلائی جانتا

لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٣

تو اُنہیں ضرور سنوا دیتا اور اگر وہ اُنہیں سنوا بھی دے تو وہ ضرور بے رخی کرتے ہوئے مُنہ پھیر لیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کی پکار پر لبیک کہو جب وہ (رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) تمہیں اُس (بات) کی طرف بلائیں (جو) تمہیں زندگی بخشتی ہے

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٢٤

اور جان لو کہ بے شک اللہ بندہ اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بے شک اسی کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٥

اور اُس فتنہ سے ڈرو جو تم میں سے خاص طور پر صرف اُنہیں پر نہیں آئے گا جنہوں نے ظلم کیا ہے اور جان لو کہ بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ

اور یاد کرو جب تم (تعداد میں) کم تھے زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ تمہیں لوگ اُچک نہ لیں پھر اللہ نے تمہیں ٹھکانا عطا فرمایا

وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ

اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق عطا فرمایا تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے خیانت نہ کرو

وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ

اور نہ اپنی امانتوں میں جانتے بوجھتے خیانت کرو اور جان لو کہ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد (محض) آزمائش ہیں

ع ٣/٩ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

اور بے شک اللہ کے پاس بہت بڑا اَجر ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہیں حق و باطل کی تمیز (کی قوت) عطا کر دے گا

وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اور وہ تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ

اور (یاد کیجیے) جب وہ آپ (ﷺ) کے خلاف چالیں چل رہے تھے جنھوں نے کفر کیا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل (شہید) کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

اور وہ چالیں چل رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر (خفیہ) تدبیر فرمانے والا ہے۔ اور جب ان پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں

قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾

تو کہتے ہیں ہم نے (بہت) سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم (بھی) ایسا کلام کہہ لیں یہ تو صرف پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾

اور (یاد کرو) جب اُنہوں نے کہا اے اللہ! کہ اگر یہ (قرآن) ہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اُنہیں عذاب دے جب کہ آپ (ﷺ) ان کے درمیان موجود ہیں اور اللہ اُنہیں عذاب دینے والا نہیں ہے

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ اور اُن کے لئے کیا (وجہ) ہے کہ اللہ اُنہیں عذاب نہ دے جب کہ وہ مسجدِ حرام سے روکتے ہیں

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

اور وہ اس کے متولی (ہونے کے حق دار) نہیں اس کے متولی (ہونے کے حق دار) تو صرف پرہیزگار ہی ہیں

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٤ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ

لیکن ان میں سے اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔ اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز صرف یہی ہوتی تھی

اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ (بس) سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا تو چکھو عذاب کا مزہ اُس کفر کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً

(وہ) اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں تو عنقریب (مزید) اِسے خرچ کریں گے پھر یہ (مال) اُن کے لئے حسرت بنے گا

ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝٣٦ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

پھر وہ مغلوب کردیئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف جمع کیئے جائیں گے۔ تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے

وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ

اور سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ دے پھر اُن کو باہم ملا کر ڈھیر کردے پھر اُس (ڈھیر) کو (جہنم کی) آگ میں ڈال دے

ع اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٣٧

یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔



علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا، آپس کے معاملات کو درست رکھنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرنا اہل ایمان کی علامات ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت:۱)

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف رکھنا، تلاوتِ قرآنِ حکیم سے ایمان میں اضافہ ہونا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرنا، نماز قائم کرنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا یہ بھی سچے مومنین کی صفات ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیات:۲،۳)

۳۔ ظاہری وسائل کے بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنے اور اپنے معاملات اور مشکلات میں اس کے حضور دعاؤں کو اپنے اوپر لازم کرنے والے اہل ایمان کی دعاؤں کو اللہ تبارک وتعالیٰ یقیناً قبول فرماتا ہے اور ملائکہ کے وسیلہ سے ان کی مدد فرماتا ہے ہمیں بھی دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۹)

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا حکم آجانے کے بعد اس سے اعراض کرنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۲۰)

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ہر حکم کو اپنے تمام معاملات اور معمولات پر ترجیح دینی چاہیئے اور حکم پر عمل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کہ کہیں تاخیر کی وجہ سے عمل کی توفیق سے محرومی نہ ہو جائے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۲۴)

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے سے شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۲۶)

۷۔ مال اور اولاد کی محبت میں حد سے بڑھ جانا فتنہ کا باعث ہے جس کی وجہ سے بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ لہذا ہمیں اس محبت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے تابع کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۲۸)

۸۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور تقویٰ اختیار کرنے کے نتیجے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کو باطن کی بصیرت عطا فرماتا ہے نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے جس سے وہ حق اور باطل میں تمیز کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت:۲۹)

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے وجودِ مسعود اور استغفار کی بہت قدر و قیمت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی موجودگی اور استغفار کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے بچاؤ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت:۳۳)

۱۰۔ دشمنانِ دین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ سے روکنے کے لئے کتنی ہی کوششیں کرلیں بالآخر یہ طرزِ عمل ان کے لئے حسرت کا باعث ہو گا نیز وہ مغلوب ہو کر رہیں گے اور انہیں جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔ (سورۃ الانفال، آیت:۳۶)

۱۱۔ حق و باطل کی کشمکش کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ یوں کھرے اور کھوٹے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت:۳۷)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱ تا ۱۰ میں مالِ غنیمت کے حوالہ سے ابتدائی حکم دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے ہے۔ نیز مومنین کو آپس کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ درست رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(۲) آیات: ۱ تا ۱۰ میں مومنین کے حوالہ سے بیان ہوا ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا جاتا ہے تو ان کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کانپ اُٹھتے ہیں۔

(۳) آیات: ۱ تا ۱۰ میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور دلوں کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

(۴) آیات: ۲۰ تا ۲۸ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک سب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سے بدتر وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

(۵) آیات: ۲۰ تا ۲۸ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ کرو۔

(۶) آیات: ۲۰ تا ۲۸ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو آزمائش کہا گیا ہے۔

(۷) آیات: ۲۹ تا ۳۷ میں بتایا گیا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے متولی ہونے کے حقدار صرف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی ہیں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے:

۱- آیات: ۱ تا ۱۰ میں سچے مومنین کی کیا صفات بیان فرمائی گئی ہیں؟

۲- آیات: ۱۱ تا ۱۹ میں غنودگی طاری کرنے اور آسمان سے پانی برسانے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

۳- آیات: ۱۱ تا ۱۹ میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرشتوں کی طرف کیا وحی فرمائی؟

۴- آیات: ۱۱ تا ۱۹ میں مومنین کا کفار سے سامنا ہونے کی صورت میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۵- آیات: ۱۱ تا ۱۹ کی روشنی میں جواب دیں کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے کس عمل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے؟

۶- آیات: ۲۰ تا ۲۸ میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بلانے کے جواب کے حوالہ سے اہل ایمان کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

۷- آیات: ۲۹ تا ۳۷ کی روشنی میں جواب دیں کہ اگر اہل ایمان اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانی سے ڈریں اور تقویٰ اختیار کریں تو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ انہیں کن انعامات سے نوازے گا؟

سوال ۳ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ہجرتِ مدینہ منورہ کے حوالہ سے ایک نوٹ تحریر کریں؟

گھریلو سرگرمی

سورۃ الانفال کا آغاز لفظ "یَسْئَلُوْنَكَ" سے ہوا ہے جس کے معنی ہیں "وہ آپ سے سوال کرتے ہیں" اور اس کے بعد پوچھے گئے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے اسی طرح قرآنِ حکیم کی کئی آیات ایسی ہیں جن میں لفظ "یَسْئَلُوْنَكَ" مذکور ہے اور اس کے بعد پوچھے گئے سوال کا جواب بھی مذکور ہے۔ لفظ "یَسْئَلُوْنَكَ" سے شروع ہونے والی کوئی دس آیات تلاش کر کے نیچے دیئے گئے جدول کو مکمل کریں۔

نمبر شمار	سورت کا نام	آیت نمبر	سوال	جواب
۱				
۲				
۳				
۴				
۵				
۶				
۷				
۸				
۹				
۱۰				

کسی صاحبِ علم سے معلوم کریں کہ جہاد فی سبیل اللہ اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے اور دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔

جہاد فی سبیل اللہ	دہشت گردی
•	•
•	•
•	•
•	•
•	•

۱۴ شہداء بدر کے ناموں کی فہرست بنائیں، نیز جنگ بدر میں مسلمانوں اور کافروں کا تقابلی جائزہ لے کر ذیل میں دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔

شہداء بدر کے نام		

تقابل	افراد کی تعداد	جنگی ساز و سامان	سواریاں
مسلمان			
کفار			

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۲۰

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

سورۃ الانفال ۸ — رکوع: ۵ تا ۱۰ (آیات: ۳۸ تا ۷۵)

رکوع: ۵ تا ۱۰ (آیات: ۳۸ تا ۷۵) کے اہم مضامین

۱۔ تمام عالم میں غلبۂ دین تک کفار سے جنگ کا حکم
۲۔ جہاد و قتال کے آداب اور فیصلہ کن شے اللہ ﷻ کی مدد
۳۔ دین کے تقاضوں سے روگردانی کی سزا
۴۔ بھرپور جنگی تیاری اور اللہ ﷻ پر بھروسہ
۵۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ ﷻ اور مومنین کی تائید و نصرت
۶۔ جہاد کی ترغیب اور جنگی قیدیوں کے احکام
۷۔ بندۂ مومن کا خارجی کردار

رکوع: ۵ تا ۱۰ (آیات: ۳۸ تا ۷۵) کے چند نکات

رکوع: ۵ (آیات: ۳۸ تا ۴۴)

کافروں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور کفر پر جمے رہنے کے نتیجہ میں سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ اللہ ﷻ نے فتنے کے خاتمہ کے لئے جہاد و قتال کا حکم دیا ہے۔ ایسا معاشرہ جہاں اللہ ﷻ کے احکامات نافذ نہ ہوں وہ دراصل فتنہ کا شکار ہوتا ہے اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے اگر قتال بھی کرنا پڑے تو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ قتال فی سبیل اللہ کا اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ کا دین غالب ہو جائے اور اس کے احکامات عملاً نافذ ہو جائیں۔ ایمان والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ ﷻ ہی دراصل ان کی پشت پناہی اور حمایت فرمانے والا ہے۔ اموالِ غنیمت میں خمس کے حوالہ سے تفصیل دی گئی ہے کہ کن کن لوگوں کو مالِ غنیمت کے پانچویں حصہ میں سے دیا جائے گا۔ واقعہ بدر کے سلسلہ میں میدانِ جہاد کا کچھ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اللہ ﷻ ہی کی حکمت اور مشیت کے مطابق میدانِ بدر کا معاملہ پیش آیا تاکہ اللہ ﷻ ایمان والوں کی نصرت فرما کر حق و باطل کا فیصلہ فرما دے۔ یہ اللہ ﷻ ہی کی مشیت تھی کہ اہلِ ایمان نے کفار سے قتال کیا اور اس کے نتیجہ میں اللہ ﷻ کی مدد اہلِ ایمان کو حاصل ہوئی اور اللہ ﷻ نے کفار کے مقابلہ میں ایمان والوں کو ایک عظیم فتح عطا فرمائی۔

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> ”بے شک اسلام (قبول کرنا) گزشتہ (تمام گناہ) مٹا دیتا ہے اور بے شک ہجرت گزشتہ (تمام گناہ) مٹا دیتی ہے اور بے شک حج گزشتہ (تمام گناہ) مٹا دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

رکوع: ۶ (آیات: ۴۵ تا ۴۸)

جہاد اور قتال کے آداب بیان کیئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ جب بھی کفار کے ساتھ قتال میں ان کا سامنا ہو تو ڈٹ کر ان کا مقابلہ کریں اور اللہ ﷻ کا ذکر کثرت

> **فرمانِ نبوی ﷺ**
> ”لڑائیاں دو قسم کی ہیں، تو جس نے اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لئے لڑائی لڑی، اور اپنے امیر کی اطاعت کی، اور اپنا بہترین مال خرچ کیا، اور ساتھی کے لئے سہولت پیدا کی اور فساد سے اجتناب کیا تو اس کا سونا اور جاگنا سب اجر کا مستحق ہے، تاہم جس نے بڑائی کے اظہار، اور دکھاوے اور شہرت کے لئے جنگ کی، اور امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ کچھ ثواب لے کر نہ لوٹا (بلکہ الٹا عذاب کا مستحق ٹھہرا)۔“ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

سے کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ فتح اسباب، ہتھیاروں اور محنت سے نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے حاصل ہو گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرنے، باہمی اختلاف سے بچتے ہوئے نظم وضبط کی پابندی اور صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر وہ اِن باتوں سے اعراض کریں گے تو وہ متفرق ہو کر سست اور بے ہمت ہو جائیں گے۔ اس طرح کفار پر سے ان کا رُعب ختم ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ فخر و تکبر کی ممانعت کی گئی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کے تمام اعمال کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ مشرکین سے شیطان کی بے وفائی کا ذکر ہے کہ یہ شیطان مشرکین کو جنگ کے لئے بہلا پھسلا کر اور اطمینان دلا کر میدانِ بدر میں ان کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگ نکلا اور ان سے برأت کا اظہار کیا اور کہا جو مجھے نظر آرہے ہیں (فرشتے) انہیں دیکھنے سے تم قاصر ہو۔

رکوع: ۷ (آیات ۴۹ تا ۵۸)

منافقین کی بد اعتقادی اور بد زبانی کا ذکر ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اہل ایمان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے (معاذ اللہ) نیز ان کا کہنا تھا کہ یہ کتنے نادان ہیں کہ بدر کے میدان میں اپنے سے تین گنا بڑے لشکر سے ٹکرا گئے۔ اُن کی اس احمقانہ سوچ کا ذکر کر کے اس کا جواب دیا گیا کہ اصل چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ اہل ایمان نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور انہیں شاندار فتح سے نوازا۔ منافقین موت کے ڈر سے میدانِ جنگ میں نہیں آتے لیکن جب بستر پر بھی انہیں موت آئے گی تو فرشتے بطورِ سزا ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بزدلی، دنیاداری اور احکام دین سے روگردانی کا مزہ چکھو۔ کافروں کی ذلت و رسوائی والی موت کا حال بیان کیا گیا ہے اور مشرکین کے بارے میں ذکر ہے کہ انہوں نے سابقہ نافرمان اقوام کے طور و طریقے اختیار کیئے جس کی وجہ سے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوئے جیسا کہ قومِ فرعون اور ان سے پہلے گزری ہوئی اقوام۔ نیز یہود کے بارے میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ یہ عہد شکن قوم ہے اگر مسلمانوں سے کیئے گئے عہد کی یہ خلاف ورزی کرے اور خیانت کرے تو اس قوم سے معاہدہ ختم کر کے ان کے خلاف سخت اقدام کریں۔

رکوع: ۸ (آیات ۵۹ تا ۶۴)

مسلمانوں کو جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے لئے بھرپور تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں حتی الامکان اسلحہ اور دیگر اسباب کی فراہمی کی تلقین کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اہل ایمان کے دشمنوں کو مرعوب کیا جا سکے۔ اس ساری تیاری کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرے گا اس کا بھرپور اجر دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ البتہ اہل ایمان کو تلقین کی گئی ہے کہ بھروسہ جنگی تیاریوں پر نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہی کیا جائے جو مسبب الاسباب ہے۔ کامیابی جنگی تیاری سے نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت سے حاصل ہو گی اگر دشمن صلح پر آمادہ ہوں تو ضرورت و مصلحت کے مطابق صلح کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ دھوکہ بازی اور عہد شکنی کا مظاہرہ کریں تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ایمان والوں کی مدد و نصرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ہو گی۔ پھر اس انعام الٰہی کا تذکرہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و مہربانی سے باہمی الفت و محبت کی شکل میں مسلمانوں پر فرمایا۔ یہ باہمی الفت و محبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

رکوع: ۹ (آیات ۶۵ تا ۶۹)

اہل ایمان کو قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ صبر کرنے اور ڈٹے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے اور اسی مدد کے طفیل ایمان والوں کو کفار کے مقابلہ میں غلبہ عطا ہو گا۔ جنگی قیدیوں کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی فطری نرمی اور مصلحت

کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مشورہ پر عمل کیا کہ بدر میں قید کیئے گئے کفار کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اس حوالہ سے توجہ دلائی گئی ہے کہ بدر کا ہی موقع تھا کہ جب کفار کی کمر توڑ دینے کے لئے انہیں قتل کر دیا جاتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی فطری نرمی اور رحمت للعالمین ہونے کے ناطے اس رائے پر عمل فرمایا تھا۔ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اس معاملہ کے حوالے سے درگزر فرمانے کا اعلان ہوا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جو بھی فدیہ قیدیوں سے وصول کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اس کو حلال اور طیّب قرار دیا گیا کہ یہ مالِ غنیمت کی طرح ہے، اس سے مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اسے بغیر کسی شک وشبہ کے استعمال کر سکتے ہیں۔

رکوع:۱۰ (آیات ۷۰ تا ۷۵)

بدر کے قیدیوں سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اجر عطا کیئے جانے کا وعدہ ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان قبول کر لیں تو ان سے جو فدیہ لیا گیا یہ ایمان کی دولت اس فدیہ سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔ مجاہدین، مہاجرین اور انصارِ مدینہ کے فضائل و مراتب کا بیان ہے۔ پکے اور سچے ایمان والوں کا ذکر ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی اور مال و جان سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ اسی طرح وہ انصار مدینہ جنہوں نے مہاجرین کو ٹھکانا دیا اور ان کی مدد کی یہ بھی سچے اہل ایمان میں شامل ہیں۔ ان سب اہل ایمان کو ایک دوسرے سے خوب محبت کرنی چاہیئے اور ایک دوسرے کے لئے ایثار کرنا چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ دین دشمن کفار کے لئے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو باطل کے خلاف بھرپور وار نہ کیا جا سکے گا اور زمین میں فساد برپا رہے گا۔ بتایا گیا کہ جو لوگ ایمان لائے، جنہوں نے ہجرت کی، مال اور جان سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے ان کی مدینہ شریف میں نصرت کی، یہ سب کے سب پختہ ایمان والے ہیں۔ مذکورہ بالا صفات رکھنے والے اہل ایمان کے لئے بخشش بھی ہے اور عزت والا اجر بھی ہے، ایمان کے رشتہ کی نسبت سے یہ سب آپس میں بھائی بھائی بھی ہیں۔ البتہ یہ بات بھی واضح کی گئی کہ قریبی رشتہ دار وراثت کے احکامات کے حوالہ سے ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں مثلاً وراثت کے احکام کے حوالہ سے جو قریبی رشتہ دار ہیں انہی میں مالِ وراثت تقسیم ہوتا ہے اور اس کا حق انہی قریبی رشتہ داروں کو ہے جن کا حق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآنِ کریم میں بیان فرما رہا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

"جو شخص کسی مسلمان کی دنیا کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور کرے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس سے اس کی آخرت کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور فرما دے گا۔" (صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ

آپ (ﷺ) اُن لوگوں سے فرما دیجیے جنھوں نے کفر کیا اگر وہ باز آجائیں تو اُنہیں معاف کر دیا جائے گا جو (ان سے سرزد) ہو چکا

وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

اور اگر وہ (پچھلے کرتوت) دہرائیں تو یقیناً پہلے (نافرمان) لوگوں کے ساتھ (ہمارا) طریقہ (ان کے سامنے) گزر چکا ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

اور (مسلمانو!) اُن (کافروں) سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ

تو بے شک اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اگر یہ منہ موڑ لیں تو جان لو بے شک اللہ ہی تمہارا کارساز ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

(وہ) کیا ہی بہترین کارساز اور کیا ہی بہترین مددگار ہے۔ اور جان لو کہ تم جو کوئی چیز غنیمت میں حاصل کرو

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے اور رسول (ﷺ) کے لئے اور (رسول ﷺ کے) رشتہ داروں کے لئے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں (کے لئے) اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اُس (چیز) پر جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر فیصلہ کے دن نازل فرمائی

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا

جس دن دو لشکر مدِّ مقابل ہوئے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ (یاد کرو) جب تم وادی (بدر) کے قریبی کنارے پر تھے

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ

اور وہ (لشکرِ کفار کے) لوگ وادی کے دور والے کنارے پر تھے اور (تجارتی) قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا

اور اگر تم آپس میں (قتال کے لئے) وقت طے کرتے تو ضرور وقتِ مقرر میں اختلاف کرتے لیکن (قتال اس لئے ہوا) تاکہ اللہ اُس کام کو پورا کر دے

كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ

جو ہو کر رہنا تھا تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ ہلاک ہو واضح دلیل (دیکھنے) کے بعد اور جسے زندہ رہنا ہے وہ زندہ رہے واضح دلیل (دیکھنے) کے بعد

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ

اور یقیناً اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ (یاد کیجیے) جب اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) کو آپ کے خواب میں وہ (کافر تعداد میں) کم کر کے دکھائے

وَلَوْ اَرٰكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ

اور اگر وہ تمہیں اُنہیں زیادہ دکھاتا تو (مسلمانو!) تم ضرور ہمت ہار جاتے اور (قتال کے) معاملہ میں باہم جھگڑتے لیکن اللہ نے (تمہیں) بچا لیا

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ

بے شک وہ سینوں کے رازوں کو بھی خوب جاننے والا ہے۔ اور یاد کرو جب وہ (اللہ) تمہیں اُن (کافروں) کو دکھا رہا تھا جب تم مد مقابل ہوئے

فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ

(انہیں) تمہاری آنکھوں میں کم کر کے (دکھایا) اور تمہیں اُن کی آنکھوں میں کم کر کے دکھایا تاکہ اللہ اُس کام کو پورا کر دے جو ہو کر رہنا تھا

ع ٥/٧ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا

اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اے ایمان والو! جب تمہارا کسی لشکر سے مقابلہ ہو جائے تو تم ثابت قدم رہو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ ج وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ اور اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو (ورنہ) تم کم ہمت ہو جاؤ گے

وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾ ج وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور (محض) لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور جو (اعمال) وہ کرتے ہیں اللہ اس کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ اور (یاد کرو) جب شیطان نے ان (کافروں) کے اعمال کو ان کے لئے خوش نما بنا دیا

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ

اور اس نے کہا آج لوگوں میں سے تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور بے شک میں بھی تمہارا حمایتی ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ

(تو) وہ اُلٹے قدموں بھاگا اور اس نے کہا میں تم سے بری ہوں بے شک میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے بے شک میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ (ع ۶/۴)

اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (اور یاد کرو) جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض تھا کہہ رہے تھے انہیں اِن کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى

اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بے شک اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اور (اے مخاطب!) کاش تم (وہ منظر) دیکھتے

اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں (تو) وہ اُن کے چہروں پر اور اُن کی پیٹھوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ (اب) چکھو جلنے کا عذاب۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

یہ ان (گناہوں) کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (ان کافروں کا) حال آل فرعون کی طرح

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ

اور ان سے پہلے لوگوں (جیسا ہے) اُنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں (عذاب میں) پکڑ لیا

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ

بے شک اللہ بہت قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (عذاب) اِس لئے کہ اللہ کسی نعمت کو بدلنے والا نہیں جس کا اُس نے کسی قوم پر انعام فرمایا ہو

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ

یہاں تک کہ وہی (کفرانِ نعمت کرتے ہوئے) اپنے آپ کو بدل ڈالیں اور بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

(ان کافروں کا) حال (بھی) آل فرعون کی طرح اور ان سے پہلے لوگوں (جیسا ہے) اُنہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

تو ہم نے اُنہیں اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ہم نے آلِ فرعون کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۖ ۚ

بے شک زمین پر چلنے والے جانداروں میں اللہ کے نزدیک بد ترین وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

وہ (یہود) جن سے آپ (ﷺ) نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور وہ (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

تو اگر آپ (ﷺ) اُن پر جنگ میں غالب آجائیں تو (اُنہیں ایسی سزا دیں کہ) جو اُن کے پیچھے ہیں اُنہیں تتر بتر کر دیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

اور اگر آپ (ﷺ) کسی قوم سے خیانت (کا اندیشہ) محسوس کریں تو (اُن کا معاہدہ) اُن کی طرف واضح طور پر پھینک دیں

ع ۷ ۱۰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَآئِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَبَقُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ لَا يُعۡجِزُوۡنَ ﴿۵۹﴾

بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور کافر ہرگز خیال نہ کریں کہ وہ بچ کر نکل گئے بے شک وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتے۔

وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَيۡلِ

اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لئے تیار رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو اور پلے ہوئے گھوڑے (بھی)

تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ لَا تَعۡلَمُوۡنَهُمۡ ۚ اَللّٰهُ يَعۡلَمُهُمۡ ؕ

تم اِس (جنگی تیاری) سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو ڈراتے رہو اور اُن کے علاوہ کچھ دوسروں کو (بھی) جنہیں تم نہیں جانتے اللہ اُنہیں جانتا ہے

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۶۰﴾

اور تم اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے (اُس کا اجر) تمہیں پورا دیا جائے گا اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ (ﷺ) بھی اُس کی طرف مائل ہو جائیے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیئے

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ

بے شک وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ (کفار) ارادہ کریں کہ وہ آپ (ﷺ) کو دھوکہ دیں

فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۲﴾

تو بے شک اللہ آپ (ﷺ) کے لئے کافی ہے وہی ہے جس نے آپ (ﷺ) کو اپنی نصرت سے اور مومنوں کے ذریعہ قوت عطا فرمائی۔

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا

اور اس (اللہ) نے اُن (مومنوں) کے دلوں میں الفت پیدا فرمادی جو کچھ زمین میں ہے اگر آپ وہ سب کا سب (بھی) خرچ کرتے

مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۶۳﴾

(تو بھی) اُن کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کرسکتے تھے لیکن اللہ نے اُن کے درمیان الفت پیدا فرمادی بے شک وہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ع ۸ ۶ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۴﴾

اے نبی! (ﷺ) کافی ہے آپ کے لئے اللہ اور (وہ بھی) جو آپ کے فرماں بردار ہیں ایمان والوں میں سے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلَى الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ يَغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ ۚ

اے نبی! (ﷺ) مومنوں کو قتال کی ترغیب دلایئے اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے (جنگجو) ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

اور اگر تم میں سے ایک سو (ثابت قدم رہنے والے) ہوں تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لئے کہ یہ (کافر) وہ لوگ ہیں جو کچھ سمجھتے نہیں۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

اب اللہ نے تم سے (بوجھ) ہلکا کر دیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے تو اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

اور اگر تم میں سے ایک ہزار (صبر کرنے والے) ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ

یہ بات کسی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ اس کے پاس (جنگی) قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں) کا اچھی طرح خون نہ بہا دے تم دنیا کا سامان چاہتے ہو

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ

اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے (عدمِ عذاب کا) حکم طے شدہ نہ ہوتا

لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ

(تو) جو تم نے لیا ہے ضرور تمہیں اُس کے بدلہ میں بہت بڑی سزا پہنچتی۔ پس اس میں سے کھاؤ جو تم نے حلال پاکیزہ غنیمت حاصل کی ہے

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ ع ۹ ۵

اور تم اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے نبی! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ اُن سے فرما دیجئے

فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ

جو قیدی تمہارے قبضہ میں ہیں اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی جانی تو تمہیں (اُس فدیہ سے) بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لیا گیا ہے

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اگر وہ آپ سے خیانت کرنا چاہیں

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

تو یقیناً وہ اِس سے پہلے اللہ سے (بھی) خیانت کر چکے ہیں پھر اس (اللہ) نے اُنہیں (آپ کے) قابو میں دے دیا اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور وہ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور اُن کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو لوگ ایمان (تو) لائے

وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَّلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوا ۚ

اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہارے لئے اُن سے دوستی کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ

اور اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو تم پر اُن کی مدد کرنا لازم ہے سوائے (اس صورت میں کہ جب یہ مدد اس) قوم کے خلاف (ہو)

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) کوئی معاہدہ ہو اور جو تم کر رہے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ان (احکام) پر عمل نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد پھیلے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ

اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور (اُن کی) مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ

ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔ اور وہ لوگ جو بعد میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا تو وہ بھی تم ہی میں سے ہیں

ع ١٠ ٦ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ ع

اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (صلہ رحمی و میراث کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔



علم و عمل کی باتیں

۱۔ کفر و شرک اور دین میں رکاوٹیں ڈالنے سے باز آجانے والوں کے لئے معافی کا اعلان ہے جب کہ سرکشی پر ڈٹے رہنے والوں کا انجام ہلاکت ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۳۸)

۲۔ دینِ اسلام میں جہاد و قتال کا ایک اہم مقصد فتنہ کا خاتمہ اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی زمین پر اس کے دین کا غلبہ بھی ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۳۹)

۳۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی اہل ایمان کا کارساز اور مددگار ہے۔ اہل ایمان کو کفار کی ہٹ دھرمی کی صورت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی راہ میں اُن سے جہاد و قتال کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۴۰)

۴۔ غزوہ بدر کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے یوم الفرقان یعنی حق اور باطل میں فرق کر دینے والا دن قرار دیا ہے جب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی نصرت سے اہل ایمان کی قلیل جماعت نے کفار کے بڑے لشکر کو شکستِ فاش دی۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۴۱)

۵۔ وقت مقرر کئے بغیر جہاد کے آغاز کا مقصد اس کام کی تکمیل تھی جس کا مکمل ہونا علم ازلی میں مقرر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت واضح ہو کیونکہ اگر تم وقت مقررہ پر نکلنے کا عہد کرتے تو ان کی کثرت اور اپنی قلت کو دیکھ کر متزلزل ہو جاتے لیکن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ایسی صورت کے پیش نظر حجت قائم کرنا چاہتا تھا کہ اس حیرت انگیز فتح کو دیکھ کر بھی جو کافر کفر پر ہلاک ہو تو اس کے سامنے ہماری قائم کردہ حجت ہو اور جو مسلمان جئے تو وہ بھی حق پر اسی عظیم فتح کی بنا پر ایک دلیل رکھتا ہو۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۴۲)

۶۔ مرحلہ قتال کے حوالہ سے ثابت قدمی، ذکرِ الٰہی، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت، باہمی تنازعہ سے اجتناب اور صبر و تحمل کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (سورۃ الانفال، آیات: ۴۵، ۴۶)

۷۔ شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے جو اُنہیں بُرے اعمال کو خوب مزین کر کے دکھاتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی نافرمانی پر آمادہ کرے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۴۸)

۸۔ ایمان کے جھوٹے دعوے دار منافقین دین اسلام کی سچائی اور غلبہ کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار رہتے ہیں جبکہ سچے اہل ایمان ہر قسم کے پروپیگنڈے کے باوجود اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۴۹)

۹۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، وہ لوگوں کو سزا اُن کے جرائم ہی کی وجہ سے دیتا ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۵۱)

۱۰۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اہل ایمان کو دشمنان دین کے مقابلہ کے لئے تیار رہنے اور ہر دور کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق جنگی ساز و سامان کی تیاری اور فراہمی کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۶۰)

۱۱۔ سچے ایمان والے وہ ہیں جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی راہ میں ہجرت اور اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں مزید برآں آپس میں خیر خواہی اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد و نصرت کرتے ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت: ۷۴)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۳۸ تا ۴۴ میں بیان ہوا ہے کہ کفار سے اس وقت تک لڑتے رہو جب تک کہ کوئی ــــــــــــــــ باقی نہ رہے اور ــــــــــــ پورے کا پورا اللہ ﷻ ہی کے لئے ہو جائے۔

(۲) آیات: ۴۹ تا ۵۸ میں بتایا گیا ہے کہ منافقین اور جن کے دلوں میں مرض تھا وہ یہ کہتے تھے کہ مومنوں کو ان کے ــــــــــــ نے ــــــــــــ میں ڈال رکھا ہے۔

(۳) آیات: ۴۹ تا ۵۸ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کسی قوم پر انعام فرمائی ہوئی ــــــــــ کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اس ــــــــــ کی ناشکری کرتے ہوئے اپنے آپ کو نہ بدل ڈالے۔

(۴) آیات: ۴۹ تا ۵۸ میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کفار ــــــــــ کی طرف مائل ہوں تو آپ ﷺ بھی اُس کی طرف مائل ہو جائیں۔

(۵) آیات: ۵۹ تا ۶۴ میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ ﷺ کو کسی قوم سے ــــــــــــ کا اندیشہ ہو تو آپ ﷺ اُن کا ــــــــــــ اُن کی طرف واضح طور پر ختم کر دیجیے۔

(۶) آیات: ۵۹ تا ۶۴ میں فرمایا گیا ہے کہ ــــــــــــ کے لئے اللہ ﷻ کافی ہے۔ اور (وہ بھی) جو آپ کے فرماں بردار ہیں ــــــــــ والوں میں سے۔

(۷) آیات: ۷۰ تا ۷۵ میں نبی کریم ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ اُن لوگوں سے فرما دیں کہ جو ــــــــــ تمہارے قبضہ میں ہیں اگر اللہ ﷻ نے تمہارے ــــــــــ میں کوئی بھلائی جانی تو تمہیں (اُس فدیہ سے) بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لیا گیا ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۳۸ تا ۴۴ میں قتال فی سبیل اللہ کا کیا مقصد بیان کیا گیا ہے؟

۲- آیات: ۳۸ تا ۴۴ کی روشنی میں جواب دیں کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ کس کا ہے؟

۳- آیات: ۳۸ تا ۴۴ میں اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو خواب میں کفار کی تعداد کم کر کے دکھانے کی کیا حکمت بیان فرمائی ہے؟

۴- آیات: ۴۵ تا ۴۸ میں ایمان والوں کو کافروں سے مقابلہ کے وقت کے لئے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۵- آیات: ۴۵ تا ۴۸ میں شیطان نے کافروں کو جنگ کے لئے کس طرح اکسایا؟

۶- آیات: ۵۹ تا ۶۴ میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد و قتال کی تیاری کے حوالہ سے کیا ترغیب دلائی گئی ہے؟

۷- آیات: ۶۵ تا ۶۹ میں قیدیوں کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۳ دین کی سربلندی اور اس کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی اہمیت و فضیلت پر نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- ہجرتِ مدینہ طیبہ کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اندرونی اور بیرونی استحکام کے لئے بہت سارے اقدامات فرمائے جو تمام سربراہانِ مملکت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی کتابوں سے ان کی تفصیل تلاش کرکے ایک فہرست بنائیں۔
- حالتِ نزع اور موت کے بعد مومن اور کافر کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کسی صاحب علم کی مدد سے احادیث مبارکہ کی روشنی میں نیچے دیئے گئے جدول میں مومن اور کافر کی کیفیات کا تقابل کریں۔

تقابل	مومن	کافر
روح نکالنے والے فرشتوں کی کیفیت؟		
جان کس طرح نکالی جاتی ہے؟		
نامۂ اعمال کہاں رکھا جاتا ہے؟		
فرشتے قبر میں مندرجہ ذیل سوال پوچھتے ہیں ان کا انہیں کیا جواب ملتا ہے؟ ۱۔ تیرا رب کون ہے؟ ۲۔ تیرا دین کیا ہے؟ ۳۔ اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ ۴۔ تمہیں ان کا علم کیسے ہوا؟		
ان سوالات کے جواب کے بعد کیا جزا و سزا دی جاتی ہے؟		
انسان کا عمل کس شکل میں قبر میں آتا ہے اور اس سے کیا مکالمہ ہوتا ہے؟		

- سورۃ الانفال، آیت: ۶۰ میں اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد و قتال کے لئے قوت تیار رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ پہلے دور میں اونٹوں اور گھوڑوں وغیرہ کے ذریعہ قتال کیا جاتا تھا اور قتال میں تلواریں، ڈھال، نیزے وغیرہ استعمال کیئے جاتے تھے مگر اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جنگوں میں جدید ہتھیار اور لڑاکا طیارے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ جس کی تباہی پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے۔ لہٰذا کسی صاحب علم یا دیگر ذرائع کی مدد سے معلوم کریں کہ پاکستان اس وقت جنگی قوت کے لحاظ سے کس قدر مستحکم ہے؟ اور ہمارے پاس کیا فوجی ساز و سامان ہے؟ اور ہمیں دشمن کے مقابلہ میں کس قدر قوت درکار ہے اور ہماری جنگی تیاریاں کس قدر ہیں؟

دستخط استاد مع تاریخ: ______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ______________

سبق: ۲۱

سُوْرَةُ التَّوْبَة

تعارف اور وجہ تسمیہ

یہ مدنی سورت ہے جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی۔ مفسرین نے اس سورت کے متعدد نام ذکر کیے ہیں لیکن زیادہ مشہور دو نام ہیں "سورۃ التوبہ" اور "سورۃ البرآۃ"۔ سورۃ التوبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں بعض ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خصوصی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک کی مہم میں شریک نہ ہو سکے اور بعد میں انہوں نے اپنی اس خطا پر اعتراف کرتے ہوئے سچی توبہ کی۔ سورۃ برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ "برأۃ" کے معنی کسی سے بری، بیزار، لا تعلق اور دست بردار ہونا ہے۔ اس سورت کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے بری الذمہ ہونے کا اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مشرکین سے بری اور بیزار ہیں۔

اس سورت میں مسلمانوں کو منافقین سے نجات دینے کی بھی بات کی گئی ہے، کیونکہ اس سورۃ میں منافقین کی سزا کے متعلق آیت نازل ہوئی، جس کے نتیجہ میں رسول اللہ ﷺ نے کئی منافقین کو نام لے لے کے مسجدِ نبوی شریف سے نکال دیا اور عذابِ قبر سے پہلے ہی انہیں ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ

سورۃ التوبہ قرآن کریم کی سات طویل سورتوں میں سے ساتویں بڑی سورت ہے، جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قرآن مجید کی یہ پہلی سات سورتوں (کے علم) کو حاصل کر لیا وہ بہت بڑا عالم بن گیا۔" (مسند احمد)

شانِ نزول

رجب ۹ ہجری میں جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقین طرح طرح کی جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلانے لگے تاکہ مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پھیلے۔ چنانچہ مشرکین نے ان تمام معاہدوں کو توڑنا شروع کیا جو انہوں نے رسول مکرم ﷺ سے کر رکھے تھے۔ مشرکین کا گمان اور خیال یہ تھا کہ مسلمان قیصر روم کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ مشرکین سے برأت اور قطع تعلق کا اعلان کر دیں اور ان کے معاہدات کو ختم کر دیں تاکہ مسلمانوں کی طرف معاہدہ توڑنے کی نسبت نہ ہو۔

جب آپ ﷺ سفر تبوک سے واپس آئے تو اس سورت کی شروع کی تیس یا چالیس کے قریب آیات نازل ہوئیں اور بقیہ آیات متعلقہ مواقع پر نازل ہوتی رہیں۔ ابتدائی آیات کے نزول کے وقت زمانہ حج کا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر بھیج دیا۔ وہ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: "کہ تم یہ آیاتِ برأت لے کر جاؤ اور حج کے دن میں ان کا اعلان عام کر دو۔" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے قافلہ سمیت مکہ کی طرف جا رہے تھے کہ اونٹنی کے بلبلانے کی آواز کان میں آئی۔ فوراً پہچان گئے اور فرمانے لگے "یہ تو میرے رسول مکرم (ﷺ) کی اونٹنی کی آواز ہے۔" جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قریب پہنچے تو پوچھا: "کیا آپ کو امیر بنا کر بھیجا گیا ہے یا مامور بنا کر؟" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: "امیر الحج آپ ہی ہیں میں تو مامور بن کر آیا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

چنانچہ دسویں ذی الحجہ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں اللہ کے رسول ﷺ کا بھیجا ہوا ہوں اور اس سورت کی ابتدائی آیات تلاوت فرما کر چند باتوں کا اعلان فرمایا۔

یہ اعلان چونکہ ایسے وقت میں ہوا تھا جب تقریباً تمام عرب قبائل وہاں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ لوگو! میں تمہارے لئے چار حکم لایا ہوں:

۱۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک خانہ کعبہ کے پاس نہ آئے۔

۲۔ کوئی شخص برہنہ ہو کر طوافِ کعبہ نہ کرے۔

۳۔ جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہو گا۔

۴۔ گزشتہ وقت میں جو معاہدات نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوئے تھے، وہ سب ختم ہوئے۔ البتہ جن لوگوں نے معاہدوں کی خلاف ورزی نہ کی وہ معاہدہ اپنی مدت تک قائم رہے گا اور جس معاہدہ کی مدت معین نہیں ہے اس کی میعاد چار مہینے کے بعد ختم ہو جائے گی۔

چار ماہ گزرنے کے بعد کفار و مشرکین کے لئے دو ہی راہیں تھیں، وہ اسلام لے آئیں ورنہ قتل کے لئے تیار ہو جائیں۔ یا پھر وہ جزیرۃ العرب سے باہر نکل جائیں تاکہ اسلام کا قلب اور مرکز ان کے کفر اور شرک کی نجاست سے پاک ہو جائے۔

سورۃ التوبہ کے نزول سے پہلے کے حالات و واقعات

کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ذی قعدہ ۶ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے باعث مسلمانوں کو امن و سکون کے ساتھ دعوتِ اسلام پھیلانے کا موقع مل گیا۔ مگر بعد کے چند واقعات کی بنا پر جب اہل مکہ کی طرف سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی گئی تو مسلمانوں کی دینی، معاشرتی اور تہذیبی عظمت فتح مکہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ پورا عرب اس انقلاب سے متاثر ہوا تو کفار کے بچے کھچے قبائل بنو ہوازن، بنو ثقیف، بنو نضر اور بنو جشم وغیرہ نے حنین میں اپنی طاقت اکٹھی کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حنین کی جانب پیش قدمی فرمائی۔ چنانچہ کافروں کو اس غزوہ میں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ یوں نظام جاہلیت اپنی تمام تر رسومات کے ساتھ خطۂ عرب سے حنین کے میدان میں زمین بوس ہوگیا۔ اس کے بعد لوگ جوق در جوق دینِ اسلام قبول کرنے لگے۔ سورۃ النصر ۱۱۰، آیت: ۲ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی منظر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ "اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں" آپ ﷺ نے اسی عرصہ میں مختلف سربراہانِ مملکت کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے اور مختلف ممالک میں وفود روانہ کیئے۔ جس کے نتیجہ میں بصرہ اور روم سے شدید مخالفت اور اسلامی سفیر کو شہید کرنے کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔ اسی تناظر میں بعد ازاں غزوۂ تبوک کے سفر کے لئے آپ ﷺ روانہ ہوئے۔ اس سورت کی زیادہ تر آیات اسی تناظر میں نازل ہوئی ہیں۔

سورۃ الانفال سے ربط اور مناسبت

۱۔ مضامین کے اعتبار سے یہ سورۃ انفال کا تکملہ ہے۔ یعنی وہ مضامین جو سورۃ الانفال میں مختصر بیان ہوئے سورۃ التوبہ میں ان کی تکمیل ہوگئی۔

۲۔ ان دونوں سورتوں میں بہت مشابہت اور یکسانیت ہے کیونکہ ان دونوں میں اسلامی ریاست کے لئے داخلی اور خارجی احکام کے ساتھ صلح اور قتال کے اصول و قواعد بیان کیئے گئے ہیں۔

۳۔ سورۃ التوبہ میں مومنین، کفار اور منافقین کے احوال بیان کیئے گئے ہیں اور دیگر اقوام اور قبائل کے ساتھ معاہدوں کا ذکر ہے، البتہ سورۃ الانفال میں غیر مسلموں کے ساتھ کیئے ہوئے معاہدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ التوبہ میں کفار کی طرف سے عہد شکنی کی ابتدا کی صورت میں ان معاہدوں کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ دونوں سورتوں میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کو بیت اللہ میں آنے سے روکا جائے۔ دونوں سورتوں میں اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، مشرکین اور اہل کتاب سے جہاد اور قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

ابتدا میں بسم اللہ نہ لکھنے کا مسئلہ

یہ قرآن مجید کی واحد سورت ہے جس کے آغاز میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ درج نہیں ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے آغاز میں بسم اللہ نہیں لکھوائی تھی اور بعد میں آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے یہی سلسلہ جاری رہا۔

بسم اللہ کے نہ لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ سورۃ برأت کا نزول امان کا حکم اٹھالینے کے لئے ہوا اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ امان (کی تعلیم) ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کہ سورۃ برأت میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کیوں نہیں لکھی گئی، آپ نے فرمایا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ امان ہے اور سورۃ برأت مشرکین کے بارے میں تلوار لے کر اتری ہے۔

مرکزی مضمون

۱۔ مشرکین سے برأت ۲۔ کفار کا حرم شریف سے اخراج ۳۔ منافقین کی پردہ دری اور رسوائی ۴۔ چند غزوات اور واقعات کا ذکر

اہم مضامین پر ایک نظر

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مشرکوں سے بیزاری اور آئندہ انہیں بیت اللہ کے قریب نہ آنے دینے کا اعلان ہے۔ مسجد کی تعمیر اور نگرانی کے لئے ایمان کامل کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ہجرت کرنے والے مومنین کی فضیلتوں اور غزوۂ حنین کا تذکرہ ہے۔ یہود و نصاریٰ کا پیغمبروں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے کا بیان ہے نیز مشرکین کی طرف سے حرمت والے مہینوں میں اپنی مرضی سے ردوبدل کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ اہل ایمان کو قتال فی سبیل اللہ کے لئے اُبھارا گیا ہے اور منافقین کی سرزنش کی گئی ہے۔ دورانِ ہجرت غارِ ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا تذکرہ ہے۔

منافقین کی مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سازشیں اور منافقانہ حرکتیں بھی بے نقاب کی گئی ہیں۔ زکوۃ کے مصارف اور مومن مجاہدین کی تعریف اور جہاد کرنے کی ترغیب کا بیان ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ کا ذکر ہے جو جنگِ تبوک میں شرکت سے رہ گئے تھے۔ جہاد اور علم کی فضیلت کے بیان کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی صفاتِ عالیہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ

۱۔ آیات ۱ تا ۲۲: مشرکین عرب سے برأت کا اعلان، مشرکین سے کیئے گئے معاہدوں کی تجدید سے انکار، اہل ایمان کو کفر کے پیشواؤں سے قتال کا حکم۔

۲۔ آیات ۲۳ تا ۲۸: کفر کو پسند کرنے والے تمام خونی رشتوں سے بھی قلبی تعلق و دوستی کی ممانعت اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کی محبت کی تمام رشتوں اور دنیاوی تقاضوں پر ترجیح۔

۳۔ آیات ۲۹ تا ۳۵: اہل کتاب کے تعلق سے اسلامی ریاست کی پالیسی اور اسلام دشمنی پر انجام سے آگاہی۔

۴۔ آیات ۳۶ اور ۳۷: حرمت والے مہینوں کا احترام ملحوظ رکھنے کی ہدایت اور ان میں ردوبدل پر سرزنش۔

۵۔ آیات ۳۸ تا ۳۹: غزوۂ تبوک کے موقع پر اہل ایمان کو ہدایات واحکامات۔

۶۔ آیات ۴۰ تا ۴۱: بوقتِ ہجرت رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ ﷻ کی خاص تائید و نصرت، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت۔

۷۔ آیات ۴۲ تا ۵۹: رسول اللہ ﷺ کی عظمت و دل جوئی، غزوۂ تبوک کے بعد کے حالات و واقعات اور منافقین کی اسلام دشمن تخریبی کاروائیوں کی وضاحت۔

۸۔ آیات ۶۰ تا ۷۰: حضور نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی اور گستاخی کی بنا پر منافقین کا عبرت ناک انجام۔

۹۔ آیات ۷۱ اور ۷۲: سچے اہل ایمان کو کامیابی کی خوشخبری۔

۱۰۔ آیات ۷۳ تا ۸۷: منافقین کے ساتھ سختی برتنے کا حکم، انہیں اصلاح عمل کی ترغیب، قتال فی سبیل اللہ سے کنارہ کشی اور پہلو تہی پر ان کی مذمت۔

۱۱۔ آیات ۸۸ اور ۸۹: رسول اللہ ﷺ کے مخلص ساتھیوں کی قربانیوں کی قدردانی اور انہیں کامیابی کی بشارت۔

۱۲۔ آیت ۹۰: بدو عربوں کو منافقانہ طرزِ عمل اختیار کرنے پر سخت سزا کی وعید۔

۱۳۔ آیات ۹۱ اور ۹۲: حقیقی عذر کی بنا پر قتال میں شریک نہ ہونے والوں کو تسلی۔

۱۴۔ آیات ۹۳ تا ۹۶: قتال سے جی چرانے والوں کے جھوٹے عذر بے نقاب۔

۱۵۔ آیات ۹۷ تا ۱۰۱: منافقین کو بُرے انجام کی خبر اور مومنین کو رحمتِ الٰہی کی بشارت اور ان کی تحسین۔

۱۶۔ آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶: غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ جانے والے مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر۔

۱۷۔ آیات ۱۰۷ تا ۱۱۰: مسجدِ ضرار کی تعمیر کی آڑ میں منافقین کی سازش کی بے نقابی۔

۱۸۔ آیات ۱۱۱ اور ۱۱۲: مخلص مومنین کے اوصاف اور ان کے لئے کامیابی کی خوشخبری کا بیان۔

۱۹۔ آیات ۱۱۳ تا ۱۱۶: مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت۔

۲۰۔ آیات ۱۱۷ تا ۱۱۹: پیچھے رہ جانے والے سچے اہل ایمان کی خطا کی معافی اور قبولیت توبہ کا اعلان۔

۲۱۔ آیات ۱۲۰ تا ۱۲۲: بدوی عربوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کامل وفاداری نیز دین کا فہم حاصل کرنے کی ہدایت۔

۲۲۔ آیت ۱۲۳: اہل ایمان کے لئے دین دشمن کفار سے قتال کرنے کی ہدایت۔

۲۳۔ آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷: منافقین کی علامات اور رسوائی کا ذکر۔

۲۴۔ آیات ۱۲۸ اور ۱۲۹: نبی کریم ﷺ کی صفاتِ عالیہ اور اُمت کے لئے آپ ﷺ کی شفقت و رحمت کا بیان۔

سُوۡرَۃُ التَّوۡبَۃ

سبق: ۲۲

سورۃ التوبہ ۹ — رکوع: ۱تا۵ (آیات: ۱تا۳۷)

رکوع: ۱تا۵ (آیات: ۱تا۳۷) کے اہم مضامین

۱۔ مشرکین عرب کے لئے مہلت کے خاتمہ کا اعلان
۲۔ معرکہ حق وباطل کے حوالہ سے ہدایات
۳۔ مشرکین مکہ کے خلاف اقدام کا حکم
۴۔ اہل کتاب کے بارے میں ہدایات
۵۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد

رکوع: ۱تا۵ (آیات: ۱تا۳۷) کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا۶)

مشرکین عرب پر رسول اللہ ﷺ نے حجت پوری فرمادی۔ ان کے درمیان رہ کر اعلیٰ سیرت و کردار کا نقشہ بھی پیش فرمادیا، ان کی زبان میں تبلیغ فرمائی، ان تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کردیا اور دین حق غالب کرکے اس کی برکات بھی دکھادیں۔ اب بھی اگر یہ مشرکین ایمان نہیں لاتے تو ان کے پاس کوئی جواز نہیں کہ اسلامی ریاست کی حدود میں رہیں چنانچہ حکم ہوا کہ ایک معینہ مدت میں اسلامی ریاست کی حدود سے نکل جائیں ان کے بارے میں یہ حتمی حکم دیا گیا۔ عہد شکنوں سے اعلانِ بیزاری اور ان کو چار مہینے کی مہلت دینے اور عہد پورا کرنے والوں کے بارے میں اُن کی معاہدہ کی مدت پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ جو مشرکین یہ چاہیں کہ ان پر دین اسلام کا پیغام واضح کیا جائے تو ان کی خواہش پوری کرو۔ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام سناؤ اور پھر ان کو محفوظ جگہ پر پہنچادو تاکہ وہ فیصلہ کرلیں کہ حق کو قبول کرنا ہے یا اسلامی ریاست کی حدود سے باہر نکلنا ہے۔ اگر وہ نہ نکلیں اور اسلام بھی قبول نہ کریں تو پھر ان کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ یہ حکم ان مشرکین عرب کے لئے تھا جن کے سامنے نبی اکرم ﷺ نے بنفسِ نفیس دعوت دین پیش کی۔

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرنے کا حکم ہے یہاں تک وہ گواہی دیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں پھر جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال بچالیں گے۔ سوائے اسلام (کے حکم) کے حق کے، (باقی) ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۷تا۱۶)

مشرکین عرب سے اعلانِ بیزاری اور قطع تعلقی کی حکمت اور عہد شکنی کرنے والوں کی بداعمالیوں کا بیان ہے۔ جب قریش مکہ نے صلح حدیبیہ توڑ دی تو آپ ﷺ نے مکہ کی طرف لشکر کشی کا فیصلہ فرمایا۔ اس موقع پر چند لوگوں کا خیال تھا کہ مشرکین مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کو پھر سے قائم کرلینا چاہیے۔ صلح بہتر ہوتی ہے۔ ویسے بھی مکہ والے مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں کے حقوق کا تقاضا ہے کہ ان سے جنگ نہ کی جائے۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفر کے سرداروں کی بیخ کنی اور کافروں سے جنگ کی ترغیب دی البتہ یہ بھی واضح کیا گیا کہ جو لوگ توبہ کرلیں، ایمان لا کر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ مسلمانوں کے بھائی ہوں گے اور حقوق میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ حق اور باطل کے درمیان کبھی

بھی صلح نہیں ہو سکتی۔ صلح حدیبیہ کی صورت میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کفار کو ایک موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ پر امن زندگی بسر کر سکیں اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے پیغام امن کو عام کرنے کے لئے راہیں بھی مزید ہموار ہوں۔ اب جبکہ کفار نے خود صلح توڑ دی اور یہ موقعہ گنوایا ہے تو پھر ہرگز صلح کی تجدید نہیں کی جائے گی بلکہ اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ مکہ مکرمہ کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کر دیا جائے۔

مسلمانوں کو پُر زور انداز میں کہا گیا ہے کہ تمہیں تو ان کے رشتہ دار ہونے کا خیال ہے لیکن وہ تم سے رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرتے۔ ان کے خلاف جنگ کرو، اللہ ﷻ تمہاری مدد کرے گا۔ جہاد فی سبیل اللہ کی ایک حکمت یہ بتائی گئی کہ اللہ ﷻ مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کو عذاب دے گا اور رسوائی سے دوچار کرے گا اور اللہ ﷻ مسلمانوں کی مدد کر کے اہلِ ایمان کے دلوں میں راحت اور ٹھنڈک عطا فرمائے گا اور اہلِ ایمان اور منافقین کو جُدا کر کے اللہ ﷻ ظاہر فرما دے گا تم میں سے کون ہیں جو اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور وہ اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کے سوا کسی اور کو اپنا ہم راز اور قلبی دوست نہیں بناتے۔

رکوع:۳ (آیات:۱۷تا۲۴)

ایمان کے بغیر اچھے اعمال کی قبولیت کی نفی کی گئی ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ مکہ والے حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں، خانہ کعبہ کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرتے ہیں اور حج کے انتظامات کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ رعایت کی جائے۔ اللہ ﷻ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مکہ والے کفر اور شرک جیسے بڑے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں لہٰذا اِن کی اُن ظاہری نیکیوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ مہاجرین و مجاہدین کے فضائل بیان کیئے گئے ہیں۔ اللہ ﷻ پر ایمان لانے، اللہ ﷻ کی راہ میں ہجرت کرنے اور مال و جان سے جہاد کرنے کا اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اور یہ اعمال بجالانے والے ہی فلاح و کامیابی پانے والے ہیں۔ اللہ ﷻ ان حضرات کو رحمت خداوندی، رضائے الٰہی اور جنت کی خوشخبری عطا فرماتا ہے۔ ایمان والوں کو ان تمام خونی رشتوں سے قلبی دوستی اور تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے جو کہ کفر کو پسند کریں۔ مزید یہ سخت وعید بیان کی گئی کہ اگر تمہیں تمہارے باپ دادا، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو بڑی محنت سے کماتے ہو، وہ تجارت کہ جس میں تمہیں ہر وقت خسارے کا ڈر لگا رہتا ہے اور وہ گھر جو تمہیں بہت محبوب ہیں، اگر اللہ ﷻ، اس کے رسولِ مکرم ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو پھر جلد یا بدیر آنے والے عذاب کا انتظار کرو۔ ایسے لوگ اللہ ﷻ کی نگاہ میں فاسق ہیں اور اللہ ﷻ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فرمان نبوی ﷺ

"جس نے اللہ ﷻ ہی (کی رضا) کے لئے محبت کی، اللہ ﷻ ہی (کی رضا) کے لئے دشمنی کی، اللہ ﷻ ہی (کی رضا) کے لئے دیا، اللہ ﷻ ہی (کی رضا) کے لئے روکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔"
(سنن ابو داؤد)

رکوع:۴ (آیات:۲۵تا۲۹)

غزوات میں اللہ ﷻ کی طرف سے مسلمانوں کی نصرت، خاص طور پر غزوۂ حنین میں تائید غیبی اور نزولِ سکینت کا بیان ہے۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی۔ کچھ لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ آج ہماری تعداد بہت زیادہ ہے، آج ہمیں کون شکست دے سکتا ہے؟ گویا انہوں نے اسباب پر ناز کیا تو اللہ ﷻ نے ابتدا ہی میں ایک آزمائش اور نقصان سے دوچار کر دیا۔ تب انہیں اپنی خطا کا احساس ہوا اور اللہ ﷻ سے بخشش اور مدد کا سوال کیا۔ اللہ ﷻ نے کرم فرمایا اور اہل ایمان کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے اور اپنے فضل و کرم سے فتح عطا فرمائی۔ انہیں بتایا گیا کہ مشرکین ناپاک ہیں، ان کو حدود حرم اور بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے کہ انہیں مالی تنگ دستی کا اندیشہ ہے تو اللہ ﷻ عنقریب انہیں غنی کر دے گا۔ مزید فرمایا کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لانے والے اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے حرام کردہ امور کی

حرمت کو نہ ماننے والے اہل کتاب سے بھی قتال کرو۔ یہاں تک کہ وہ ماتحت بن کر رہنے اور اپنے ہاتھ سے جزیہ دینے کو قبول کرلیں۔ اسلامی ریاست میں کفار کی حیثیت یہ ہے کہ وہ اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر کے اسلامی ریاست میں رہ سکتے ہیں۔

رکوع:۵ (آیات:۳۰تا۳۷)

اہل کتاب کے عقائد باطلہ کا بیان ہے۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا (معاذاللہ)۔ کفار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو مٹانے کی لاکھ کوشش کریں بالآخر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دین کو غالب فرما کر رہے گا۔ اس تناظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت کا مقصد فرمایا کہ دنیا میں ظلم و استحصال کا خاتمہ، عدل کا قیام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین کُل نظامِ زندگی پر غالب ہو جائے۔ علماءِ سو اور دنیا دار راہبوں کے شر و فساد کا ذکر ہے۔ وہ ناحق لوگوں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور مال جمع کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب کی بشارت دی گئی ہے۔ خصوصاً زکوٰۃ نہ دینے والوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا گیا ہے کہ جس سونا اور چاندی کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں قیامت میں ان کو گرم کر کے ان کے جسموں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا اس مال کے جمع کرنے کا مزہ چکھو جس میں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے۔ مزید بتایا گیا کہ ابتداءِ خلق سے سال کے مہینوں کی مجموعی تعداد بارہ ہے ان میں چار حرمت والے ہیں۔ اہل عرب کی ایک جاہلانہ رسم یعنی حرمت والے مہینوں کے تعیّن میں اپنی مرضی سے ردوبدل کرنے کا ذکر ہے کہ وہ حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے اور یوں حلال و حرام کے الہامی فیصلوں میں اپنی من مانی کرتے تھے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

”بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا، اور جو زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی۔“ (صحیح مسلم)



سُوْرَةُ التَّوْبَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞١ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

(مسلمانو) اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے (اعلانِ) بیزاری ہے اُن مشرکوں سے جن سے تم نے عہد کرر کھا تھا۔ (مشرکو!) تو زمین میں چار مہینے چل پھر لو

وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۞٢ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ

اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور بے شک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ اور اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے (عام) اعلان ہے

اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

لوگوں کے لئے حج اکبر کے دن کہ بے شک اللہ اور اُس کا رسول (بھی) مشرکوں سے بیزار ہے تو اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞٣

اور اگر تم منہ پھیرے رہو تو جان لو کہ بے شک تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیجیئے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا

سوائے اُن مشرکوں کے جن سے تم نے عہد کیا پھر اُنہوں نے تمہارے ساتھ (عہد میں) کچھ بھی کمی نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف کسی کی مدد کی

فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۞٤ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

تو اُن کے ساتھ اُن کی (مقررہ) مدت تک اُن کا عہد پورا کرو بے شک اللہ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے۔ پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو قتل کرو

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

جہاں بھی تم اُنہیں پاؤ اور اُنہیں پکڑو اور اُنہیں گھیرے میں لو اور ہر گھات کی جگہ اُن کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞٥ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

تو اُن کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ (ﷺ) سے پناہ مانگے

ع ۱/۶ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۞٦ ع

تو اُسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دیں اِس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں جانتے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ

مشرکوں کے لئے کوئی عہد کیسے ہو سکتا ہے اللہ کے نزدیک اور اُس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک سوائے اُن کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس عہد کیا تھا

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (۷)

تو جب تک وہ تمہارے ساتھ (اس عہد پر) قائم رہیں تم بھی ان کے ساتھ قائم رہو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ

(اُن سے عہد کا لحاظ) کیسے (ہو سکتا ہے) حالانکہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ کریں اور نہ کسی عہد کا

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ (۸)

وہ تمہیں اپنے منہ (کی باتوں) سے راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اُن کے دل انکار کر رہے ہیں اور اُن میں سے اکثر فاسق ہیں۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹)

اُنہوں نے اللہ کی آیات کے بدلہ میں تھوڑا معاوضہ لیا پھر دوسروں کو (بھی) اللہ کی راہ سے روکا بے شک بہت بُرے کام ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ (۱۰) فَاِنْ تَابُوْا

(مشرکین) کسی مومن کے حق میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کا اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔ تو اگر وہ توبہ کر لیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۱۱) وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیات واضح کرتے ہیں اُن کے لئے جو سمجھ رکھتے ہوں۔ اور اگر وہ (مشرکین) اپنی قسمیں توڑ دیں

مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ

اپنے عہد کے بعد اور تمہارے دین پر طعن کریں تو (ان) کفر کے پیشواؤں سے قتال کرو بے شک اِن لوگوں کی قسمیں کچھ بھی (قابلِ اعتبار) نہیں

لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (۱۲) اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

تاکہ وہ (اپنے جرائم سے) باز آجائیں۔ کیا تم اُس قوم سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ

اور اُنہوں نے رسول (ﷺ) کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا اور پہلی مرتبہ انہوں نے تمہارے ساتھ (زیادتی کی) ابتدا کی تھی

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳) قَاتِلُوْهُمْ

کیا تم اُن سے ڈرتے ہو؟ تو (سنو) اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اُس سے ڈرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ ان (مشرکین) سے جنگ کرو

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۴)

اللہ اُنہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور اُنہیں رسوا کرے گا اور اُن کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا اور مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے گا۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۱۵)

اور (یوں) اُن کے دلوں کا (غم و) غصہ دور کردے گا اور اللہ جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے (اُن کو) ظاہر نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور اُنہوں نے نہیں بنایا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۶ ؑ ع ۲ ۱۰

کسی کو راز دار سوائے اللہ کے اور اُس کے رسول (ﷺ) کے اور مومنوں کے اور اللہ بڑا باخبر ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

مشرکین کو حق نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں حالانکہ وہ خود اپنے اوپر کفر کی گواہی دینے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۱۷ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور (دوزخ کی) آگ میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بے شک اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۱۸

اور جس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی اور جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تو امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہو جائیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(مشرکو!) کیا تم نے کر دیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کے آباد رکھنے کو اُس (شخص کی نیکیوں) کے برابر جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا

وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۲۰

اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۲۱ ۙ

اُن کا رب اُنہیں خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت اور رضامندی کی اور (ایسی) جنتوں کی جن میں اُن کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۲۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ

وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ (ہی) کے پاس اجرِ عظیم ہے۔ اے ایمان والو! اپنے باپ (دادا) اور بھائیوں کو بھی دوست مت بناؤ

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۳

اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں پسند کریں اور تم میں سے جو اُنہیں دوست بنائے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا

آپ فرما دیجئے (مسلمانو!) اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے خود کمائے ہیں

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور وہ تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب) تمہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول (ﷺ) سے

ع ۳/۸ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

یقیناً اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جبکہ تمہاری کثرت نے تمہیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

تو وہ (کثرت) تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

پھر اللہ نے اپنی تسکین نازل فرمائی اپنے رسول (ﷺ) پر اور مومنوں پر اور وہ لشکر نازل فرمائے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اس نے کافروں کو عذاب دیا

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اللہ اس کے بعد جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

اے ایمان والو! بے شک مشرکین تو ہیں ہی ناپاک تو وہ اِس سال کے بعد مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ

اور (مسلمانو!) اگر تمہیں (مشرکین کا داخلہ بند ہونے سے) تنگدستی کا اندیشہ ہو تو (فکر نہ کرو) اللہ جلد تمہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے گا اگر چاہے گا

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ

بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اُن سے جنگ کرو (جو) نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور (جو) اُسے حرام نہیں سمجھتے

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ

جسے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے حرام کیا ہے اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں اُن میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں

ع ۴/۵ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ

اس حال میں کہ وہ ذلیل ہوں۔ اور یہود نے کہا عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا مسیح (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

یہ اُن کے منہ کی باتیں ہیں وہ اُن کے قول کی نقل کر رہے ہیں جنہوں نے (ان سے) پہلے کفر کیا

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ ۳۰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ

اللہ اُنہیں ہلاک کرے یہ کہاں بھٹکے جارہے ہیں؟ اُنہوں نے اپنے علماء اور اپنے راہبوں کو رب بنالیا ہے اللہ کے سوا اور مسیح بن مریم (علیہما السلام) کو بھی

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ ۳۱

حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک ہی معبود کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اللہ) پاک ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھادیں اپنے منہ (کی پھونکوں) سے اور اللہ (کوئی بات) قبول نہیں کرے گا مگر یہ کہ اپنا نور پورا فرما کر رہے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ ۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ

خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی ہے (اللہ) جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے ہر دین پر غالب کردے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞ ۳۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ اے ایمان والو! بے شک (اہل کتاب کے) اکثر علماء اور راہب یقیناً لوگوں کے مال ناحق کھاجاتے ہیں

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ ۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ

تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجیے۔ جس دن اُس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اِس سے اُن کی پیشانیاں داغی جائیں گی

وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۞ ۳۵

اور اُن کے پہلو اور اُن کی پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو اب (اس کا) مزہ چکھو جو تم جمع کیا کرتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ماہ ہے اللہ کی کتاب میں جس دن سے اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا

مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

اِن میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں یہ مضبوط (اور درست) دین ہے تو اِن (مہینوں کے معاملہ) میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ ۳۶

اور (مسلمانو) تم سب مل کر مشرکوں سے جنگ کرو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

درحقیقت (حرمت والے مہینوں کو) آگے پیچھے کرنا کفر میں (اور) زیادتی ہی ہے اِس سے وہ لوگ گمراہ کیئے جاتے ہیں جنہوں نے کفر کیا

یُحِلُّوْنَهٗ	عَامًا	وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ	عَامًا	لِّیُوَاطِـُٔوْا	عِدَّةَ	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ

وہ ایک سال ایک (مہینہ) کو حلال کر دیتے ہیں اور دوسرے سال اُسی کو حرام کر دیتے ہیں تا کہ (اُن مہینوں کی) گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے

ع ۵/۸ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ ع

تو وہ (اُس حیلہ سے) حلال کر لیتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا اُن کے لئے اُن کے بُرے اعمال خوشنما بنا دیئے گئے ہیں اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ دشمنوں میں بھی اگر کچھ لوگ عہد و پیمان پر قائم ہوں تو ان کا لحاظ کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ عہد شکنی کرنے والوں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیئے۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۴، ۷)

۲۔ جو شخص کفر سے اسلام کی طرف آجائے تو اسلام قبول کرنے کے نتیجہ میں اس کی جان، مال اور عزت آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۵)

۳۔ قرآن حکیم کا سننا بھی لوگوں کے لئے دین میں داخلہ کا باعث بنتا ہے۔ ہمیں بھی قرآن حکیم کے پیغامِ حق کو بھرپور طریقہ سے عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۶)

۴۔ اگر کوئی کافر اسلام کی صداقت معلوم کرنا چاہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اسے یہ موقع دیں اور پوری کوشش کریں تا کہ اس کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے اس کو صحیح طور پر دعوت دین پہنچ سکے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۶)

۵۔ اللہ تعالیٰ کی آیات اس جہان میں سب سے بڑی دولت ہیں مگر ناقدرے لوگ دنیا کے حقیر فائدوں کو ترجیح دے کر اس خیر سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۹)

۶۔ حالتِ کفر سے حالتِ اسلام میں آجانے والے مسلمانوں کے بھائی بن جاتے ہیں اور وہ حقوق میں بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ برابر کا حق رکھتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۱۱)

۷۔ سچے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کا ہی خوف رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اہل باطل اور مخلوق سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے بے خوف کر دیتا ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۱۳)

۸۔ اہل ایمان کی آزمائش لازم ہے اللہ تعالیٰ انہیں آزمائشوں سے گزار کر کھرے اور کھوٹے کو واضح طور پر ظاہر فرما دیتا ہے جس سے اس بات کا مکمل اظہار ہو جاتا ہے کہ سچے اہل ایمان کی دوستیاں فقط اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل ایمان کے ساتھ ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۱۶)

۹۔ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل ایمان کا دشمن ہو اس سے دلی محبت رکھنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے، چاہے ایسا شخص کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۲۳)

۱۰۔ اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ دنیاوی محبتوں اور مال و اسباب کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد و قتال کو ترجیح دیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۲۴)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے انہیں حلال سمجھنا واضح طور پر کفریہ طرزِ عمل ہے نیز یہ بھی جائز نہیں کہ تاویلات باطلہ اور حیلہ سازی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال کر لیا جائے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۳۷)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱ تا ۶ میں آپ ﷺ کو ہدایت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مشرک آپ ﷺ سے ------------------ مانگے تو اُسے ------------------ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ ﷻ کا ------------------ سن لے۔

(۲) آیات: ۷ تا ۱۶ میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر مشرکین توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے ------------ ہیں۔

(۳) آیات: ۷ تا ۱۶ میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ اگر مشرکین اپنے عہد کے بعد قسمیں توڑ دیں اور تمہارے ------------ پر طعن کریں تو اِن کفر کے پیشواؤں سے ------------ کرو۔

(۴) آیات: ۱۷ تا ۲۴ اللہ ﷻ نے مشرکین کے غلط تصور کو رد کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک ------------ کو پانی پلانے والے اور ------------ کو آباد کرنے والے اُس کے برابر نہیں جو اللہ ﷻ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے اور اللہ ﷻ کی راہ میں ------------ کرتے ہیں۔

(۵) آیات: ۱۷ تا ۲۴ میں ایمان والوں کو تلقین کی گئی ہے کہ اپنے باپ دادا اور بھائیوں کو ------------ مت بناؤ اگر وہ کفر کو ------------ کے مقابلہ میں پسند کریں۔

(۶) آیات: ۲۵ تا ۲۹ میں مسلمانوں کی تسکین کے لئے فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہیں مشرکین کا حرم مکہ میں داخلہ بند ہونے سے تنگدستی کا اندیشہ ہو تو فکر نہ کرو اللہ ﷻ جلد تمہیں اپنے ------------ سے ------------ فرمادے گا۔

(۷) آیات: ۳۰ تا ۳۷ میں فرمایا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے ------------ اور ------------ کو رب بنالیا تھا۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۱ تا ۶ میں حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد مسلمانوں کو مشرکین کے حوالہ سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۲- آیات: ۱ تا ۶ میں مشرکین کے پناہ طلب کرنے کی صورت میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۳- آیات ۱۷ تا ۲۴ میں مساجد کو آباد کرنے کے حوالہ سے کیا حقیقت واضح کی گئی ہے؟

۴- آیات: ۱۷ تا ۲۴ میں کن کن محبتوں کا آپس میں موازنہ کیا گیا ہے؟

۵- آیات: ۲۵ تا ۲۹ میں غزوہ حنین کے دن کے کیا احوال بیان کیے گئے ہیں اور اللہ ﷻ، اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ امور کی حرمت کو تسلیم نہ کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

۶- آیات: ۳۰ تا ۳۷ میں اللہ ﷻ نے اپنے نور کی تکمیل کو کس انداز پر بیان فرمایا؟ نیز اور رسول اللہ ﷺ کو بھیجے جانے کا کیا عظیم مقصد بیان کیا ہے؟

۷- آیات: ۳۰ تا ۳۷ میں اہل کتاب کے علماء اور راہبوں کی کس بُری روش کا ذکر ہے اور ان کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟

سوال ۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعثت کے مقصد پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

❁ ذیل میں دیئے گئے جدول میں اسلامی مہینوں کے نام درج کریں اور ان میں سے حرمت والے مہینے نیچے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں۔ نیز کسی اہل علم سے معلوم کریں کہ ان حرمت والے مہینوں میں کن باتوں سے منع کیا گیا ہے اور ان مہینوں کی کیا اہمیت و فضیلت ہے؟

اسلامی مہینوں کے نام			
۱۔	۲۔	۳۔	۴۔
۵۔	۶۔	۷۔	۸۔
۹۔	۱۰۔	۱۱۔	۱۲۔

حرمت والے مہینوں کے نام			
۱۔	۲۔	۳۔	۴۔

حرمت والے مہینوں کی اہمیت و فضیلت:

❁ عہدِ رسالت میں جمع قرآن کی صورت یہ رہی کہ نزولِ وحی کے ساتھ قرآن حکیم مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھتے رہے اور حفظ بھی کرتے رہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیات اور سورتوں کی ترتیب متعین فرمادی۔ جبکہ قرآن پاک ایک مصحف کی صورت میں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہی جمع ہو چکا تھا البتہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام امت کو لغت قریش کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت اور رسم الخط 'جسے رسم عثمانی کہتے ہیں' پر متفق اور جمع کیا اس لئے انہیں جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے کسی صاحبِ علم سے مزید معلومات جمع کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی بتائیں۔

❁ کسی صاحب علم سے معلوم کریں کہ مساجد کو آباد کرنے سے کیا مراد ہے؟ نیز مساجد کو آباد کرنے کے حوالہ سے کوئی حدیث مبارک تحریر کریں اور اس پر عمل کرنے کی خود بھی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۲۳

غزوۂ تبوک

تعارف

"تبوک" مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے شمال کی جانب سات سو کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ ایک ٹھنڈا علاقہ ہے۔ تبوک کا موسم خواہ گرم ہو یا ٹھنڈا مدینہ منورہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب مدینہ منورہ میں ٹھنڈی ہوا موسم سرما میں چلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ تبوک کی ہوا چل پڑی ہے۔ یہ مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ حساس علاقہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس غزوہ میں تبوک کے مقام پر ٹھہرنے اور دشمن سے قتال کا فیصلہ فرمایا۔ اس لئے اسے "غزوۂ تبوک" کہتے ہیں۔

غزوۂ تبوک کے دوسرے نام

غزوۂ تبوک کو جَیْشُ الْعُسْرَةِ (تنگی کا لشکر) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو سخت مشقت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مسلمان پے در پے مختلف غزوات میں مصروف رہنے سے تھکاوٹ سے چُور چُور تھے، مالی وسائل محدود تھے، سخت گرمی کا زمانہ تھا اور لوگ تنگی اور قحط سالی کی آزمائش سے دوچار تھے، سواریاں کم تھیں، پھل پک چکے تھے، سفر بھی اپنے ملک کے اندر نہ تھا، راستہ پیچیدہ اور بہت دشوار تھا۔ ان سب باتوں نے مل کر مسلمانوں کے لئے بظاہر بڑی مشکلات پیدا کر دی تھیں وہ فوراً روانگی نہیں چاہتے تھے۔ اس غزوہ کو اَلْفَاضِحَۃُ (شرمسار اور رسوا کرنے والا) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس غزوہ کے موقع پر منافقین کی رسوائی اور ذلت مزید کھل کر سامنے آئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری غزوہ

غزوۂ تبوک آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری غزوہ تھا۔ جس میں آپ ﷺ نے بحیثیت سپہ سالار شرکت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ اس معرکہ میں رجب ۹ھ بمطابق ۶۳۰ء میں تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس آئے تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اس سفر میں پورے پچاس روز صرف ہوئے۔ اس غزوہ کے بعد آپ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف نہ لے جا سکے۔ البتہ مہمات کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرماتے رہے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کا مقابلہ اپنے وقت کی سب سے طاقتور سلطنت روم سے تھا جو اس وقت تقریباً آدھی دنیا پر حکومت کر رہی تھی۔

دعوتِ دین کے سلسلہ میں اُمراء اور بادشاہوں کو خطوط

صلح حدیبیہ کے ذریعہ جب آپ ﷺ نے اسلام کو عرب کی ایک قوت تسلیم کرا لیا اور فتح مبین حاصل کر لی تو پھر آپ ﷺ نے جزیرہ نمائے عرب کے اندر بھی دعوتی سرگرمیوں کو وسعت دی اور بیرونِ ملکِ عرب بھی کئی بادشاہوں کو دعوتی خطوط بھیجے۔ ان بادشاہوں میں شاہِ مصر مقوقس، قیصر روم ہرقل، شاہِ ایران خسرو پرویز، شاہِ عمان جیفر، شاہِ حبشہ نجاشی (رحمۃ اللہ علیہ)، بصریٰ کا والی شُرَحبِیل بن عَمرو اور یمامہ و بحرین اور دمشق کے اُمراء و حاکمین شامل تھے۔

سبب اور پس منظر

نبی اکرم ﷺ نے بادشاہوں کو جو خطوط بھیجے، اِس حوالہ سے ایک افسوسناک واقعہ بصریٰ میں پیش آیا۔ یہاں پر قبیلہ غسان کا رئیس شُرَحبِیل بِن عَمرو حاکم تھا جسے قیصر روم نے اِس منصب پر فائز کیا تھا۔ اس کی طرف نبی اکرم ﷺ نے حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو اپنے نامۂ مبارک کے ساتھ بھیجا۔ شُرَحبِیل نے بڑی سخت اذیت دے کر حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ سفیر کا قتل کیا جانا درحقیقت اعلانِ جنگ شمار ہوتا ہے۔ جب اس کی اطلاع آپ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔

جنگِ مُوتہ

نبی اکرم ﷺ نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے جمادی الاولیٰ سن ۸ ہجری میں تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ شُرَحبِیل ایک لاکھ کی نفری کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ قیصرِ روم نے مزید ایک لاکھ افراد شرحبیل کی مدد کے لئے بھیجے۔ مُوتہ کے مقام پر تین ہزار مسلمانوں کا دو لاکھ کفار کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکروں کی تعداد کا فرق بہت واضح ہے لیکن پھر بھی مسلمان بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑے۔ اِس معرکہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے اور باقی واپس مدینہ آگئے۔ تاریخِ اسلام میں یہ معرکہ جنگِ مُوتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس لشکر کو روانہ کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے بالترتیب تین سپہ سالاروں کا تعین فرمایا اور ان کی شہادت کی پیش گوئی بھی فرمائی اور اس معرکہ کی خبر آنے سے پہلے تینوں سپہ سالاروں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے اشک بار آنکھوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ایسے انداز پر بیان فرمایا کہ جیسے آپ ﷺ عین میدانِ کارزار کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

مسلمانوں کے رعب اور دبدبہ میں اضافہ اور ہرقل کا جذبہ انتقام

جنگِ مُوتہ سے مسلمانوں کا رعب پورے علاقے پر قائم ہو گیا۔ اطراف کے قبائل حیران تھے کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کہ اتنی چھوٹی سی نفری اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر سے ٹکرا گئی اور اتنا بڑا لشکر اُسے قابو نہ کر سکا۔ اس معرکہ نے رومی سلطنت کی بنیادیں ہلا دیں۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے خطرہ محسوس کیا کہ اب عرب قبائل میں رومی تسلط سے آزادی، مسلمانوں کی ہم نوائی اور مدد کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اُس نے سوچا کہ مسلمانوں کی قوت کو ایک ناقابلِ شکست خطرہ بننے سے پہلے پہلے کچل دینا ضروری ہے۔ چنانچہ اُس نے رومیوں اور ماتحت عرب قبائل پر مشتمل ایک فوج کی تیاری شروع کر دی تاکہ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن اقدام کر کے ان کا خاتمہ کیا جا سکے۔

حالات کا جائزہ اور آپ ﷺ کا فیصلہ

نبی اکرم ﷺ کو ہرقل کی اِن جنگی تیاریوں کی اطلاعات مل رہی تھیں۔ آپ ﷺ اِس صورتِ حال کا باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے۔ آپ ﷺ جانتے تھے کہ اگر رُومیوں کو اِس وقت اُن کے عزائم سے باز نہ رکھا گیا تو وہ مسلمانوں کے زیرِ اثر علاقوں میں داخل ہو کر مدینہ منورہ تک پیش قدمی کریں گے۔ مسلمانوں کی فتوحات سے جو جاہلیت دم توڑ رہی ہے وہ دوبارہ زندہ ہو جائے گی نیز دینِ حق کے لئے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو قربانی، محنت اور جدوجہد فرمائی، لوگ اس کے فوائد سے محروم نہ ہو جائیں اور عدل وانصاف کی جگہ جبر وغلامی کا شکار نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ان باتوں کے پیشِ نظر آپ ﷺ نے اسباب کی قلت کے باوجود خود آگے بڑھ کر اقدام کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے طے فرمایا کہ رومیوں کو دارالاسلام کی طرف پیش قدمی کی مہلت دیئے بغیر خود اُن کے علاقہ اور حدود میں داخل ہو کر اُن کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔

لشکرِ اسلام کی تیاری اور رومیوں سے جنگ کا اعلان

آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل تبوک کے مقام پر اپنی افواج کو منظم کر رہا ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے تبوک کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے عام معمول سے ہٹ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں برملا تبوک کے سفر کی تیاری کا اعلان فرما دیا۔ اہلِ مکہ اور باقی عرب قبائل کو بھی پیغام دیا کہ لڑائی کے لئے

نکل پڑیں۔ دورِ نبوی ﷺ میں یہ واحد موقع تھا کہ اِس میں ”نفیرِ عام“ یعنی جہاد و قتال کے لئے نکلنے کا حکم دیا گیا۔ ہر مسلمان سے کہا گیا کہ وہ اس غزوہ میں شریک ہو۔ اگر کوئی عذر لاحق ہے تو رخصت کی اجازت حاصل کرے نیز بیماروں، معذوروں، اور عورتوں کے لئے رخصت دی گئی تھی۔ مزید یہ کہ اِس موقع پر راہِ الٰہی میں صدقات و خیرات کی بھی بھرپور اپیل کی گئی۔

صدقہ کی ترغیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انفاق فی سبیل اللہ کے ایمان افروز واقعات

نبی کریم ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مشکل مرحلہ میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخاوت کی عظیم مثالیں قائم کیں جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بن گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قحط سالی اور تنگی کے باوجود دل کھول کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔ مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی اس موقع پر خوب سخاوت کا مظاہرہ کیا۔ اپنی جمع پونجی اور زیورات آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان اور چار ہزار درہم حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے اُن سے پوچھا ”ابو بکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا میں ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔“ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنھوں نے اس موقع پر گھر کا آدھا سامان پیش کیا فرمانے لگے ”ہم ابو بکر صدیق سے کسی بھلائی میں سبقت نہیں لے جاسکتے۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اس قدر مال و متاع دیا کہ کوئی دوسرا شخص مقدار کے لحاظ سے ان کی برابری نہ کر سکا۔ انہوں نے مجموعی طور پر نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے، ایک ہزار دینار (تقریباً پانچ کلو سونا) اور تقریباً ساڑھے انیتس کلو چاندی کے علاوہ بھی کافی زادِ راہ دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور سخاوت کا حال دیکھ کر حضور ﷺ فرماتے جاتے تھے: ”اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں، تو بھی ان سے راضی ہو جا، آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں نقصان نہ ہو گا۔“ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساڑھے انیتس کلو چاندی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔

ایک غریب صحابی حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر مزدوری کی جس کے بدلہ ان کو دو صاع (آٹھ سیر) کھجور ملی ایک صاع انہوں نے بیوی بچوں کے لئے رکھ چھوڑی اور ایک صاع (چار سیر) آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی اس تھوڑی سی کھجوروں کو صدقے کے ڈھیر پر بطورِ برکت بکھیر دیا۔ منافقین نے ان کے صدقہ کا مذاق اڑایا جس کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت: ۷۹ میں بھی فرمایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے بھرپور کوشش

چونکہ آپ ﷺ کی طرف سے حکم تھا کہ ہر کوئی اس غزوہ میں شرکت کے لئے نکلے تو کوئی مسلمان بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ پیچھے رہے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شرکت کی سوائے چند کے جو پیچھے رہ گئے۔ جبکہ حالت یہ تھی کہ حاجت مند لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ سے درخواست کرتے کہ ان کے لئے سواری فراہم کریں تاکہ وہ بھی رومیوں کے خلاف ہونے والی اس جنگ میں شرکت کر سکیں اور جب آپ ﷺ ان سے معذرت کرتے تو ان کی جو کیفیت ہوتی اس کو قرآنِ مجید نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا کہ جس پر میں تمھیں سوار کر لوں (تو) وہ اِس حال میں واپس ہوئے کہ اُن کی آنکھیں (اِس) غم میں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں کہ وہ خرچ کرنے کو کچھ نہیں پاتے۔ (سورۃ التوبۃ۹، آیت:۹۲)

شرکت کے حوالہ سے سچے مسلمانوں کے پانچ گروہ

۱۔ پہلا گروہ اُن مومنینِ صادقین کا تھا جنہوں نے اِس موقع پر مال و جان سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔

۲۔ دوسرا گروہ اُن مومنوں کا تھا جو معذور تھے یا کسی حقیقی عذر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے قاصر تھے۔

۳۔ تیسرا گروہ اُن مومنوں کا تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا چاہتے تھے لیکن اُن کے پاس اِس کے لئے اسباب نہ تھے۔

۴۔ چوتھا گروہ اُن مومنوں کا تھا جو بغیر کسی حقیقی عذر کے حضور ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ جب اُنہیں نبی کریم ﷺ کی واپسی کا علم ہوا تو وہ شرمندگی کے مارے کہ آپ ﷺ کا سامنا کیسے کر سکیں گے، اُنہوں نے خود کو ستونوں سے باندھ لیا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک نبی کریم ﷺ اُنہیں معاف کر کے نہیں کھولیں گے وہ اسی طرح سے بندھے رہیں گے۔

۵۔ پانچویں گروہ میں تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو اِنہوں نے جاکر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم بے جا حیلہ کر کے دنیا کی سزا سے تو بچ سکتے ہیں لیکن آخرت کے عذاب سے نہیں۔ اُنہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے خود کو سزا کے لئے پیش کر دیا۔

منافقین کی منافقت اور جنگ میں شرکت نہ کرنے کے بہانے

رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی ابن سلول کسی بھی غزوہ کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے سے باز نہیں آیا، غزوۂ تبوک کے موقع پر تو اس نے حد کر دی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! مجھے تو یوں نظر آرہا ہے کہ کل میدانِ جنگ میں آپ (ﷺ) کے اصحاب رسیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے۔ (معاذ اللہ) یہ کہہ کر وہ اپنے کچھ منافق ساتھیوں سمیت مقام ثَنِیَّۃُ الوداع سے واپس پھر گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر منافقین بھی اس موقع پر کھل کر سامنے آ گئے۔ منافقین کے یہ بہانے، سازشیں اور کرتوت سورۃ التوبہ کی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں تاکہ اہلِ ایمان ان سے چوکنے رہیں۔

منافقین میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے بنا کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر سفر سے پہلے ہی رخصت حاصل کر لی۔ کچھ نے اِس ناپاک امید پر رخصت نہ لی کہ اب مسلمان واپس نہ آسکیں گے کیونکہ وقت کی ایک عظیم طاقت سے لڑنے جا رہے ہیں۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار کر کے واپس کر دیا تو پھر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں آکر جھوٹے عذر پیش کرنے لگے۔

منافقین کے ایک بڑے لیڈر جد ابنِ قیس کا قصہ

یہ ایک نہایت ہی بے حیا اور بد باطن منافق تھا جو صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی موجود تھا لیکن بیعتِ رضوان کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا۔ تبوک کے سفر پر جانے سے اِس نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ میں بڑا حسن پرست قسم کا آدمی ہوں۔ رومی عورتیں بڑی حسین ہوتی ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں اُن کو دیکھ کر گناہ اور فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ لہٰذا مجھے رخصت دے دی جائے اور فتنہ میں نہ ڈالا جائے۔ یہ خبر سن کر اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم منافق ہو اور تمہیں تمہارے نفاق نے روک رکھا ہے اللہ کی قسم! تمہارے بارے میں قرآن لازمی نازل ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس بدبخت کی ظاہری پرہیزگاری کا پردہ چاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے بچنے کے لئے جھوٹے بہانے کرنے والے منافقین کے بارے میں بتایا گیا کہ

"آگاہ ہو جاؤ فتنہ میں تو وہ پڑ چکے ہیں اور جہنم یقیناً کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"۔ (سورۃ التوبہ ۹، آیت: ۴۹)

منافقین کے بارے میں چار سخت احکامات

تبوک کے سفر میں ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اللہ ﷻ نے منافقین کے بارے میں چار سخت احکامات صادر فرمائے:

۱۔ منافقین کے عطیات قبول کرنے پر پابندی لگادی گئی۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کو منافقین کے لئے استغفار کرنے سے منع کر دیا گیا۔

۳۔ منافقین کو آئندہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قتال میں شرکت سے محروم کر دیا گیا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے اور اُن کے حق میں دعا کرنے سے منع کر دیا گیا۔

لشکرِ اسلام کی مدینہ منورہ سے تبوک کے لئے روانگی

نبی کریم ﷺ نے رومیوں سے قتال کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوب ترغیب دی اور مختلف قبائل کی طرف اپنے قاصد روانہ کر دیئے تاکہ سب لوگوں کو اکٹھا کیا جا سکے۔ چنانچہ ۹ھ رجب المرجب میں حضور نبی کریم ﷺ دس ہزار جنگی گھوڑوں اور کئی ہزار اونٹوں کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ مدینہ طیبہ کا نظم و نسق چلانے کے لئے اپنا قائم مقام، والی اور نگران حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال پر بطور نگران مقرر فرمایا۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ پر منافقین کی طعنہ زنی

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے مدینہ طیبہ میں اپنے اہل و عیال کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن منافقین کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ اپنے چچازاد بھائی کو رعایت دے کر پیچھے چھوڑ دیا اور عام لوگوں کو گرمی اور سفر سے مرنے کے لئے بھیج دیا (معاذاللہ)۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو غزوہ میں شریک ہونے کے لئے تبوک کی طرف مدینہ منورہ سے نکل پڑے اور مقام جرف میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ جھوٹے ہیں، میں نے اپنے گھر بار کی حفاظت کے لئے تم کو مدینہ میں چھوڑا تھا، تم واپس جاؤ اور ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا: تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی، مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور ہارون (علیہ السلام) نبی تھے"۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لے گئے۔

سفرِ تبوک کے موقع پر کٹھن مشکلات

غزوۂ تبوک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا آخری اور مشکل ترین معرکہ تھا۔ جس قسم کا شدید امتحان مسلمانوں کا غزوۂ احزاب میں لیا گیا تھا بالکل اُسی نوعیت کا اور بعض اعتبارات سے اُس سے بھی شدید آزمائش کا مرحلہ اِس موقع پر بھی درپیش تھا۔ سفر تبوک کے حوالہ سے مسلمانوں کو مندرجہ ذیل مشکلات کا سامنا تھا:

۱۔ اُس وقت دنیا میں دو بادشاہتوں کو بڑی طاقتیں تسلیم کیا جاتا تھا یعنی سلطنتِ ایران اور سلطنتِ روم۔ گویا غزوۂ تبوک میں وقت کی ایک بڑی طاقت سلطنتِ روم کے ساتھ مسلمانوں کا ٹکراؤ تھا۔

۲۔ موسم گرمیوں کا تھا اور گرمی بھی پوری شدت پر تھی۔

۳۔ سفر انتہائی طویل تھا۔ تبوک کا فاصلہ مدینہ سے تقریباً سات سو کلو میٹر تھا۔

۴۔ خوراک کی کمی کا یہ عالم تھا کہ دو ساتھیوں کو روزانہ ایک کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا۔ بسا اوقات درخت کے پتے استعمال کرنے پڑتے تھے جس سے ہونٹوں میں ورم آ گیا تھا۔ مجبوراً قلت کے باوجود اونٹ ذبح کرنے پڑے تاکہ ان کے معدے اور آنتوں کے اندر جمع شدہ پانی اور تری سے پیاس بجھائی جا سکے۔

۵۔ سواریوں کی کمی تھی اور تین سے دس تک ساتھیوں کو باری باری ایک اونٹ پر سفر کرنا پڑتا تھا۔

۶۔ مدینہ منورہ میں کھجور کی فصل تیار ہونے کے قریب تھی۔ اگر فصل کو بروقت نہ اتارا جائے تو وہ درخت کے اوپر ہی ضائع ہو جاتی ہے۔ چونکہ مرد سفر پر جا رہے تھے تو خواتین کے لئے پیچھے ممکن نہ تھا کہ وہ کھجور کی فصل اتار سکیں۔ اِس فصل کے ضائع ہونے کی صورت میں آئندہ کے لیئے بھی خوراک کی قلت کا اندیشہ تھا۔

قوم ثمود کی بستیوں سے لشکرِ اسلام کا گزر اور استغفار کا حکم

راستہ میں قوم ثمود کی تباہ شدہ بستیاں آئیں۔ اس علاقہ کا نام "حجر" تھا۔ جب لشکرِ اسلام اس مقام سے گزرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے استغفار پڑھتے ہوئے جلدی گزر جاؤ اور یہاں کے کنویں کا پانی بھی نہ پیو۔ اسی علاقہ حجر کے حدود میں ایک رات قیام کرنا پڑا تو آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص تنہا لشکر گاہ سے باہر نہ نکلے۔ جب آپ ﷺ تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے چہرۂ انور پر کپڑا ڈال دیا اور سواری کو تیز کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ظالموں اور گناہگاروں کی بستی میں جاؤ تو ڈرتے ہوئے اور استغفار پڑھتے ہوئے جاؤ کہیں تم پر بھی وہ مصیبت نہ آ جائے جو اُن پر آئی تھی۔

تبوک کے چشمہ کے بارے میں آپ ﷺ کی ہدایات

جب لشکر تبوک کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے وہاں کے چشمہ کو اپنے پہنچنے تک ہاتھ لگانے سے منع فرمایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو چشمہ سے تھوڑا تھوڑا پانی آ رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے چشمہ سے چلو کے ذریعہ تھوڑا تھوڑا پانی نکالا۔ پھر اس سے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا۔ پھر اسی پانی کو چشمہ میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد چشمہ سے خوب پانی آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم اس مقام کو ہرا بھرا دیکھو گے۔"

جنگ کے لئے مقام تبوک پر قیام

اسلامی لشکر تبوک پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ مسلمان پورے جوش و خروش سے لشکرِ روم سے ٹکرانے کے لئے تیار تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رومیوں پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ طاری کر دیا۔ رومی سپاہی مقابلہ سے پیچھے ہٹ گئے اور جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ گویا معاملہ یہ تھا کہ بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان لینا مقصود تھا۔ ایک شدید آزمائش کی چھلنی سے گزار کر واضح کر دیا گیا کہ کون سچے مومن ہیں اور کون پکے منافق۔ پندرہ روز آپ ﷺ کا سفر جانے کا تھا اور پندرہ روز واپس آنے کا۔ بیس دن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تبوک میں قیام فرمایا۔ گویا کل ۵۰ روز اس غزوہ میں صرف ہوئے۔

بادشاہ ہرقل کی صورتحال اور دیگر مخالفین کی طرف سے جزیہ کی ادائیگی

آپ ﷺ کی آمد سے قبل ہرقل علاقہ میں موجود تھا لیکن آپ ﷺ کی آمد کی اطلاع پاکر پیچھے ہٹ گیا۔ ہرقل تورات اور انجیل کا عالم تھا۔ اُس پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سچے اور آخری نبی ہیں۔ جب حضرت دحیہ کلبی ؓ آپ ﷺ کا خط لے کر اُس کے پاس گئے تھے تو اُس نے کئی سوالات پوچھنے کے بعد تصدیق کی تھی کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کی حکومت یہاں تک پہنچے گی جہاں میرے قدم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ پوری رومی سلطنت آپ ﷺ پر ایمان لا کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے۔ ہرقل کے اِس ارادہ کی درباریوں اور مذہبی رہنماؤں نے شدید مخالفت کی۔ بادشاہت ہرقل کے پاؤں کی بیڑی بن گئی اور وہ چند روزہ دنیوی اقتدار کی خاطر اسلام قبول کرنے اور ہمیشہ کی سعادتیں حاصل کرنے سے محروم رہا۔ ہرقل کو یہ گمان نہیں تھا کہ نبی اکرم ﷺ بذاتِ خود مقابلہ کے لئے تبوک تشریف لائیں گے۔ جب اُسے آپ ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو چونکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ سے مقابلہ کا کیا نتیجہ نکلے گا، تو اُس نے پسپائی اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

نبی اکرم ﷺ نے ہرقل سے مقابلہ کے لئے تبوک سے آگے پیش قدمی نہیں فرمائی۔ تبوک میں قیام کے دوران آپ ﷺ نے قرب جوار میں آباد قبائل سے معاہدات کیئے اور اُن قبائل نے اسلامی حکومت کی تابعداری اور اسے خراج دینا منظور کیا۔ اِس پورے علاقہ پر مسلمانوں کا جو دبدبہ جنگِ مُوتہ سے قائم ہوا تھا وہ مزید مستحکم ہو گیا۔ اِس کے بعد آپ ﷺ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

منافقین کی طرف سے مسجد ضرار کی تعمیر

منافقین نے بطورِ سازش مسجدِ ضرار تعمیر کی، بہانہ یہ کیا کہ بوڑھے اور کمزور لوگ مسجد قباء میں نہیں آسکتے اس لئے ہم نے یہ مسجد تعمیر کی ہے۔ اگر آپ ﷺ یہاں آکر نماز پڑھ لیں گے تو برکت حاصل ہو جائے گی۔ لیکن اصل وجہ یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص ابو عامر راہب تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ ہجرت کے وقت موجود تھا، اُسے آپ ﷺ سے حسد ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی لیکن وہ اسلام نہ لایا۔ بالآخر وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر ملک شام کی طرف چلا گیا اور عیسائیوں سے مل کر ہرقل شاہ روم کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کرنے لگا۔ اس مقصد کے لئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں سے ان کے جاسوسی مقاصد پورے ہو سکیں۔ اس لئے ابو عامر نے مدینہ منورہ اور اس کے اردگرد رہنے والے منافقین سے مشورہ کر کے مسجدِ قباء کے پاس مسجدِ ضرار کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ یہ مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف سازش و منصوبہ بندی اور مسلمانوں میں اختلافات پیدا کرنے کے لئے ایک مورچہ اور ہیڈ کوارٹر کی حیثیت سے بنائی گئی تھی۔ اس کی تعمیر کا کام غزوۂ تبوک کے وقت تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔ تبوک سے واپسی پر اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو وہاں جانے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے اس سازشی مسجدِ ضرار کو گرا کر آگ لگانے کا حکم دے دیا اور وہ مسجد آپ ﷺ کے حکم سے جلا دی گئی۔

پیچھے رہ جانے والے چند صحابہ کرام ؓ کا واقعہ

پیچھے رہ جانے والے سچے اہلِ ایمان میں سے چند صحابہ کرام ؓ وہ بھی تھے جو بغیر کسی سبب اور عذر کے غزوۂ تبوک میں نہیں شامل ہو سکے تھے۔ لیکن انہوں نے منافقوں کی طرح جھوٹے عذر پیش نہیں کیئے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر اپنی لغزش کا اعتراف کر لیا اور عفو و درگزر کے لئے درخواست کی۔ حضرت علی ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ یہ دس مسلمان تھے جو غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو ان میں سے سات نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔

جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ ابولبابہ اور ان کے اصحاب ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تھے۔ انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک آپ ﷺ ان کو عذر قبول کر کے اپنے دستِ مبارک سے انہیں نہیں کھولیں گے وہ یونہی بندھے رہیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور میں بھی اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اس وقت تک ان کو نہیں کھولوں گا اور ان کا عذر قبول نہیں کروں گا جب تک کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ان کو کھولنے کا حکم نہ دے۔ تب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اُنہوں نے کچھ اچھے اور کچھ بُرے عمل ملا جلا دیئے ہیں امید ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرمالے بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (سورۃ التوبہ ۹، آیت: ۱۰۲) چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولا۔ ان سے صدقہ لینے اور ان کے حق میں دعا کرنے کی تلقین کی گئی۔

پیچھے رہ جانے والے دیگر تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔ یہ وہ تین حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو بغیر کسی حقیقی عذر کے غزوۂ تبوک میں شرکت سے محروم رہے۔ انہوں نے اس لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو سزا کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ مذکورہ تینوں ساتھیوں سے قطع تعلق کر لیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی سختی سے اِس حکم پر عمل کیا، کوئی بھی ان سے بات نہیں کرتا تھا۔ رومیوں نے اِس موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور اعزاز و اکرام کا وعدہ کیا لیکن اُنہوں نے اِس پیشکش کو رد کر دیا۔ چالیس روز بعد اِن حضرات کو حکم ہوا کہ بیویوں کو بھی اُن کے والدین کے گھر بھیج دیں۔ اِن حضرات نے اِس حکم پر بھی فوراً عمل کیا البتہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ جو بہت عمر رسیدہ تھے اور اُن کے ہاں کوئی خدمت گار بھی نہیں تھا اس لئے انہیں رخصت دے دی گئی۔ یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مشکل ترین وقت کو بڑی ہمت اور استقامت کے ساتھ گزارتے رہے۔ دکھ اور غم سے ان کی آنکھیں اکثر اشکبار رہتیں لیکن اس کے باوجود اسلام اور اہلِ ایمان کے خلاف زبان پر نہ کوئی نازیبا بات لائے اور نہ ہی اپنے ایمان پر کوئی آنچ آنے دی۔ بالآخر پچاس روز کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اِن حضرات کی معافی کا فیصلہ آگیا۔ مدینہ میں ہر طرف ان کی توبہ کی قبولیت اور مبارک بادی کی صدائیں سنائی دینے لگی۔ غم سے نڈھال حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ جب یہ بشارت سنی تو فوراً شکر کے طور پر سجدہ میں گر گئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے فضل و کرم ہو گیا اور ان کی توبہ قبول ہو گئی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے ملاقات

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے مسجد پہنچ کر حضورِ اکرم ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا، ہمیں یہ بات معلوم تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت اسی طرح منور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "مبارک ہو تمہیں یہ دن جو اُن تمام دنوں سے بہتر ہے جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا ہے"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ خوشخبری آپ ﷺ کی طرف سے ہے؟ یا پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو بے انتہا فرطِ مسرت اور شکرانہ کے طور پر حضور نبی کریم ﷺ سے مال صدقہ کرنے کی اجازت چاہی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا مال صدقہ کرنے اور ہمیشہ سچ بولنے کا فیصلہ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ توبہ کی قبولیت میں اپنا سارا مال اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ مال اپنے لئے بھی رکھو۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے عہد کیا کہ سچ کی وجہ سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی، اس لئے میں آئندہ بھی سچ کے سوا کوئی بات نہیں کروں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر میرے رب کا سب سے بڑا احسان یہی میری توبہ ہے اور ہم تینوں ہی کے متعلق قبولیت توبہ کے بارے میں آیت اتری۔

سفر تبوک کے دوران ایک اہم اخلاقی ہدایت

سفر تبوک میں کہیں راستے میں پڑاؤ کے وقت یا تبوک میں قیام کے موقع پر کبھی دورانِ گفتگو یہ تذکرہ ہوتا کہ فلاں ہمارے ساتھی تھے۔ وہ تو ہمارے گمان کے مطابق سچے مومن تھے۔ کیا ہوا؟ وہ کیوں نہیں آئے؟ یعنی اُن کے بارے میں شکوک و شبہات اب ذہنوں میں پروان چڑھنے لگے کہ شاید وہ بھی منافقین میں سے تھے کہ جو ساتھ نہیں آئے۔ ایسی باتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جواب دیتے: "چھوڑو اُن کے تذکرہ کو۔ اگر اُن میں کوئی خیر ہے تو اللہ اُنہیں تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اُس میں خیر نہیں ہے تو (شکر ہے) اللہ نے تمہیں اُن سے عافیت بخشی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد مبارک بہت ہی سبق آموز ہے۔ اِس قولِ مبارک میں ایک ابدی رہنمائی ہے۔ اگر کسی بھائی میں خیر ہے تو وہ کسی غلطی کی صورت میں فوری اعتراف کرے گا اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے بھی استغفار کر لے گا جبکہ اگر اُس شخص میں کوئی شر ہے تو وہ کوئی فتنہ ہی اُٹھائے گا۔ نیز مخلص ایمان والوں کے بارے میں کسی ناخوشگوار واقعہ کی بنیاد پر بدگمان نہیں ہونا چاہیئے اور طعن و تشنیع سے مکمل گریز کرنا چاہیئے۔

غزوۂ تبوک کے گرد و نواح پر اثرات

یہ غزوۂ جزیرۃ العرب اور قرب و جوار میں مسلمانوں کا اثر قائم کرنے اور اُسے تقویت پہنچانے میں بڑا کارگر ثابت ہوا۔ لوگوں پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ اب جزیرۃ العرب میں اسلام کی طاقت کے سوا اور کوئی طاقت زندہ نہیں رہ سکتی۔ اِس طرح جاہلیت کے عَلم برداروں اور منافقین کی وہ باقی ماندہ آرزوئیں اور اُمیدیں بھی ختم ہو گئیں جو مسلمانوں کے خلاف گردشِ ایام کے انتظار میں اُن کے دل میں پوشیدہ تھیں۔ اُن کی ساری اُمیدوں اور آرزوؤں کا محور رُومی طاقت تھی اور اِس غزوہ میں اُس کا بھی بھرم کھل گیا تھا۔ اب اِن اسلام دشمن عناصر کے حوصلے ٹوٹ گئے اور وہ اِسلام کو ایک غالب اور ناقابلِ شکست قوت کے طور پر تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت۔۔۔۔۔ صبر و استقامت اور عزم عالی شان کی عظیم مثال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبر و استقامت کا وہ پہاڑ تھے جنہوں نے تن تنہا غلبہ دینِ حق کی جدوجہد کا آغاز کیا۔ بدترین تشدد، پرکشش لالچ اور دلفریب سودے بازی کا کوئی اثر لیئے بغیر اپنے مشن کو جاری و ساری رکھا۔ انفرادی و اجتماعی آزمائشوں کے طویل سلسلہ سے گزر کر نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں دینِ حق کو غالب کر دیا بلکہ قلتِ اسباب کے باوجود وقت کی ایک بڑی طاقت کے خلاف پیشگی اقدام کر کے دینِ حق کی دھاک قرب و جوار میں بٹھا دی۔ اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرب سے باہر بھی غلبہ دین کی وسعت کا سلسلہ جاری فرما دیا۔

سُوۡرَةُ التَّوۡبَة

سبق: ۲۴

سورۃ التوبہ ۹ | رکوع: ۶ تا ۱۱ (آیات: ۳۸ تا ۸۹)

رکوع: ۶ تا ۱۱ (آیات: ۳۸ تا ۸۹) کے اہم مضامین

۱۔ غزوۂ تبوک میں نکلنے کا حکم۔
۲۔ منافقین کی بداعمالیاں اور قتال فی سبیل اللہ سے فرار۔
۳۔ منافقین کے لئے سزاؤں کا ذکر۔
۴۔ قتال فی سبیل اللہ کے حوالہ سے مخلص اہل ایمان کا طرز عمل۔
۵۔ ہجرت مدینہ منورہ اور اللہ ﷻ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خصوصی تائید و نصرت

رکوع: ۶ تا ۱۱ (آیات: ۳۸ تا ۸۹) کے چند نکات

رکوع: ۶ (آیات: ۳۸ تا ۴۲)

غزوۂ تبوک کا تذکرہ ہے۔ یہ مشکل ترین غزوہ تھا۔ وقت کی انتہائی طاقتور سلطنت روم سے ٹکراؤ تھا جس کی فوج لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ سفر تقریباً سات سو میل طویل تھا۔ گرمی پوری شدت پر تھی۔ سواریوں کی کمی اور خوراک کی قلت کا سامنا تھا۔ اللہ ﷻ نے حکم دیا کہ راہ حق میں نکلو اور قتال کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ ﷻ کی تائید غیبی تمہارے ساتھ رہے گی۔ مزید یہ بتایا گیا کہ اس وقت اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اللہ ﷻ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی اس وقت بھی مدد فرمائی جب کفار نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کیا اور آپ ﷺ نے اپنے عظیم رفیق سفر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم غم نہ کرو اللہ ﷻ یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔“ اس طرح اللہ ﷻ نے نظر نہ آنے والے لشکروں سے آپ ﷺ کی مدد و نصرت فرمائی اور کفار کی تمام تدبیروں کو ناکام بنادیا۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ ﷻ تمہیں عذاب دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو حق کی خدمت کی سعادت دے گا اور تم اللہ ﷻ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اس موقع پر منافقین کے نفاق کا پردہ بالکل ہی چاک ہوگیا اور وہ راہ حق میں نکلنے سے گریز کرنے لگے۔ اس سستی کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والوں پر عتاب کا ذکر ہے، بتایا گیا ہے کہ یہ مال کے حریص ہیں اگر مال ملتا دیکھتے اور سفر بھی قریب ہوتا تو ضرور نکلتے مگر سفر کی مُشقت کی وجہ سے بیٹھے رہے۔ اور آپ ﷺ کے واپس آجانے کے بعد جھوٹے بہانے اور عذر پیش کرکے اپنی جان کو بچانے کے بجائے ہلاکت میں ڈالنے لگے ہیں اور اللہ ﷻ کے ہاں یہ جھوٹے ہیں۔

رکوع: ۷ (آیات: ۴۳ تا ۵۹)

راہ الٰہی میں قتال سے فرار وہی اختیار کرتے ہیں جو اللہ ﷻ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اللہ ﷻ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے تو راہ حق میں جان اور مال کی بازیاں لگانے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ منافقین کے قتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے جھوٹے بہانے بنانے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کا بیان ہے۔ اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ اگر منافقین تمہارے ساتھ نکلتے تو انتشار اور فتنے پیدا کرتے۔ جب تمہیں کوئی کامیابی ملتی ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ انہیں بتادو کہ ہمیں

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”بے شک منافقین پر سب سے زیادہ بوجھل نمازیں فجر اور عشاء کی ہیں، اگر وہ یہ جان لیں کہ ان دونوں میں کتنا اجر ہے تو ان دونوں میں حاضر ہوں، اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے“۔
> (صحیح مسلم، متدرک الوسائل)

وہی کچھ پہنچتا ہے جو اللہ ﷻ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ ہم اللہ ﷻ کے ہر فیصلہ پر راضی ہیں۔ ہمیں تو ہر صورت میں کامیابی ہی کامیابی ملے گی۔ اگر ہم فاتح ہو کر لوٹے تو بھی کامیاب ہیں اور اگر شہید ہوگئے تو یہ زیادہ بڑی کامیابی ہے لیکن ہم بھی اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ﷻ تمہیں اپنی طرف سے عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب دلوائے۔ منافقانہ صفات کا ذکر کیا گیا ہے کہ منافقین نماز میں سُستی کرتے ہیں، مطلب پرست ہیں کچھ مال مل جائے تو خوش ہوتے ہیں ورنہ اہل ایمان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ سزا ذکر کی گئی ہے کہ آئندہ ان کا کوئی مال قبول نہ کیا جائے یہ منافقین مسلمانوں کے ساتھ بامرِ مجبوری رہ رہے ہیں اگر انہیں کوئی ٹھکانا میسر آجائے تو وہ وہاں چلے جائیں گے اور زکوٰۃ کے اموال کی تقسیم میں آپ پر عیب لگاتے ہیں اور اگر ان کو اِس مال میں سے کچھ دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں ورنہ ناراض رہتے ہیں۔ کاش وہ اللہ ﷻ اوراس کے رسول ﷺ کی عطا پر راضی ہو جاتے اور اسے اپنے لئے کافی سمجھتے۔

رکوع:۸ (آیات:۶۰ تا ۶۶)

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیئے گئے۔ منافقوں کی بُری حرکات، خود فریبی اور بد کلامی کا ذکر ہے۔ ان کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کہ وہ تو کانوں کے کچے ہیں یہاں تک کہ ہمارے ہر جھوٹے عذر کو بھی قبول کر لیتے ہیں (معاذ اللہ)۔ اس کا جواب دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ مکارم اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ ان کی یہ حد درجہ نرم مزاجی، احسان اور شان رحمت کا اظہار ہے کہ وہ جانتے ہوئے بھی منافقین کے جھوٹے عذر سنتے ہیں لیکن کسی کو شرمندہ نہیں کرتے اور ہر عذر قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ یہ منافقین لوگوں کو راضی کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ اللہ ﷻ اوراس کا رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے۔ مزید بر آں اللہ ﷻ، اُس کی آیات اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کے گستاخانہ طرز عمل پر انہیں بد ترین عذاب کی وعید سنائی گئی ہے کہ اب تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیونکہ تم ایمان لانے کے باوجود اللہ ﷻ کی آیات کی تضحیک اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی وجہ سے کافر ہو چکے۔

رکوع:۹ (آیات:۶۷ تا ۷۲)

منافقوں کی بد باطنی کا ذکر ہے۔ گزشتہ سرکش اقوام سے ان کا موازنہ کیا گیا ہے اور ان کے بُرے انجام سے خبر دار کیا گیا ہے۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک جیسے ہیں۔ برائیاں پھیلاتے اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے۔ اللہ ﷻ نے ان پر لعنت کی اور روز قیامت ان کا حشر کفار کے ساتھ ہو گا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جب کہ مومن مرد اور مومن عورتیں راہِ حق میں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ وہ نیکیوں کو پھیلاتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے مومنوں کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے مغفرت، جنت میں ہمیشہ رہنے اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ جوڑوں کی بشارت ہے۔ ان کے لئے وہاں سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی کا حصول ہے جو شاندار کامیابی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

”تم مومنوں کو آپس کی رحمت اور آپس کی محبت اور آپس کی مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے چینی اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اصول کافی)

رکوع:۱۰ (آیات: ۷۳ تا ۸۰)

مسلمانوں کو کفار و منافقین کے ساتھ جہاد و قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ منافقین کی اس زبان درازی اور بد زبانی کا ذکر ہے کہ یہ گستاخی و کلمات کفر کہنے کے باوجود اپنے قول کے انکاری بھی ہیں۔ دراصل انہیں یہی بات بری لگی کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو غنی کر دیا۔ ان کی اس گستاخی اور زبان درازی کا دردناک انجام بیان کیا گیا ہے کہ دنیا و آخرت کا رسوا کن عذاب ان کا مقدر ہے۔ عہد شکنی اور وعدہ خلافی پر مبنی منافقانہ روش کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے وعدہ کیا کہ اگر اللہ ﷻ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو ہم اس کی راہ میں صدقہ و خیرات کریں گے اور پاکیزہ زندگی بسر کریں گے مگر جب اللہ ﷻ نے انہیں اپنے فضل میں سے عطا کیا تو وہ اپنے وعدہ سے پھر گئے چنانچہ اللہ ﷻ نے بطور سزا ان کو مرضِ نفاق میں ہمیشہ کے لئے مبتلا کر دیا۔ مومنوں کے صدقات پر منافقین کی طعنہ زنی کا ذکر ہے کہ یہ منافقین خود تو پیچھے رہ گئے مگر راہِ الٰہی میں بقدرِ استطاعت، کم یا زیادہ خرچ کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ منافقین کے لئے ایک اور سزا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کو اللہ ﷻ ہر گز معاف نہیں فرمائے گا چاہے اُن کے حق میں نبی کریم ﷺ بھی ستر مرتبہ استغفار کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کر بیٹھے ہیں۔

رکوع:۱۱ (آیات:۸۱ تا ۸۹)

غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے منافقوں کے حیلے بہانوں کا تذکرہ اور منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر کھڑے ہونے کی ممانعت کا ذکر ہے۔ منافقین غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے اور وہ گھروں میں رہ کر بہت خوش ہو رہے تھے اور وہ دوسروں کو بھی روکتے رہے کہ دیکھو شدید گرمی ہے مت نکلنا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ ! ان سے فرما دیجیۓ کہ جہنم کی آگ کی گرمی بہت ہی زیادہ سخت ہے۔ تمہیں زیادہ خوش ہونے کے بجائے اب زیادہ رونا چاہیۓ کہ اب تم ہمیشہ کے لئے میرے ساتھ جہاد پر نکلنے کی سعادت سے محروم ہو چکے ہو۔ مزید ایک اور سزا یہ بیان ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ نہ منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور نہ ان میں سے کسی کی قبر پر تشریف لے جائیں۔ نیز یہ بھی ذکر ہے کہ ان منافقین کا مال و اولاد ان کے لئے ذلت ہی کا باعث ہو گا۔ اہل ایمان کے لئے بشارت دی گئی کہ ایسے مومن ہی کامیاب ہونے والے ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں نکلیں اور مال و جان سے جہاد کرتے رہیں۔ ان کے لئے ایسے باغات آراستہ کیئے گئے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

”اللہ ﷻ اس آدمی کا کفیل بن جاتا ہے جو اس کے راستہ میں جہاد کرتا ہے۔ وہ جب اپنے گھر سے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے اور اس کے احکام کی تصدیق کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضمانت دیتا ہے کہ یا تو اس کو جنت میں داخل کرے گا، یا اجر و غنیمت کے ساتھ اس کو گھر کی طرف لوٹائے گا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ التَّوْبَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ

اے ایمان والو! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو (تو) تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۳۸

کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پسند کرلی ہے؟ دنیوی زندگی کی متاع تو آخرت کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اگر تم نہیں نکلو گے تو وہ (اللہ) تمھیں درد ناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ (کسی) دوسری قوم کو لے آئے گا

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۳۹ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

اور تم اُس (اللہ) کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اگر تم نے ان (رسول ﷺ) کی مدد نہیں کی

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

تو (کیا ہوا) یقیناً اللہ تو اُن کی مدد کر چکا ہے اُس وقت جب اُنہیں کافروں نے (مکہ سے) نکال دیا تھا (وہ) ان دو میں سے دوسرے تھے

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ

پھر اللہ نے اُن پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُن کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جنھیں تم نے نہ دیکھا اور اس نے کافروں کی بات کو پست کر دیا

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۴۰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا

اور اللہ کا کلمہ ہی سب سے بلند ہے اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ (اللہ کی راہ میں) نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا

اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ اگر (مالِ غنیمت) جلدی مل جانے والا ہوتا

وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اور سفر آسان ہوتا تو وہ (منافقین) ضرور آپ (ﷺ) کی پیروی کرتے لیکن (یہ) مسافت اُنہیں دور معلوم ہوئی اور وہ عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے

ع ٦ ۵ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اگر ہم استطاعت رکھتے تو تمہارے ساتھ ضرور نکلتے (ان بہانوں سے) وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور بے شک اللہ جانتا ہے وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

اللہ نے آپ (ﷺ) سے درگزر فرمایا آپ نے ان (منافقین) کو کیوں اجازت دی یہاں تک کہ آپ پر وہ لوگ ظاہر ہو جاتے جنھوں نے سچ کہا

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے۔ (وہ لوگ) آپ سے اجازت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ

(اِس سے) کہ وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کریں اور اللہ پرہیز گاروں کو خوب جاننے والا ہے۔ آپ (ﷺ) سے صرف وہی اجازت مانگتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن کے دل شک میں مبتلا ہیں تو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

اور اگر وہ (منافقین) نکلنے کا ارادہ کرتے تو ضرور اُس کے لئے کچھ سامان تیار کرتے لیکن اللہ نے اُن کا اٹھنا ہی پسند نہ کیا پس (توفیق سلب کر کے) اُنہیں روک دیا

وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا

اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو وہ صرف تمہاری خرابی ہی میں اضافہ کرتے

وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور فتنہ اٹھانے کے لئے تمہارے درمیان بھاگ دوڑ کرتے اور تم میں کچھ ان کے جاسوس (اب بھی) موجود ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

یقیناً اُنہوں نے اِس سے پہلے بھی فتنہ اٹھانا چاہا ہے اور آپ (ﷺ) کے لئے معاملات الٹ پلٹ کیئے ہیں یہاں تک کہ حق آگیا

وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۗ

اور اللہ کا حکم غالب ہو گیا حالانکہ وہ ناپسند کرتے رہے۔ اور ان (منافقین) میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دے دیجئے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیئے

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۗ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ

آگاہ ہو جاؤ فتنہ میں تو وہ پڑ چکے ہیں اور جہنم یقیناً کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگر آپ (ﷺ) کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے (تو) وہ ان (منافقین) کو بُری لگتی ہے

وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور اگر آپ (ﷺ) کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے (تو) وہ کہتے ہیں کہ یقیناً ہم نے اپنا معاملہ پہلے ہی درست کر لیا تھا اور وہ خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾

آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) فرما دیجیے ہمیں ہر گز (کوئی نقصان) نہیں پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہ ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ

آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) فرما دیجیے کیا تم ہمارے بارے میں انتظار کر رہے ہو صرف دو بھلائیوں میں سے ایک (فتح یا شہادت) کا اور ہم تمہارے بارے میں انتظار کر رہے ہیں

اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿٥٢﴾

کہ اللہ تمہیں اپنی طرف سے کوئی عذاب پہنچائے یا ہمارے ہاتھوں سے لہٰذا تم (بھی) انتظار کرو بے شک ہم (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٣﴾

آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) فرما دیجیے خرچ کرو خوشی یا ناخوشی سے تم سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا بے شک تم فاسق لوگ ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

اور ان کے خرچ (کیئے ہوئے مال) قبول کیئے جانے میں صرف یہی رکاوٹ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے ساتھ کفر کیا

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ

اور وہ نماز کی طرف صرف سُستی کے ساتھ آتے ہیں اور وہ صرف ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ تو تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں اُن کے مال

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٥٥﴾

اور نہ ہی اُن کی اولاد اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اِنہیں اِن (چیزوں) کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور اِن کی جانیں اِس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہی ہوں۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿٥٦﴾

اور وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ یقیناً وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو (تم سے) ڈرتے رہتے ہیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿٥٧﴾

اگر وہ کوئی پناہ گاہ پائیں یا کوئی غار یا کوئی (اور) گھس بیٹھنے کی جگہ تو وہ (ضرور) اُس کی طرف انتہائی تیزی سے لپکتے ہوئے جائیں گے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا

اور (منافقین) میں سے (وہ بھی) ہیں جو آپ کو صدقات (کی تقسیم) کے بارے میں طعنہ دیتے ہیں پھر اگر اُنہیں اُن میں سے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں

وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا

اور اگر اُنہیں اُن میں سے نہ دیا جائے (تو) اُسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور (کیا ہی اچھا ہوتا) اگر وہ اُس پر راضی رہتے

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ

جو اُنہیں اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) نے دیا تھا اور کہتے ہمارے لئے اللہ کافی ہے عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے عطا فرمائے گا اور اُس کا رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) بھی

ع ١٧ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔ بے شک زکوٰۃ تو (صرف) فقراء اور مسکینوں اور اس (کی تحصیل و تقسیم) پر مامور کارکنان

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

اور (ان کے لئے ہے) جن کی تالیف قلب (مطلوب) ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرض داروں میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہے

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ

یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور ان (منافقین) میں سے وہ بھی ہیں (جو) نبی (ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اور کہتے ہیں کہ یہ تو بس کان (کے کچے) ہیں آپ فرما دیجئے وہ تمہارے لئے بھلائی کے کان ہیں وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کی بات مانتے ہیں

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾

اور (اُن کے لئے) رحمت ہیں جو تم میں سے ایمان لائے اور جو لوگ اللہ کے رسول (ﷺ) کو اذیت پہنچاتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ

(مسلمانو!) وہ (منافقین) تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ وہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) زیادہ حق دار ہیں

اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

کہ وہ اُنہیں راضی کریں اگر وہ مومن ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے

خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ

(وہ) اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ منافقین ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان (مومنوں) پر کوئی سورت نازل (نہ) کر دی جائے

تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ

جو اُنہیں (اُس سے) آگاہ کر دے جو ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے آپ (ﷺ) فرما دیجئے تم مذاق اُڑاتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ

بے شک اللہ وہ (بات) ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔ اور اگر آپ (ﷺ) اِن (منافقین) سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے

اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ

کہ ہم تو یونہی ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے آپ (ﷺ) فرما دیجئے (گستاخو!) کیا اللہ اور اُس کی آیات اور اُس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ

تم مذاق کر رہے تھے۔ (اب) بہانے مت بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کفر کر چکے ہو اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف (بھی) کر دیں

نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝٦٦ۧ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ ع ٨ ٧

تو ہم (دوسرے) گروہ کو عذاب دیں گے اِس لئے کہ وہ مجرم ہیں۔ منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک جیسے ہیں برائی کا حکم دیتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ

اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے) بند رکھتے ہیں اُنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس (اللہ) نے بھی اُن کو نظر انداز کر دیا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٦٧ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

بے شک منافق ہیں ہی فاسق۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے کہ جس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٦٨ۙ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

وہی (جہنم) اُن کے لئے کافی ہے اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے۔ (منافقو! تم بھی) اُن لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے تھے

كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

وہ قوت میں تم سے زیادہ طاقتور تھے اور مال اور اولاد میں بہت زیادہ تھے تو وہ اپنے (دنیوی) حصّہ سے مزہ اڑا چکے پھر تم بھی اپنے (دنیوی) حصّہ سے مزہ اڑاؤ

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ

جس طرح اُنہوں نے اپنے (دنیوی) حصّہ سے مزہ اڑایا جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی فضول بحثوں میں پڑے جس طرح وہ فضول بحثوں میں پڑے

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٦٩

یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے اور یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ

کیا ان کے پاس اُن لوگوں کی خبر نہیں آئی (جو) اِن سے پہلے گزرے (مثلاً) قومِ نوح اور عاد اور ثمود اور قومِ ابراہیم اور مدین والوں

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

اور (قومِ لوط کی) اُلٹی ہوئی بستیوں کی اُن کے پاس ان کے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ آئے تھے تو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا

وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٧٠ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ

بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم) کی اطاعت کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٧١ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

یہی لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ اُن پر رحم فرمائے گا بے شک اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ نے مومن مردوں سے اور مومن عورتوں سے وعدہ فرمایا ہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ

ایسے باغات کا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور پاکیزہ مکانوں کا ہمیشہ رہنے کے باغات میں

ع ۹ ۶ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۷۲ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ کی طرف سے رضامندی (جو) سب (نعمتوں) سے بڑھ کر ہے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اے نبی (ﷺ)! آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۳ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ

اور اُن پر سختی کیجیے اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے (کوئی) بات نہیں کہی

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ

حالانکہ یقیناً اُنہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور اُنہوں نے اپنے اسلام لانے کے بعد کفر کیا اور اُنہوں نے اُس (بات) کا ارادہ کیا جو وہ حاصل نہیں کر سکے

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ

اور ان منافقین کو یہی بُرا لگا کہ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے اپنے فضل سے اُن مومنین کو (کیوں) غنی فرما دیا تو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہو گا

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴

اور اگر وہ منہ موڑیں گے تو اللہ اُنہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور اُن کا زمین میں نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ کوئی مددگار۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

اور اِن میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اُس نے ہمیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے

وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا

اور ہم ضرور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اس (اللہ) نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اُس میں بُخل کرنے لگے اور وہ (اپنے عہد سے) پھر گئے

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ

اور وہ ہیں ہی روگردانی کرنے والے۔ تو اس (اللہ) نے (بطورِ سزا) ان کے دلوں میں نفاق جما دیا اُس دن تک جب وہ اُس سے ملیں گے

بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے اللہ سے اُس وعدہ کے خلاف کیا جو اُنہوں نے کیا تھا اور اِس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

کہ اللہ اُن کے راز اور اُن کی سرگوشیاں جانتا ہے اور بے شک اللہ غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ وہ (منافقین ریاکاری کا) طعنہ دیتے ہیں

الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ

خوش خوشی صدقہ کرنے والے مومنوں کو اور اُن کو (بھی) جنہیں اپنی محنت (مزدوری) کے سوا کچھ میسر نہیں پس یہ اُن کا (بھی) مذاق اڑاتے ہیں

سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ ۘ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۹﴾ اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ

اللہ اُنہیں اِس مذاق کی سزا دے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) اُن (منافقین) کے لئے بخشش طلب کریں

اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ

یا بخشش طلب نہ کریں اگر آپ اُن کے لئے ستر بار (بھی) بخشش طلب کریں تو بھی اللہ اُنہیں ہرگز نہ بخشے گا

ع ۱۰ ۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۸۰﴾

اِس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے ساتھ کفر کیا اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِهِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ

پیچھے رہ جانے والے اپنے (گھروں میں) بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے روانہ ہونے کے بعد

وَكَرِهُوۡۤا اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَـرِّ ؕ

اور انہیں ناگوار ہوا کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کریں اور اُنہوں نے (دوسروں سے بھی) کہا کہ گرمی میں مت نکلو

قُلۡ نَارُ جَهَـنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوۡ كَانُوۡا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۱﴾ فَلۡيَـضۡحَكُوۡا قَلِيۡلًا

آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) فرمادیجیے جہنم کی آگ اِس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش کہ وہ سمجھتے۔ تو اُنہیں چاہیئے کہ (دنیا میں) تھوڑا بہت ہنس لیں

وَّلۡيَبۡكُوۡا كَثِيۡرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنۡ رَّجَعَكَ اللّٰهُ

اور (آخرت میں) خوب روتے رہیں یہ ان (اعمال) کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔ تو اگر اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کو واپس لائے

اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنۡهُمۡ فَاسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِلۡخُرُوۡجِ فَقُلۡ

اِن (منافقین) میں سے کسی گروہ کی طرف پھر وہ آپ سے (جنگ میں) نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) فرما دیجیے

لَّنۡ تَخۡرُجُوۡا مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنۡ تُقَاتِلُوۡا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمۡ رَضِيۡتُمۡ بِالۡقُعُوۡدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اب تم میرے ساتھ کبھی بھی ہرگز نہیں نکلو گے اور تم میرے ساتھ مل کر دشمن سے ہرگز نہیں لڑوگے بے شک تم پہلی مرتبہ (گھروں میں) بیٹھے رہنے پر راضی ہوئے

فَاقۡعُدُوۡا مَعَ الۡخٰلِفِيۡنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا

تو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اور اِن (منافقین) میں سے جو مر جائے آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کبھی بھی اس کی نمازِ (جنازہ) نہ پڑھیے

وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۴﴾

اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوں بے شک اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے ساتھ کفر کیا اور اِس حال میں مرے کہ وہ فاسق تھے۔

وَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَاَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ

اور تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں اُن کے مال اور نہ ہی اُن کی اولاد بے شک اللہ تو چاہتا ہے

اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

کہ اِن (مال و اولاد) کے ذریعہ دنیا میں اِنہیں عذاب دے اور اِن کی جانیں اِس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

اور جب کوئی سورت نازل کی گئی (جس میں حکم ہو) کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے ہمراہ جہاد کرو

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

(تو) اُن میں سے (طاقت اور) وسعت والے آپ (ﷺ) سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہمیں رہنے دیجیے تاکہ ہم (پیچھے) بیٹھنے والوں کے ساتھ ہوں۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

وہ راضی ہو گئے اس پر کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ہوجائیں اور اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ

لیکن رسول (ﷺ) اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے اُنہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور اُنہی کے لئے ساری بھلائیاں ہیں

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے اُن کے لئے ایسے باغات تیار کیئے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں

ع ۱۱ ۹

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع

وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضے سامنے آجانے کے بعد رخصت کی اجازت طلب کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۴۳)

۲۔ سچے اہل ایمان ہر آن اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے پیش پیش رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد و قتال کرنے میں بالکل پس و پیش نہیں کرتے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۴۴)

۳۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں اور احکامات سے فرار اختیار کرنے والے ہدایت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۴۹)

۴۔ اہل ایمان کا کامل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۵۱)

۵۔ وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی بھی طرح ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۶۱)

۶۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی کامیابی یہ ہے کہ انسان جہنم سے نجات پا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخلے کا مستحق بن جائے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۷۲)

۷۔ منافقین کو یہ بات کسی صورت برداشت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۷۴)

۸۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ طرزِ عمل منافقانہ ہے کہ بندہ مال کے حصول اور رزق کی فراوانی کے لئے تو دعائیں کرے لیکن جب اللہ تعالیٰ اسے مال اور خوشحالی عطا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ذمہ داری کو فراموش کر دے۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۷۵، ۷۶)

۹۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی نگہبانی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے ساتھ اگر کوئی استہزا کا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ان کا دفاع اور حفاظت فرماتا ہے اور ان کے مخالفین کو ان کے کیئے کی سزا بھی دیتا ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۷۹)

۱۰۔ دنیا پرست لوگ خود بھی اللہ تعالیٰ کے دین سے فرار اختیار کرتے ہیں اور جو لوگ دین کے معاملہ میں آگے بڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں ان کو بھی روکنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی آگ ہے جن میں وہ پڑے روتے ہی رہیں گے۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۸۱، ۸۲)

۱۱۔ منافقین جو ہیں ہی دنیا پرست وہ دنیا کا ساز و سامان جمع کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اُن کا یہ عمل قابل رشک نہیں ہے بلکہ انتہائی قابل مذمت ہے کیونکہ یہ طرز عمل تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اطاعت اور احکام دین کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۸۵، ۸۶)

۱۲۔ منافق اپنے ایمان میں غیر مخلص ہونے کی وجہ سے جہاد اور نیکی کے کاموں میں پیچھے رہنا پسند کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صدق دل سے ایمان لانے والے مومنین ہر وقت اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے کوشاں رہتے ہیں انہی کے لئے تمام بھلائیاں اور کامیابیاں ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیات: ۸۷، ۸۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۳۸تا۴۲میں دنیوی زندگی کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی کا سامان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے مقابلہ میں بہت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(۲) آیات: ۴۳تا۵۹میں منافقین کی بُری روش کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اگر آپ ﷺ کو کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پہنچتی ہے تو وہ ان کو بُری لگتی ہے اور اگر کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنا معاملہ پہلے ہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر لیا تھا۔

(۳) آیات: ۴۳تا۵۹ منافقین کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ چاہے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے خرچ کریں یا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ان سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

(۴) آیات: ۶۰تا۶۶میں بیان ہوا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں مومنوں پر کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازل نہ کردی جائے جو اُنہیں اُس سے آگاہ کردے جو ان کے دلوں میں ہے۔

(۵) آیات: ۶۷تا۸۰میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ کافروں اور منافقوں سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیجیے اور اُن پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیجیے۔

(۶) آیات: ۶۷تا۸۰میں بتایا گیا ہے کہ منافقین کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بولنے کی وجہ سے ان کے دلوں میں سزا کے طور پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈال دیا گیا۔

(۷) آیات: ۸۱تا۸۹میں بتایا گیا ہے کہ منافقین جہاد سے ناگواری ظاہر کرتے ہوئے دوسروں سے کہتے تھے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مت نکلو اس کے جواب میں ان کو بتایا گیا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۳۸تا۴۲کی روشنی میں جواب دیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی کس طرح مدد فرمائی؟

۲- آیات: ۳۸تا۴۲میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں نکلنے کی کس طرح ترغیب دلائی گئی ہے؟

۳- آیات: ۴۳تا۵۹کی روشنی میں جواب دیں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرنے کے حوالہ سے کن دو گروہ کا بیان ہے؟

۴- آیات: ۴۳تا۵۹ میں کافروں کی دنیوی خوشحالی کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

۵- آیات: ۶۰تا۶۶میں زکوٰۃ کے کیا مصارف بیان کیئے گئے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی دل آزاری اور توہین کرنے والوں کا کیا عبرت ناک انجام بیان کیا گیا؟

۶- آیات: ۶۷تا۷۲میں منافقین اور مومنین کا کیا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے؟

۷- آیات: ۶۷تا۷۲کی روشنی میں جواب دیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے منافقین، کفار اور مومنین سے کس چیز کا وعدہ فرمایا ہے؟

سوال ۳ زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ کے حوالہ سے ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- زکوۃ ایک اسلامی رکن ہے جو ہر صاحب نصاب پر ادا کرنا فرض ہے۔ کسی اہل علم سے معلوم کریں کہ صاحبِ نصاب ہونے سے کیا مراد ہے، زکوۃ ادا کرنے کی کیا شرائط ہیں اور جن کو زکوۃ ادا کی جائے ان میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟ نیز یہ بھی معلوم کریں کہ کس کس چیز پر زکوۃ دینا فرض ہے۔
- اس سورت میں منافقین کی کئی بُری عادات مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی دس بُری عادتیں آیت کے حوالہ کے ساتھ اپنے اساتذہ کی مدد سے تلاش کر کے نیچے دیئے گئے جدول میں تحریر کریں اور ان بُرائیوں سے بچنے کا خود بھی پختہ ارادہ کریں اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی ترغیب دیں۔

نمبر شمار	منافقین کی بُرائیاں
۱	
۲	
۳	
۴	
۵	
۶	
۷	
۸	
۹	
۱۰	

- کسی صاحب علم سے معلوم کریں کہ غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟ نیز رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہونے والے غزوات اور سرایا کی تاریخ کے اعتبار سے فہرست بنائیں اور یہ بھی بتائیں کہ ان غزوات اور سرایا میں مسلمانوں کے مدِ مقابل کون تھا اور ان دونوں کی تعداد کا موازنہ بھی کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق: ۲۵

سُوْرَةُ التَّوْبَة

سورۃ التوبہ ۹ — رکوع: ۱۲ تا ۱۶ (آیات: ۹۰ تا ۱۲۹)

رکوع: ۱۲ تا ۱۶ (آیات: ۹۰ تا ۱۲۹) کے اہم مضامین

۱۔ مخلص اہلِ ایمان کی صفات
۲۔ اہلِ ایمان پر اللہ ﷻ کی عنایات
۳۔ قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب
۴۔ منافقین کا بُرا انجام
۵۔ عظمتِ نبی کریم ﷺ

رکوع: ۱۲ تا ۱۶ (آیات: ۹۰ تا ۱۲۹) کے چند نکات

رکوع: ۱۲ (آیات: ۹۰ تا ۹۹)

غزوۂ تبوک کے موقع پر منافقین کے جھوٹے عذر اور اہلِ ایمان کے سچے عذر کا بیان ہے۔ جو لوگ غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ منافق تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے کیئے تھے۔ آگاہ کیا گیا ہے کہ عنقریب انہیں جھوٹ بولنے کی بدترین سزا دی جائے گی۔ البتہ ان لوگوں پر کوئی ملامت نہیں جو بیماری، معذوری یا اسباب نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ بعض ایسے بدبخت بھی ہیں جنہوں نے جھوٹا بہانہ کرنے کی بھی زحمت نہیں اٹھائی۔ ہاں جب مسلمان غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو منافقین انہیں راضی رکھنے کے لئے جھوٹے بہانے پیش کیئے۔ ایسے منافقین کا عذر قبول کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اعلان کر دیا گیا کہ اب ان کی باتوں کا ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ ان کے اعمال کا مشاہدہ فرمائیں گے۔ مزید بتایا گیا کہ اگر لوگ ان کی باتوں کا اعتبار کر بھی لیں تب بھی اللہ ﷻ ان بدبختوں سے ہرگز راضی نہ ہوگا۔ دیہات کے منافقین کی مذمت کی گئی کہ ان میں سے کچھ بدو ایسے بھی ہیں جو اللہ ﷻ کی راہ میں مال دینے کو ایک تاوان سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر دینی تعلیمات سیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ اگر سیکھ لیتے تو ان کے دل ایمان سے منور ہو جاتے اور وہ نفاق کی بیماری سے بچ جاتے۔ دیہات کے مومنوں کے لئے رحمتِ خداوندی کی بشارت دی گئی کہ دیہاتیوں میں کچھ ایسے بھی نیک لوگ موجود ہیں جو واقعی اللہ ﷻ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیئے گئے مال کو اللہ ﷻ کی قربت اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ عنقریب ان کی مراد پوری ہوگی اور اللہ ﷻ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔

رکوع: ۱۳ (آیات: ۱۰۰ تا ۱۱۰)

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”یقیناً صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا اور بُری موت کو دور کرتا ہے۔“ (جامع ترمذی، اصول کافی)
>
> حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب تم فقیر و نادار ہو تو صدقہ دے کر اللہ ﷻ سے تجارت کرو۔ (نہج البلاغہ)

ان مہاجرین اور انصار کی تحسین فرمائی گئی ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے اور اس کی سربلندی کے لئے قربانیاں دینے میں سبقت کی۔ پھر ان کی بھی مدح کی گئی جنہوں نے سبقت کرنے والوں کی بڑی عمدگی سے پیروی کی۔ ان سب کو جنت کی دائمی بشارت دی گئی۔ مزید فرمایا گیا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی سربلندی کے لئے قربانی دینے سے گریز کرنے والے منافق ہیں۔ انہیں دنیا میں بار بار ذلت کا سامنا ہوگا، وہ موت کے وقت شدید اذیت سے گزریں گے اور آخرت میں دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ ہاں ایسے لوگ جنہوں نے کچھ نیکیاں بھی کی ہیں اور غلطیاں بھی، انہیں اُمید دلائی گئی کہ اگر وہ آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کر لیں اور

اللہ ﷻ کی راہ میں صدقہ و خیرات کریں تو اللہ ﷻ انہیں معاف فرمادے گا۔ مزید یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صدقات قبول کر کے انہیں پاک وصاف کرنے اور ان کے لئے دعا فرمانے کی تلقین کی گئی اس لئے کہ آپ کی دعائیں آپ کے جان نثاروں کے لئے سکون واطمینان کا ذریعہ ہیں۔ البتہ تین افراد ایسے تھے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ سچے مومن تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنی خطا کا اعتراف کر لیا۔ اللہ ﷻ نے ان کے لئے بخشش یا سزا کا فیصلہ مؤخر فرمادیا۔ منافقین کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجد ضرار کا بھی تذکرہ ہے جو ایک دشمنِ دین عیسائی راہب ابو عامر کو ٹھکانا فراہم کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ ابو عامر اس نام نہاد مسجد کو اسلام دشمن سرگرمیوں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے خلاف اپنی تخریبی کارروائیوں کا مرکز بنانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس نام نہاد مسجد میں نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا۔ آپ ﷺ کو اس نام نہاد مسجد کے بجائے مسجدِ قبا میں نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا گیا کہ اس مسجدِ قبا کے نمازی انتہائی نیک نیت اور مخلص ہیں۔ وہ طہارت کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور اللہ ﷻ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر ہونے والا کردار عمدہ، مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے جب کہ منافق کے کردار کی بنیاد خراب، کمزور اور ناپائیدار ہوتی ہے۔

رکوع: ۱۴ (آیات: ۱۱۱ تا ۱۱۸)

مجاہدین کے فضائل اور صفات کا بیان ہے۔ اللہ ﷻ نے مومنوں سے ان کے جان اور مال جنت کے بدلہ میں خرید لیئے ہیں۔ وہ اللہ ﷻ کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی اللہ ﷻ کی راہ میں جانیں دیتے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کا یہ وعدہ حق اور سچ ہے جو تورات اور انجیل میں بھی مذکور ہے۔ گویا کلمہ پڑھنا اللہ ﷻ کے ساتھ ایک عہد کرنا ہے۔ اس عہد کا تقاضا ہے کہ اللہ ﷻ کے دین کے لئے اتنی فعال جدوجہد کی جائے کہ باطل سے ٹکرانے کا مرحلہ آجائے۔ اس عہد کو پورا کرنے والوں کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ اللہ ﷻ کے حضور توبہ، رکوع و سجود کرنے والے اور لذاتِ دنیوی سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے ہیں۔ اُس کی حمد، اُس کی عبادت، نیکیوں کا حکم دینے، برائیوں سے روکنے اور اللہ ﷻ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اللہ ﷻ کی طرف سے بشارتیں ایسے ہی مومنوں کے لئے ہیں۔ ان مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی مدح کی گئی جنھوں نے غزوۂ تبوک کی مشکل گھڑیوں میں نبی پاک ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ مزید فرمایا کہ ان تین انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بخش دیا گیا جن کی توبہ کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا تھا وہ مخلص اہل ایمان تھے اور انہوں نے اللہ ﷻ ہی کی طرف رجوع کیا تو اللہ ﷻ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”جو شخص مر جائے اور جہاد نہ کرے اور نہ اس کے دل میں (جہاد کرنے کا) ارادہ ہو تو اس کی موت ایک طرح کے نفاق پر ہوگی۔“ (صحیح مسلم)

رکوع: ۱۵ (آیات: ۱۱۹ تا ۱۲۲)

مومنوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچیں اور نیک اور سچے لوگوں کی رفاقت اختیار کریں اُن کے ساتھ رہیں۔ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کی ملامت کی گئی ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مومنوں کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ رسول ﷺ کے ساتھ نہ نکلیں اور اپنی جانوں کو آپ ﷺ کی جان پر ترجیح دیں۔ اللہ ﷻ کی راہ میں اٹھائے ہوئے ہر قدم، برداشت کی گئی ہر تکلیف اور پیش کیئے گئے ہر صدقہ پر بہترین اجر

> **فرمان نبوی ﷺ**
>
> ”یقیناً سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدیق کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ ﷻ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

دیئے جانے کی بشارت دی گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو دین کی سمجھ پیدا کرنے کی تاکید کی گئی کہ ہر قبیلہ میں سے چند افراد کو چاہیئے کہ وہ خود کو علم دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے ضرور وقف کریں تاکہ دیگر لوگ جو مشغولیات کی وجہ سے دین نہ سیکھ سکے اُن تک دین کی باتیں پہنچائیں۔

رکوع:۱۶ (آیات:۱۲۳تا۱۲۹)

جہاد و قتال کی ترتیب بیان کی گئی ہے کہ سب سے پہلے قریب ترین کافروں سے قتال کیا جائے پھر ان کے بعد جو ان سے قریب ہوں وغیرہ۔ مومنوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے علاقوں میں دین اسلام کے غلبہ کے بعد اب اس عادلانہ نظام کو اطراف کے علاقوں میں بھی قائم کریں تاکہ دیگر لوگ بھی اس کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔ منافقین کی کج فہمی اور امت پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے کمال شفقت و مہربانی کو بیان کیا گیا ہے۔ افسوس کیا گیا کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو منافقین طنزاً پوچھتے ہیں کہ بتاؤ اس سورت سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا؟ فرمایا گیا کہ جو سچے مومن ہیں، ان کے ایمان میں آیات قرآنی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ البتہ جن کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے ان کی خباثت اور گندگی مزید بڑھ رہی ہے۔ آخری آیات میں اُمت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شفقت کا بیان ہے۔ اور ذکر کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تم سے انتہائی محبت کرنے والے اور تمہارے لئے ہر خیر کے طلب گار اور تمام مومنوں پر انتہائی مشفق و مہربان ہیں۔ البتہ اگر تم نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی دعوت پر لبیک نہ کہا تو جان لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا بھروسہ اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہے جو بڑے عظیم عرش کا مالک ہے۔



سُوْرَةُ التَّوْبَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ

اور دیہاتیوں میں سے بہانہ کرنے والے آئے تاکہ اُنہیں (پیچھے بیٹھ رہنے کی) اجازت دے دی جائے

وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾

اور وہ (گھروں میں) بیٹھے رہے جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے جھوٹ بولا اُن میں سے جنھوں نے کفر کیا عنقریب (اُنہیں) دردناک عذاب پہنچے گا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ

نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ہی ان پر جو خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں پاتے کوئی گناہ جبکہ وہ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے لئے مخلص ہوں

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ

نیک لوگوں پر الزام کی کوئی راہ نہیں ہے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور نہ اُن پر (کوئی الزام ہے)

اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪

کہ جب وہ آپ (ﷺ) کے پاس حاضر ہوئے تاکہ آپ اُنہیں سواری دیں تو آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا کہ جس پر میں تمہیں سوار کرلوں

تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

(تو) وہ اِس حال میں واپس ہوئے کہ اُن کی آنکھیں (اِس) غم میں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں کہ وہ خرچ کرنے کو کچھ نہیں پاتے۔ الزام تو بس اُن پر ہے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

(جو) آپ (ﷺ) سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مال دار ہیں وہ راضی ہو گئے اس پر کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ

اور اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی پس وہ (کچھ) نہیں جانتے ہیں۔ (مسلمانو!) وہ (منافقین) تمہارے سامنے بہانے پیش کریں گے

اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ

جب تم اُن کی طرف واپس پہنچو گے آپ فرما دیجئے بہانے نہ بناؤ ہم تمہاری باتیں ہرگز نہ مانیں گے یقیناً اللہ ہمیں تمہارے حالات سے آگاہ کر چکا ہے

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور عنقریب اللہ اور اُس کا رسول (بھی) تمہارا عمل دیکھے گا پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں بتا دے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ عنقریب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم اُن کی طرف واپس جاؤ گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾

تو تم اُن سے منہ پھیر لو بے شک وہ (لوگ) ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے یہ ان (اعمال) کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾

وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم اُن سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ فاسق قوم سے راضی نہیں ہوگا۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور (دوسروں سے زیادہ) اسی لائق ہیں کہ وہ اُن احکام کو نہ جانیں جو اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) پر نازل فرمائے ہیں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور دیہاتیوں میں سے کچھ (ایسے بھی) ہیں جو اُس (مال) کو تاوان سمجھتے ہیں جو وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں

وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

اور تم پر گردشِ ایام کا انتظار کر رہے ہیں (حقیقت میں) اُنہی پر بُری گردش ہے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور دیہاتیوں میں سے کچھ وہ (بھی) ہیں

مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ

جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اُس (مال) کو اللہ کے ہاں قربت کا ذریعہ سمجھتے ہیں جو وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں

وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ

اور رسول (ﷺ) کی دعائیں لینے کا (ذریعہ سمجھتے ہیں) آگاہ ہو جاؤ! بے شک یہ (خرچ کرنا) اُن کے لئے قربت کا ذریعہ ہے

ع ۱۲ ۱۰ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ ع

عنقریب اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

اور مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان لانے میں) جن لوگوں نے سب سے پہلے سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی (اور اخلاص) کے ساتھ اُن کی پیروی کی

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اُس نے اُن کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫

یہ عظیم کامیابی ہے۔ اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں میں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ والوں میں سے (بھی ہیں جو) نفاق پر اڑے ہوئے ہیں

لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۖ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾

تم اُنہیں نہیں جانتے ہم اُنہیں جانتے ہیں عنقریب ہم اُنہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا

اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اُنہوں نے کچھ اچھے اور کچھ بُرے عمل ملا جلا دیئے ہیں

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

امید ہے کہ اللہ اُن کی توبہ قبول فرمالے بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ آپ (ﷺ) اِن کے مال میں سے صدقہ لیجئے

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ

تاکہ آپ (ﷺ) اُنہیں پاک کریں اور اِس کے ذریعہ اِن کا تزکیہ کریں اور اِن کے حق میں دعا فرمائیں

إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾

بے شک آپ (ﷺ) کی دعا اِن کے لئے (باعثِ) تسکین ہے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے

وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾

اور صدقات (اپنے دستِ قدرت میں) لیتا ہے اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ

اور آپ (ﷺ) فرما دیجئے عمل کرتے رہو پھر عنقریب اللہ تمہارے عمل دیکھے گا اور اُس کا رسول اور مومنین بھی (دیکھ لیں گے)

وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَآخَرُونَ

اور عنقریب تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اور (کچھ) دوسرے لوگ ہیں

مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ

جن (کے معاملہ) کو اللہ کا حکم (آنے) تک ملتوی کیا گیا ہے اب چاہے تو وہ اُنہیں عذاب دے اور چاہے اُن کی توبہ قبول فرمائے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی ہے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے کے لئے

وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے اور گھات لگانے کی جگہ (بنائی) اُس کے لئے جو پہلے سے اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتا رہا ہے

وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾

اور وہ (منافقین) ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ

آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) اِس (مسجدِ ضرار) میں کبھی بھی نہ کھڑے ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی (وہ) زیادہ حق دار ہے

اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾

کہ آپ اُس میں کھڑے ہوں اُس میں (ایسے) لوگ ہیں (جو) پسند کرتے ہیں کہ وہ خوب پاک رہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

تو کیا وہ (شخص) بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا طلبی پر رکھی یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ

تو وہ (عمارت) اُس کو جہنم کی آگ میں لے گری اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اِن کی عمارت جو اُنہوں نے بنائی ہے ہمیشہ اُن کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی

ع ۱۳ ۱۱ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

مگر یہ کہ اُن کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

اِس کے بدلہ کہ اُن کے لئے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیئے جاتے ہیں اُس (اللہ) پر یہ سچا وعدہ ہے

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ

تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے عہد کو زیادہ پورا فرمانے والا ہے تو اپنے اُس سودے پر خوشیاں مناؤ (جو) تم نے اُس سے کیا ہے

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (یہ لوگ ہیں) توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾

سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور بُرائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

نبی کے لئے جائز نہیں ہے اور نہ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش طلب کریں

وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾

اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اِس کے بعد کہ اُن کے لئے خوب واضح ہو گیا کہ بے شک وہ (مشرک) جہنم والے ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ

اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو اُنہوں نے اُس سے کیا تھا پھر جب ان پر واضح ہو گیا

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا

کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اُس سے بیزار ہو گئے یقیناً ابراہیم (علیہ السلام) بڑے ہی نرم دل بہت تحمل والے تھے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کرے

بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

اِس کے بعد کہ وہ انہیں ہدایت دے چکا ہو یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے وہ (باتیں) واضح فرما دے جن سے انہیں بچنا چاہیئے بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

بے شک اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے وہی زندگی دیتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

یقیناً اللہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) پر کرم فرمایا اور (اُن) مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) کا مشکل گھڑی میں ساتھ دیا

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ

بعد اِس کے کہ قریب تھا کہ اُن میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جائیں پھر اس نے ان کی توبہ قبول فرمائی

اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ

بے شک وہ اُن کے حق میں بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور (اللہ نے) اُن تینوں پر (بھی نظر کرم فرمائی)

الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

جن (کے معاملہ) کو ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب اُن پر زمین کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی اور اُن پر (ان کی) اپنی جانیں تنگ ہو گئیں

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ

اور اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ (کی گرفت) سے خود اُس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں پھر اس (اللہ) نے اُن پر نظرِ کرم فرمائی تاکہ وہ توبہ پر قائم رہیں

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۴ ۸

بے شک اللہ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

مدینہ والوں کے لئے جائز نہیں تھا اور (نہ اُن کے لئے) جو دیہاتیوں میں سے اُن کے اردگرد ہیں کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) کا ساتھ دینے سے) سے پیچھے رہ جائیں

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

اور نہ یہ (جائز تھا) کہ وہ اپنی جانوں کو اُن کی جان سے عزیز رکھیں یہ اِس لئے کہ ان (مجاہدین) کو جو بھی پہنچتی ہے کوئی پیاس اور کوئی تھکاوٹ اور کوئی بھوک

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَــُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا
اللہ کے راستہ میں اور وہ کسی بھی ایسی جگہ قدم اٹھاتے ہیں جس سے کافروں کو غصہ آئے اور وہ دشمن سے جو کچھ حاصل کرتے ہیں
اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۰﴾
(تو) اُن کے لئے اِس کے بدلہ نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے بے شک اللہ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔
وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ
اور جو کچھ بھی وہ (اللہ کی راہ میں) خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ خرچ کرتے ہیں اور کسی وادی کو (جہاد کے لئے) طے کرتے ہیں تو یہ اُن کے لئے لکھ لیا جاتا ہے
لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً ؕ
تاکہ اللہ اُنہیں بہترین بدلہ دے اُن اعمال کا جو وہ کر رہے ہیں۔ اور یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب مومن (اللہ کی راہ میں) نکلیں
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ
تو کیوں نہ نکلے ان کے ہر قبیلہ سے چند آدمی تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو ڈر سنائیں جب وہ اُن کی طرف واپس آئیں
ع ۱۵/۴ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً ؕ
تاکہ وہ (گناہوں سے) بچیں۔ اے ایمان والو! اُن کافروں سے قتال کرو جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ
اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور جب کبھی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان (منافقین) میں سے کچھ ایسے ہیں جو (بطور مذاق) کہتے ہیں
اَیُّکُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا
کہ اِس (سورت) نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے؟ تو وہ لوگ جو ایمان لائے تو اِس (سورت) نے اُن کا ایمان زیادہ کر دیا ہے
وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ
اور وہ (اس پر) خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو اِس (سورت) نے ان کی گندگی پر مزید گندگی بڑھا دی
وَمَاتُوْا وَهُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ
اور وہ اِس حال میں مرے کہ وہ کافر ہی تھے۔ کیا وہ (منافقین) نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ایک بار یا دو بار
ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ ؕ
پھر (بھی) نہ وہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو وہ (منافقین) ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں
هَلْ یَرٰىکُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
(کہتے ہیں) کیا تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا؟ پھر بھاگ نکلتے ہیں اللہ نے اُن کے دل پھیر دیئے ہیں کیونکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ

یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک (عظمت والے) رسول (ﷺ) تشریف لائے ہیں اُن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں گزرتا ہے

حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

تمہارے لئے (بھلائی کے) بہت خواہش مند ہیں مومنوں کے ساتھ بہت شفقت فرمانے والے نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

پھر اگر وہ منہ موڑلیں تو آپ (ﷺ) فرما دیجئے میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

ع ۱۶

عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۲۹﴾

میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی ترویج و اشاعت اور غلبہ کی جدوجہد کے لئے جب لوگوں سے جان و مال کی قربانی دینے کا تقاضا کیا جا رہا ہو تو اس وقت صاحب استطاعت ہونے کے باوجود جھوٹے بہانے بنا کر بیٹھے رہنا انتہائی بے حسی کی بات ہے جس پر عذاب کی وعید ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۹۰)

۲۔ ایسے سچے مسلمان جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مخلص ہوں وہ اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۹۱)

۳۔ ایسے لوگ جو مال دار ہونے کے ساتھ شرعی عذر بھی نہ رکھتے ہوں اور وہ جہاد فرض ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ نکلیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے لہٰذا وہ نہیں جان پاتے کہ دنیاوی تکالیف اُٹھا کر آخرت کے بڑے اجر و ثواب اور بلند درجات کا مستحق ہونا بہت بڑی کامیابی ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۹۳)

۴۔ جو شخص اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرے اس سے محبت اور اس کے بُرے افعال پر رضا مندی کا اظہار قطعاً جائز نہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت:۹۶)

۵۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو حرص اور بخل جیسے گناہوں کی نجاست سے پاک صاف فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کی دعائیں ایمان والوں کے لئے سکون و اطمینان کا ذریعہ ہیں۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دینے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۰۳)

۶۔ خوف اور اُمید کی کیفیات بڑی اہم ہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف انسان کو گناہوں کے چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے، زیادہ نیکیاں کرنے اور توبہ کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۰۶)

۷۔ توبہ کرنا، عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، روزہ رکھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، نیکی کا حکم دینا، بدی سے روکنا، اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنا اہل جنت کی صفات ہیں۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۱۲)

۸۔ اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے جہاں بندے کو پناہ مل سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو بندے کی توبہ قبول کرنے والا ہو جب بندہ ندامت کا احساس اپنے دل میں رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۱۸)

۹۔ اہل ایمان کے لئے کسی بھی طرح جائز نہیں کہ اپنی ذات کو رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ترجیح دیں۔ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے حقیقی بھائی، اولاد، والدین سارے انسانوں اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے محبت نہ رکھے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۲۰)

۱۰۔ دین کی نشر و اشاعت، وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ میں حکمت و بصیرت اور محبت و شفقت کا اُسلوب اختیار کرنا جب کہ میدان جہاد میں دشمنانِ دین سے سختی اور قوت و شجاعت کا اظہار کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۲۳)

۱۱۔ حضور نبی کریم ﷺ اہل ایمان پر بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ اہل ایمان کی تکلیف آپ ﷺ پر بہت گراں گزرتی ہے اور آپ ﷺ اہل ایمان کی بھلائی کے بہت زیادہ خواہش مند ہیں، کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی رحمت بھری تعلیمات اُمت کو عطا فرمائی ہیں۔(سورۃ التوبہ، آیت:۱۲۹)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) آیات: ۱۰۰ تا ۱۱۰ میں ارشاد ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا ---------------- کیا اور کچھ اچھے اور کچھ بُرے عمل ملا جلا دیئے ہیں امید ہے کہ اللہ ﷻ اُن کی ------------ قبول فرمالے۔

(۲) آیات: ۱۱۱ تا ۱۱۸ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین اور انصار پر ---------------- فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کا ------------------ میں ساتھ دیا۔

(۳) آیات: ۱۱۹ تا ۱۲۲ میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی نافرمانی سے ڈرو اور -------------- کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۴) آیات: ۱۱۹ تا ۱۲۲ میں مومنوں کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہر ------------ سے چند آدمی نکلیں تاکہ وہ ------------- میں سمجھ حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو ڈر سنائیں جب وہ اُن کی طرف واپس آئیں۔

(۵) آیات: ۱۲۳ تا ۱۲۹ میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اُن ------------------ سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تمہارے اندر -------------- پائیں۔

(۶) آیات: ۱۲۳ تا ۱۲۹ میں بتایا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو اس کے ذریعہ سے اُن لوگوں کا ----------- زیادہ ہوتا ہے جو ایمان لائے۔

(۷) آیات: ۱۲۳ تا ۱۲۹ میں رسول اللہ ﷺ کی شانِ رحمت اور جذبہ خیر خواہی کو واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو مومنین کا مشقت میں پڑنا بہت ------------ گزرتا ہے اور آپ ﷺ مومنین کی بھلائی کے بہت -------------- ہیں۔

سوال ۲ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آیات: ۹۰ تا ۹۹ کی روشنی میں جواب دیں کہ منافقین قسمیں کیوں کھاتے تھے نیز رسول اللہ ﷺ کو اس حوالہ سے کیا احکامات دیئے گئے ہیں؟

۲- آیات: ۱۰۰ تا ۱۱۰ میں صدقات کے حوالہ سے کیا بتایا گیا ہے؟

۳- آیات: ۱۰۰ تا ۱۱۰ میں مسجد ضرار بنانے کے کیا مقاصد بتائے گئے ہیں نیز اس حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کو کیا احکامات دیئے گئے ہیں؟

۴- آیات: ۱۱۱ تا ۱۱۲ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

نمبر شمار	سوالات	جوابات
۱	اللہ ﷻ نے مومنوں سے کیا چیز خرید لی؟	
۲	مومنوں کو بدلہ میں اللہ ﷻ کی طرف سے کیا دیا جائے گا؟	
۳	مومنین کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟	
۴	یہ اللہ ﷻ کے ذمہ کیسا وعدہ ہے؟	
۵	یہ وعدہ کس کس آسمانی کتاب میں ہے؟	

۶	اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟	
۷	اس سودے پر مومنین کو کیا کرنا چاہیے؟	
۸	یہ کیسی کامیابی ہے؟	
۹	یہ درجہ کن لوگوں کو ملے گا اور ان کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟	

۵- آیات: ۱۱۱ تا ۱۱۸ میں مشرکین کے لئے بخشش طلب کرنے کے حوالہ سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۶- آیات: ۱۱۹ تا ۱۲۲ کی روشنی میں جواب دیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کی ان کے لئے کیا اجر بیان کیا گیا ہے؟

۷- آیات: ۱۲۳ تا ۱۲۹ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟

سوال ۳ زکوٰۃ، عُشر، خراج اور جزیہ میں فرق پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- دین کا علم سیکھنے کے حوالہ سے قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ میں ترغیب دلائی گئی ہے۔ علم دین کی ترغیب کے حوالہ سے قرآنِ حکیم کی کوئی ایک آیت اور کوئی ایک حدیث مبارک تلاش کر کے تحریر کریں نیز دین کا علم حاصل کرنے کے حوالہ سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا کوئی واقعہ تلاش کریں اور اپنے گھر والوں کو سنائیں۔
- ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بہت بلند ہے اور قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کو نمایاں کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قرآنِ حکیم کی دس آیات تلاش کریں نیز سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی واقعہ تلاش کریں جس سے یہ معلوم ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے حوالہ سے کس قدر ادب و احترام کا خیال رکھتے تھے۔
- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکت کو تمام خوبیوں کا جامع بنایا ہے۔ بحیثیتِ مبلغ، منصف، تاجر، سربراہ، سپہ سالار، معلم، مربی، دوست، والد، شوہر وغیرہ، الغرض ہر میدان میں درجہ کمال پر فائز فرمایا۔ حضور نبی کریم کی سیرتِ مطہرہ امت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے یقیناً اعلیٰ اور کامل ترین مثال اور بہترین نمونہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شخصیت مبارکہ کے کوئی پانچ پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں ہر پہلو پر کم سے کم ۱۰ نکات تحریر کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

مشکل الفاظ کے معنی

سُورَةُ الْبَقَرَة

نمبر شمار	الفاظ	معنی	حوالہ
.1	فصاحت وبلاغت	خوش کلامی، خوش بیانی، فصیح کلام	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۱،سطر:۳
.2	متواتر	پے درپے، یکے بعد دیگرے، لگاتار، مسلسل	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۱،سطر:۶
.3	تناظر	ایک دوسرے کو دیکھنا	صفحہ:۱۲،ہیڈنگ:۲
.4	فاسدہ	یقیناً تباہی، بربادی	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۲،سطر:۲
.5	اخلاقی پستی	اخلاق سے گری ہوئی بات، انتہائی نامناسب طریقہ، نامعقول رویہ	صفحہ:۱۲، پیراگراف،۲،سطر،۲
.6	اتمام حجت	حجت کا پورا ہونا، فیصلہ کن بات، آخری دلیل، انتہائی کوشش	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۲،سطر:۳
.7	کما حقہ	جیسا کہ اس کا حق ہے، ٹھیک ٹھیک، بخوبی، جیسا ہونا چاہیے	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۲،سطر:۹
.8	مصلح	اصلاح کرنے والا، درست کرنے والا، نیکی کی طرف لانے والا، عیوب دور کرنے والا	صفحہ:۱۲، پیرگراف:۲،سطر:۹
.9	حدود وقیود	پابندیاں	صفحہ:۱۳،سطر:۳
.10	متفرق	الگ الگ، جدا جدا، منتشر، تتر بتر، بکھرا ہوا	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۲
.11	خطوط	طریقہ کار، اندازِ نظر، زاویہ نگاہ، حدود، دائرہ اثر	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۳
.12	مبعوث	بھیجا ہوا، اٹھایا ہوا، (مراد نبوت یا رسالت کے لئے بھیجا یا مقرر کیا ہوا)	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۸
.13	استیصال	قلع قمع، بیخ کنی، جڑ سے اُکھاڑنا	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۹
.14	ترویج واشاعت	کسی چیز کا پھیلانا، شہرت دینا	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۱۱
.15	اجمالی اشارات	مختصر، سرسری، مبہم کنائے	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۱۴
.16	تردد	فکر، اندیشہ، پریشان، خوف، ڈر	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۱،سطر:۱۷
.17	مواخات	بھائی بندی، بھائی چارہ	صفحہ:۱۳، پیرگراف:۲،سطر:۲
.18	اساس	بنیاد، جڑ	صفحہ:۱۴،سطر:۲
.19	تمہیدی	تمہید سے منسوب یا متعلق، ابتدائی	صفحہ:۱۴، پیرگراف:۴،سطر:۱
.20	رفعت	بلندی، اونچائی، عروج، منزلت، برتری، ترقی	صفحہ:۱۴، پیرگراف:۴،سطر:۳
.21	تمدن	شہری بودوباش، (کسی ایک جگہ) مل جل کر رہنا، سماجی زندگی	صفحہ:۱۴،سطر،۲
.22	معیشت	گزر بسر کا ذریعہ، روزگار، روزی، معاش	صفحہ:۱۴،سطر،۲
.23	مواعظ	نصیحتیں، ہدایتیں	صفحہ:۱۴،تعارف،سطر،۱
.24	عروج وزوال	بلندی وپستی، ترقی وتنزل، اونچ نیچ	صفحہ:۱۴،اہم مضامین پر ایک نظر،۲
.25	ایمانیات	عقائد	صفحہ:۱۵،مضامین کا جائزہ، آیات ۲۱تا۲۹

.26	خلافت ارضی	زمین کی بادشاہت، زمین کی خلافت	صفحہ:۱۵، مضامین کا جائزہ، آیات ۳۰تا۳۹
.27	معزولی	منصب یا عہدے سے ہٹایا جانا، معزول ہونا، برطرفی	صفحہ:۱۵، مضامین کا جائزہ، آیات ۱۲۴تا۱۵۲
.28	کوہان	اونٹ یا بیل وغیرہ کی پشت کا اُبھرا ہوا حصّہ	صفحہ:۱۶، سورۃ البقرۃ کی فضیلت، نکتہ:۳
.29	کاہن	فال نکالنے والا، پیش گوئی کرنے والا، قیافہ	صفحہ:۱۶، سورۃ البقرۃ کی فضیلت، نکتہ:۵
.30	مذموم	مذمت کیا گیا، جس کی برائی کی جائے، قبیح، برا، بد، خراب	صفحہ:۱۷، رکوع ۱تا۴ کے اہم مضامین، نکتہ:۲
.31	شرف	بزرگی، عزت، فوقیت، فخر، افتخار	صفحہ:۱۷، رکوع ۱تا۴ کے اہم مضامین، نکتہ:۴
.32	تعظیم و توقیر	عزت، عظمت، مرتبہ، قدر و منزلت	صفحہ:۱۷، رکوع:۲، سطر:۵
.33	خصلت	تشخص، کردار، عادت، خوبی، جبلّت	صفحہ:۱۷، فرمانِ نبوی ﷺ، سطر:۲
.34	بے نظیر	لاثانی، بے مثال، بے مثل	صفحہ:۱۸، رکوع:۳، سطر:۱
.35	تسخیر	کسی کا دل اپنی طرف مائل کرنا، روحانیت کا عمل	صفحہ:۱۸، رکوع:۴، سطر:۴
.36	حقیر	ادنٰی، معمولی، غیر اہم، بے قدر و قیمت	صفحہ:۲۱، آیت:۲۶
.37	صِدقِ دل	اخلاص نیت، صاف دلی سے، تہِ دل سے	صفحہ:۲۴، علم و عمل کی باتیں:۳
.38	خوش کن	خوش کرنے والا	صفحہ:۲۷، رکوع:۹، سطر:۱۱
.39	اذنِ الٰہی	حکم الٰہی، اجازت الٰہی	صفحہ:۲۸، آیت:۴۸
.40	تمسخر	مذاق اڑانا، ہنسی مذاق	صفحہ:۳۴ علم و عمل:۷
.41	کج بحثی	نامعقول گفتگو، فضول تکرار، اُلٹی پلٹی بحث	صفحہ:۳۴ علم و عمل:۸
.42	اُخروی	آخرت (عقبٰی) سے منسوب، قیامت سے متعلق، اگلے جہان کے متعلق	صفحہ:۳۴ علم و عمل:۱۱
.43	اعمال صالحہ	نیک افعال، نیک کام	صفحہ:۳۴ علم و عمل:۱۲،۱۱
.44	روش	طور طریقہ، ڈھنگ، وضع، رویہ رسم و رواج	صفحہ:۳۶، سوال:۱۱
.45	جزوی	تھوڑا سا، قلیل، کچھ، ٹکڑا	صفحہ:۷۳، رکوع ۱۰تا۱۴ کے اہم مضامین، نکتہ:۱
.46	میثاق	عہد و پیماں، قول و قرار، اقرار، وعدہ، معاہدہ	صفحہ:۷۳، رکوع:۱۰ (آیات:۸۳تا۸۶)، سطر:۱
.47	آرزو مند	خواہش مند، شوق رکھنے والا، مشتاق	صفحہ:۳۸، سطر:۱
.48	بہتان	افترا، تہمت، جھوٹ	صفحہ:۳۸، رکوع:۱۲، سطر:۳
.49	منسوخ	کالعدم، مٹایا گیا، ختم کیا گیا	صفحہ:۳۸، رکوع:۱۳، سطر:۷
.50	فرامین	احکامات، حکم نامے، پروانے، شاہی حکم نامے	صفحہ:۳۸، رکوع:۱۳، سطر:۷
.51	تدریجاً	آہستہ اور درجہ بدرجہ، رفتہ رفتہ	صفحہ:۳۸، رکوع:۱۳، سطر:۸
.52	پامال	(لفظاً) پاؤں سے روندا ہوا، (مجازاً) تباہ، برباد، چوپٹ، ستیاناس	صفحہ:۳۹، رکوع:۱۴ (آیات:۱۱۳تا۱۲۱)، سطر:۳
.53	تعلیمات الٰہیہ	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعلیمات	صفحہ:۷۴، علم و عمل کی باتیں:۱

.54	تلقین	تعلیم دینا	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۱
.55	اعراض	روگردانی، کنارہ کشی، انکار، پرہیز، اجتناب	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۱
.56	عصبیت	گروہ بندی کی وجہ سے پیدا ہونے والی مضبوطی، قرابت کا لحاظ و خیال، اپنے مسلک یا گروہ کی وفاداری اور پاسداری	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۳
.57	عناد	دشمنی، کینہ، مخالفت، سرکشی، کج روی، گمراہی	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۳
.58	شیوہ	طور طریق، ڈھنگ، انداز، دستور، عادت، روش، ناز	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۳
.59	دائمی	ہمیشہ کا، مستقل	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۴
.60	ادنیٰ شائبہ	معمولی سا شک	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۶
.61	ذکرِ خیر	کسی کے متعلق اچھی بات کہنا، کسی کا تذکرہ جو اچھے لفظوں میں کیا جائے	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۶
.62	حقیقتاً	بطور حقیقت، واقعی، فی الحقیقت، اصل میں	صفحہ:۴۷، علم و عمل کی باتیں:۱۱
.63	ملت ابراہیمی	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت یا مذہب نیز اُمتِ مسلمہ	صفحہ:۵۰، رکوع ۱۵ تا ۱۸ کے اہم مضامین، نکتہ:۲
.64	تحویل	تغیر، تبدیل، (حال یا مکان سے منتقلی، پھرنا، پھیرنا، بدلنے کا عمل)، سپردگی، حوالگی، امانت سپرد کرنا	صفحہ:۵۰، سورۃ البقرہ رکوع ۱۵ تا ۱۸ کے اہم مضامین، نکات:۳
.65	صالح معاشرہ	پاکیزہ معاشرہ، دیانتدار معاشرہ، اچھا معاشرہ	صفحہ:۵۰، رکوع ۱۵ تا ۱۸ کے اہم مضامین، نکتہ:۴
.66	تعمیرِ نو	نئے سرے سے بنانا، دوبارہ بنانا	صفحہ:۵۰، رکوع:۱۵، سطر:۳
.67	تزکیہ	پاک کرنا، تصفیہ، صفائی، پاکی، ریاضت، عبادت اور اوراد و وظائف وغیرہ کے ذریعے قلب یا نفس کو صفاتِ ذمیمہ کے عیوب سے پاک و صاف کرنا (عموماً نفس کو پاک صاف کرنے کے لئے	صفحہ:۵۰، رکوع:۱۵، سطر:۵
.68	دانشمند	عقل مند، ہوشیار، صاحبِ تدبیر	صفحہ:۵۰، رکوع:۱۶، سطر:۳
.69	متعلقین	اہلِ خانہ، بال بچے، رشتہ دار، دوست، احباب	صفحہ:۵۰، رکوع:۱۶، سطر:۷
.70	کیفر	بدی کا بدلہ، پاداش، سزا، برائی کا بدلہ، مکافات	صفحہ:۵۱، رکوع:۱۶، سطر:۴
.71	فلاح	نجات، کامیابی، سرفرازی، سرخروئی، فائدہ، نفع	صفحہ:۵۱، رکوع:۱۷، سطر:۹
.72	صفا اور مروہ	مکہ معظمہ کی دو مشہور پہاڑیاں، یہ پہاڑیاں اس وقت بیت اللہ کے اندر ہے۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان حاجی سعی کرتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نشانیاں قرار دیا ہے)	صفحہ:۶۱، رکوع:۱۹ (آیات:۱۵۳ تا ۱۶۳)، سطر:۸
.73	تقویٰ	اللہ ﷻ (کی نافرمانی) سے ڈرنا، پرہیزگاری، پارسائی، خداترسی	صفحہ:۶۳، رکوع:۲۳ (آیات:۱۸۳ تا ۱۸۸)، سطر:۱
.74	پیشواؤں	(پیشوا کی جمع پیشواؤں) امام، رہنما، قبلہ گاہ (دینی یا مذہبی)، قائد، سالار، لیڈر	صفحہ:۶۶، آیت ۱۶۷
.75	بشارت	خوش خبری	صفحہ:۴۷، رکوع:۲۶، سطر:۱

.76	طبعاً	فطری طور پر، مزاج یا عادت سے، خلقت کی رُو سے	صفحہ:۷۹، آیت:۲۱۶
.77	حلم	بردباری، تحمل، نرم دلی، نرم خوئی	صفحہ:۸۷، آیت:۲۲۵
.78	مبہوت	ہیبت زدہ نیز بزدل، کمزور	صفحہ:۱۰۱، آیت:۲۵۸
.79	ملحوظ	جس کا پاس کیا جائے، جس کی رعایت کی جائے، جس کا خیال یا لحاظ رکھا جائے، جو دھیان میں رہے، پیش نظر	صفحہ:۱۰۹، سوال (۲)، جز:۳

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان

نمبر شمار	الفاظ	معنیٰ	حوالہ
.1	حجت	دلیل، برہان، ثبوت، سند	صفحہ:۱۱۲، تعارف، سطر:۴
.2	الوہیت	خدائی یا خداوندی، خدائی کا رتبہ، معبود ہونا	صفحہ:۱۱۲، شان نزول، سطر:۴
.3	مباہلہ	ایک دوسرے کو لعنت کرنا، ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کرنا، (اصطلاح شریعت) میں کسی متنازعہ فیہ مسئلے کا فیصلہ خدا پر چھوڑتے ہوئے انتہائی عاجزی سے یہ بد دعا کرنا کہ جو فریق جھوٹا ہو وہ دوسرے فریق کی موجودگی میں برباد ہو جائے	صفحہ:۱۱۲، شان نزول، سطر:۵
.4	مفصل	مکمل، پورا، تفصیلی، تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہوا، کھول کر بیان کیا گیا، واضح	صفحہ:۱۱۳، ہیڈنگ:۱، نکتہ:۵
.5	استوار	مستحکم، مضبوط، پختہ (عمارت وغیرہ)، ثابت، اٹل، غیر متزلزل، حتمی، ایک اصول اور ضابطے پر قائم، منظم و مرتب	صفحہ:۱۱۳، ہیڈنگ:۱، نکتہ:۷
.6	حقانیت	سچائی، صداقت، راستی، اصلی کیفیت	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۱،
.7	پردہ چاک کرنا	پردے میں شگاف کرنا، سوراخ کرنا، حقیقت ظاہر کرنا، راز افشا کرنا	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۳،
.8	فرض منصبی	عہدہ، منصب	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۷،
.9	کٹھن	دشوار، مشکل، سخت، دشوار گزار	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۸،
.10	بخل	کنجوسی، تنگ دلی، جائز ضروریات پر خرچ سے گریز	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۱۰،
.11	مرعوب	رعب میں آیا ہوا، ڈرا ہوا، ڈرنے والا، ڈر یا خوف کے ساتھ کسی شے یا شخص سے متاثر ہونے والا، کسی کے دبدبے میں آیا ہوا، سہا ہوا	صفحہ:۱۱۴، اہم مضامین پر ایک نظر، سطر ۱۰،
.12	مدح سرائی	تعریف و توصیف، مدح خوانی	صفحہ:۱۱۵، مضامین کا جائزہ، آیت ۱۸۶ تا ۱۸۹
.13	کجی	ٹیڑھا پن، بے رُخی، (کنایۃً) بدی، بُرائی	صفحہ:۱۱۶، رکوع ۱، (آیات ۱ تا ۹)، سطر ۴،
.14	متشابہ	مشابہ، ہم شکل، ہم صورت، ملتا جلتا	صفحہ:۱۱۶، رکوع ۱، (آیات ۱ تا ۹)، سطر ۴،
.15	تاویلات	(تاویل کی جمع تاویلات) شرح، تفسیر، پوشیدہ معنوں کی توضیح، کسی بات کو اصل کے خلاف دوسری طرح بیان کرنا، زیر بحث عبارت کا مطلب دوسرے انداز سے نکالنا، من مانے معنی قائم کرنا، معنی پہنانا، خواب کا مطلب جو قیاس کی بنا پر نکالا	صفحہ:۱۱۶، رکوع ۱، (آیات ۱ تا ۹)، سطر ۵،

		جائے، حیلہ، بچاؤ کی راہ، بچاؤ کی دلیل	
.16	مزین	اراستہ کیا، رونق بخشا گیا	صفحہ:۱۱۶، رکوع ۲، (آیات ۱۰ تا ۲۰)، سطر، ۵
.17	مزید برآں	اس کے علاوہ، اس کے سوا	صفحہ:۱۱۷، رکوع:۳(آیات:۲۱ تا ۳۰)، سطر، ٦
.18	متبرک	قابل تعظیم، معزز، بزرگ، برکت والا، بابرکت، مبارک، پاک، مقدس	صفحہ:۱۲۴، علم و عمل کی باتیں، ۱۰
.19	عافیت	سلامتی، تحفظ، بچاؤ، آرام، سکون، نیکی، خیریت، بھلائی	صفحہ:۱۲۹، رکوع، ٦، (آیات، ۵۵ تا ٦۳)، سطر، ۳
.20	عہد شکن	وعدہ توڑنے والا، وعدہ خلافی کرنے والا، وعدے پر قائم نہ رہنے والا	صفحہ:۱۳٦، علم و عمل کی باتیں، ۱۰
.21	سہ نکاتی	تین نکات سے متعلق یا منسوب، تین نکات پر مشتمل	صفحہ:۱۴۱، رکوع، ۱۱، (آیات، ۱۰۲ تا ۱۰۹)، سطر، ۱
.22	کُفرانِ نعمت	کسی نعمتِ خداوندی کا انکار، ناشُکری، احسان فراموشی	صفحہ:۱۴۷، علم و عمل کی باتیں:۸
.23	جنگجو	لڑاکا	صفحہ، ۱۵۰، غزوۂ اُحد، پیراگراف، ۴، سطر:۱
.24	امتزاج	ملاوٹ، ہم آہنگی، دو یا زیادہ چیزوں کی ترکیب یا آمیزش، مل کر ایک جگہ ہو جانا، اختلاط، میل محبت اور اتحاد	صفحہ:۱۵۴، ہیڈنگ ۲، پیراگراف ۳، سطر:۱
.25	یلغار	حملہ، دھاوا، دشمن کی فوج پر حملہ کرنا	صفحہ:۱۵۵، پیراگراف، ۱، سطر:۱۱
.26	عجلت	جلدی، جلد بازی، پُھرتی	صفحہ:۱۵۷، پیراگراف، ۱، سطر:۳
.27	مستعد	چست، پھرتیلا، چاق و چوبند، سرگرم، چوکس، آمادہ، تیار، کمربستہ، ہر وقت حاضر	صفحہ:۱۵۸، پیراگراف، ۱، نکتہ، ۴، سطر:۲
.28	اقامتِ دین	دین کو قائم کرنا، دین کو عملی صورت دینا، دین کا نفاذ کرنا	صفحہ:۱۵۸، پیراگراف، ۲، سطر:۳
.29	تشفی	اطمینان، دل جمعی، صحت، شفا، بحالی	صفحہ:۱۵۹، نکتہ، ۳، سطر:۲
.30	دریغ	افسوس، رنج انکار، بخل، نفرت، غم	صفحہ:۱۵۹، نکتہ، ۷، سطر:۲
.31	ترغیب و تشویق	رغبت دلانا، شوق دلانا، تحریک	صفحہ:۱٦۰، رکوع:۱۳ (آیات:۱۲۱ تا ۱۲۹)، سطر:۱
.32	قتال	ہتھیاروں کی لڑائی، خون ریزی، جنگ و جدل، معرکہ	صفحہ:۱٦۱، رکوع:۱۵(آیات:۱۴۴ تا ۱۴۸)، سطر:۱۲
.33	مورچوں	(مورچہ کی جمع مورچوں) محاذ، وہ جگہ جہاں سے دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور خود دشمن کی ضرب سے محفوظ رہا جا سکے، خندق وغیرہ کے ذریعہ بنایا ہوا وہ محفوظ ٹھکانا جہاں سے دشمن کے حملہ کا مقابلہ کیا جائے یا دشمن کے خلاف جنگی کارروائی کی جائے	صفحہ:۱٦۲، آیت:۱۲۱
.34	نامُراد	ناکام، خسارہ اُٹھانے والا	صفحہ:۱٦۲، آیت:۱۲۷
.35	ضبط	تحمل، برداشت، صبر، انتظام، نظم و نسق، بندوبست، حکومت، ترتیب، تدوین، قلمبند کرنا	صفحہ:۱٦۳، آیت:۱۳۴
.36	سرزد	واقع	صفحہ:۱٦۳، آیت:۱۳۵
.37	عنقریب	بہت جلد، قریب، نزدیک	صفحہ:۱٦۴، آیت:۱۴۵
.38	نصرت	مدد، معاونت	صفحہ:۱٦۵، آیت:۱۴۷

.39	خسارہ	کاروبار وغیرہ میں نقصان، ٹوٹا، گھاٹا، کمی	صفحہ:۱۶۵، آیت:۱۴۹
.40	کارساز	کام پورے کرنے والا، حاجتیں برلانے والا، کام سنوارنے والا، کام بنانے والا	صفحہ:۱۶۵، آیت:۱۵۰
.41	غنودگی	اونگھ، نیند کا خمار	صفحہ:۱۶۶، آیت:۱۵۴
.42	قتل گاہوں	وہ جگہ جہاں قتل کیا جائے، مقتل، میدانِ جنگ	صفحہ:۱۶۶، آیت:۱۵۴
.43	مشروط	شرط کیا گیا، کسی شرط پر مبنی یا موقوف، مقید، جس کے ساتھ کوئی شرط ہو، محدود	صفحہ:۱۶۷، علم و عمل کی باتیں، ۲، سطر ۱،
.44	سودی معاملات	سُود سے منسوب، سُودی کام، (مراد: سُود پر دی یا لی جانے والی رقم)	صفحہ:۱۶۷، علم و عمل کی باتیں، ۳، سطر ۱،
.45	مسابقت	مقابلے پر دوڑنا، دوڑنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا	صفحہ:۱۶۷، علم و عمل کی باتیں، ۴، سطر ۱،
.46	ارتکاب	اختیار کرنا، جرم، مرتکب	صفحہ:۱۶۷، علم و عمل کی باتیں، ۱۱، سطر ۱،
.47	معرفت	شناخت، پہچان، تعارف، علم الٰہی، قانون قدرت یا فطرتی اشیاء سے واقفیت، خدا شناسی	صفحہ:۱۷۰، اہم مضامین، نکتہ:۴
.48	امور غیبیہ	غیبی باتیں، پُراسرار معاملات، غیب سے متعلقہ امور	صفحہ:۱۷۱، سطر:۶
.49	کٹ حجتی	خواہ مخواہ کی بحث، بحث برائے بحث، اپنی بات پر اڑنا، ضد سے کام لینا	صفحہ:۱۷۱، رکوع:۱۹ (آیات:۱۸۱تا۱۸۹)، سطر:۱
.50	منکشف	کھلنے والا، کھلا ہوا، ظاہر، آشکارا، واضح، القا کیا ہوا	صفحہ:۱۷۱، رکوع:۲۰ (آیات:۱۹۰تا۲۰۰)، سطر:۳
.51	میراث	جاگیر، وہ جائیداد جو کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو ملے، مردے کا مال جو وارثوں کو دیا جائے، ترکہ، ورثہ	صفحہ:۱۷۵، آیت:۱۸۰

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال

نمبر شمار	الفاظ	معنیٰ	حوالہ
.1	صفحہ ہستی	دنیا، پردۂ دنیا	صفحہ:۱۸۶، پیراگراف، ۳، سطر:۳
.2	لیس	وردی اور ہتھیاروں وغیرہ سے آراستہ، کیل کانٹے سے درست، کمربستہ، سجا ہوا، مستعد، آمادہ، تیار، ٹھیک ٹھاک، کسی خوبی یا زیور وغیرہ سے آراستہ، مزیّن	صفحہ:۱۸۷، پیراگراف، ۱، سطر:۲
.3	کجاوہ	سواریوں کے بیٹھنے کے لئے اونٹ کی کمر کے دونوں طرف لٹکی ہوئی ہودے یا ٹوکرے کی وضع کی نشستیں جس میں ایک ایک یا دو دو سواریاں بیٹھ سکیں	صفحہ:۱۸۷، پیراگراف، ۱، سطر:۳
.4	نوخیز	تازہ نمودار، تازہ اُگا ہوا، شاداب	صفحہ:۱۹۱، سطر:۳
.5	روگردانی	مخالفت، منہ پھیرانا، ناراضگی، سرکشی	صفحہ:۱۹۵، رکوع:۳، (آیات:۲۰تا۲۸)، سطر:۶
.6	کاربند	تعمیل کرنے والا، عمل میں لانے والا، پابندی اور معمول کے ساتھ (کسی کام کو) انجام دینے والا، حکم کا پابند، پیروکار، مطیع	صفحہ ۱۹۶، رکوع:۴ (آیات:۲۹تا۳۷)، سطر:۱
.7	خارجی	کسی مقررہ ضابطے یا حدود سے متجاوز یا اس کے علاوہ، زائد بیرونی اور ضمنی، ذیلی	صفحہ:۲۰۶ ۱ہم مضامین، نکتہ:۷
.8	پشت پناہی	سہارا، مدد، حمایت، آسرا	صفحہ:۲۰۶، رکوع:۵ (آیات:۳۸تا۴۴)، سطر:۶

.9	خمس	مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو فقہ کے مقررہ ضابطے کے مطابق مستحقین کو تقسیم کیا جائے	صفحہ:۲۰۶،رکوع:۵(آیات:۳۸تا۴۴)،سطر:۶
.10	مسبب الاسباب	اسباب پیدا کرنے والا،اسباب مہیا کرنے والا	صفحہ،۲۰۷،رکوع:۸(آیات۵۹تا۶۴)،سطر:۴
.11	عہد شکنی	وعدہ خلافی،قول و قرار پر قائم نہ رہنا	صفحہ:۲۰۷،رکوع:۸(آیات۵۹تا۶۴)،سطر:۶
.12	تتر بتر	منتشر،پراگندہ،متفرق،بکھرا ہوا،تار بتار،جدا جدا	صفحہ،۲۱۱،آیت،۵۷
.13	باہمی تنازعہ	آپس کی لڑائی،جھگڑا	صفحہ:۲۱۵،علم و عمل کی باتیں:۶
.14	درہ	وہ راستہ،شگاف یا فاصلہ جو کسی پہاڑ یا دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہو،گھاٹی	صفحہ:۲۱۵،علم و عمل کی باتیں:۹

سُوْرَةُ التَّوْبَة

نمبر شمار	الفاظ	معنیٰ	حوالہ
.1	اضطراب	بے چینی،بے قراری،اطمینان کی ضد،تشویش،رنج و ملال،سکون کی ضد،تردد،تذبذب	صفحہ:۲۱۸،پیراگراف:۳،سطر:۲
.2	بری الذمہ	لا تعلق،نجات یافتہ،جواب دہی سے مستثنیٰ ہے،خارج،سبکدوش،بے گناہ،بے قصور	صفحہ:۲۱۸،پیراگراف:۱،سطر:۵
.3	میعاد	وعدے کا وقت،وقت معاہدہ،قرار باہمی	صفحہ:۲۱۹،نکتہ،۴،سطر،۲
.4	وفود	وفد کی جمع،کسی مخصوص کام کے لئے بھیجی جانے والی نمائندہ لوگوں کی جماعتیں،ایلچی،گروہ	صفحہ:۲۱۹،پیراگراف:۱،سطر:۸
.5	معاشرتی	مل جل کر زندگی بسر کرنا،اوقات بسری،اجتماعی زندگی گزارنے کا ڈھنگ	صفحہ:۲۱۹،پیراگراف:۱،سطر:۲
.6	رفاقت	کسی کے ساتھ رہنے کا عمل،سنگت،مصاحبت،ہمراہی،ساتھ جانا،دوستی،میل جول،اِتّحاد،اِختلاط،ذہنی ہم آہنگی،وفاداری	صفحہ:۲۲۰،اہم مضامین پر ایک نظر:۳،سطر:۵
.7	سرزنش	برا بھلا کہنا،تنبیہ،ملامت،ڈانٹ ڈپٹ	صفحہ:۲۲۱،۴،آیات ۳۶اور ۳۷
.8	تخریبی	تخریب سے منسوب،ضرر رساں،نقصان دہ،خرابی پیدا کرنے والا،منفی	صفحہ:۲۲۱،مضامین کا جائزہ،نکتہ:۴
.9	ایذا رسانی	نقصان پہنچانا	صفحہ:۲۲۱،مضامین کا جائزہ،نکتہ:۸
.10	پہلوتہی کرنا	اعراض کنارہ کشی ٹال مٹول	صفحہ:۲۲۱،مضامین کا جائزہ،نکتہ:۱۰
.11	بدو	عرب کا دیہاتی شخص،صحرائی خانہ بدوش	صفحہ:۲۲۱،مضامین کا جائزہ،نکتہ:۱۲
.12	بیخ کنی	جڑ سے اُکھاڑنا،استیصال کرنا	صفحہ:۲۲۲،رکوع:۲(آیات:۷تا۱۶)،سطر:۴
.13	تجدید	نیا کرنے کا عمل،نئے سرے سے کوئی کام کرنے کی حالت	صفحہ:۲۲۳،سطر:۳
.14	مرتکب	کسی فعل کو انجام دینے والا خاص کر قصوروار اور،مجرم	صفحہ:۲۲۳،کوع:۳(آیات:۱۷تا۲۴)،سطر:۴
.15	سکینت	قرار،آرام،سکون	صفحہ:۲۲۳،رکوع:۴(آیات:۲۵تا۲۹)،سطر:۱

.16	جزیہ	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت غیر مسلم رعیت سے اس کی جان ومال کے تحفظ کے عوض میں وصول کرے	صفحہ:۲۲۴،سطر:۱
.17	استحصال	کسی کا ناجائز طریقے سے حق کھانا، (معاشیات) حصہ داری کے کام میں دوسرے کا حصہ ہتھیانا، ناجائز فائدہ اٹھانا، (انگریزی: Exploitation)	صفحہ:۲۲۴،رکوع:۵(آیات:۳۰تا۳۷) ،سطر:۵
.18	علماءِ سو	احکام شریعت کی پاسداری نہ کرنے والے علماء، دنیا داری میں مبتلا علماء، بے ادب علماء	صفحہ:۲۲۴،رکوع:۵(آیات:۳۰تا۳۷) ،سطر:۶
.19	راہبوں	رومن کیتھولک کلیسا کا پادری ، نصاریٰ کا پیشوا، تارک الدنیا، گوشا نشین ، (خصوصاً عیسائی اوریہودیوں کے راہبر کے لئے استعمال ہوتا ہے	صفحہ:۲۲۴،رکوع:۵(آیات:۳۰تا۳۷) ،سطر:۶
.20	معاوضہ	(عموماً کسی شئے کا)، چیز کے بدلے چیز کا لین دین، عوض، بدلا، وہ رقم جو کسی کام یا جائیداد کے عوض میں دی جائے، اُجرت، مزدوری، مشاہرہ	صفحہ:۲۲۶، آیت:۹
.21	طعن	عیب گیری، نکتہ چینی، لعن طعن، ملامت، عیب جوئی	صفحہ:۲۲۶، آیت:۱۲
.22	شبہات	شک اور شبہے، بدگمانیاں	صفحہ:۲۳۰، علم و عمل کی باتیں:۴
.23	میدان کارزار	جنگ کا میدان، لڑائی کی جگہ، معرکہ، موقع جنگ	صفحہ:۲۳۴، پیراگراف:۱، سطر:۷
.24	مشعل راہ	وہ مشعل جس سے راستہ دیکھتے ہیں، راستے کی روشنی، راہ میں جلتی ہوئی شمع (مجازاً) رہبر، رہنما، رہنما اُصول	صفحہ:۲۳۵، پیراگراف:۱، سطر:۲
.25	زادِراہ	راہ کا توشہ، سفر کی ضروریات	صفحہ:۲۳۵، پیراگراف:۱، سطر:۹
.26	حیلہ	بہانہ، فریب، مکر، چال، تدبیر، روزی کمانے کا ذریعہ، وسیلہ، پیشہ، روزگار، نوکری	صفحہ:۲۳۶، پیراگراف:۱، سطر:۸
.27	رئیس المنافقین	منافقین کا سردار، منافقین کا فرماں روا، منافقین کا مالک، منافقین کا حاکم	صفحہ:۲۳۶، پیراگراف:۲، سطر:۱
.28	تعمیل	فرماں برداری، عمل کرنا، حکم بجالانا، حکم بجا آوری، بات ماننا، عمل درآمد	صفحہ:۲۳۷، پیراگراف:۳، سطر:۷
.29	پسپائی	پیچھے ہٹنا، کم ہمتی دکھانا	صفحہ:۲۳۹، پیراگراف:۱، سطر:۷
.30	حسد	کسی کی نعمت کا زوال چاہنا، جلن، کینہ، بدخواہی	صفحہ:۲۳۹، پیراگراف:۲، سطر:۳
.31	نزول	نازل ہونے کا عمل (رحمت، عذاب، بلا، مصیبت، حادثے وغیرہ کے لئے مستعمل)	صفحہ:۲۴۰، سطر:۶
.32	نازیبابات	جو زیب نہ دیتا ہو، جو اچھا نہ لگتا ہو، ناموزوں، نامناسب، ناپسندیدہ	صفحہ:۲۴۰، پیراگراف:۱، سطر:۸
.33	تشنیع	طعنہ، ملامت، برا بھلا کہنے کا عمل	صفحہ:۲۴۱، پیراگراف:۲، سطر:۷
.34	گردشِ ایام	زمانے کی گردش، مصیبت وابتلا کا زمانہ	صفحہ:۲۴۱، پیراگراف:۳، سطر:۳
.35	دھاک	دہشت، ہیبت، ڈر، خوف، رعب ودبدبہ، جاہ وجلال، غلغلہ، شہرت	صفحہ:۲۴۱، پیراگراف:۴، سطر:۳
.36	رفیق سفر	ہم سفر، ساتھی، دوست، مددگار ومحافظ	صفحہ:۲۴۲، رکوع:۶ (آیات:۳۸تا۴۲)، سطر:۵
.37	تضحیک	تمسخر، ہنسی اڑانا، مضحکہ، تذلیل	صفحہ:۲۴۳، رکوع:۸ (آیات:۶۰تا۶۶)، سطر:۸

.38	منافقانہ	منافقوں والا، منافقوں کی طرح کا، ریاکاری یا مکاری کے ساتھ، دکھاوے کی غرض سے	صفحہ:۲۴۴،رکوع:۱۰(آیات:۷۳تا۸۰)،سطر:۴
.39	تالیف	الفت و محبت، دوستی، دل جوئی، دو چیزوں کا ملانا یا جمع کرنا	صفحہ:۲۴۸، آیت:۶۰
.40	فراہم	اکٹھا، جمع، مہیا، جمع شدہ، حاصل	صفحہ:۲۵۷، سطر:۵
.41	کج فہمی	ناسمجھی، بے عقلی، غلط فہمی	صفحہ:۲۵۸،رکوع:۱۶(آیات:۱۲۳تا۱۲۹)،سطر:۳
.42	مشفق	شفقت کرنے والا، مہربان، شفیق	صفحہ:۲۵۸،رکوع:۱۶(آیات:۱۲۳تا۱۲۹)،سطر:۷

اہم نکات

یادداشت

”مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کے مکمل نصاب کی تفصیل مع قرآنِ حکیم کی اوسطاً تکمیل

حصّہ اوّل (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۲، قصص: ۸ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۵ فیصد

قصص: حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور فضائل و کمالات، قصّہ حضرت آدم علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف)، قصّہ حضرت نوح علیہ السلام، قصّہ حضرت ھود علیہ السلام، قصّہ حضرت صالح علیہ السلام، قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۃ ھود اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت یونس علیہ السلام، ہاتھی والوں کا قصّہ (سورۃ الفیل)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ، سُوْرَۃُ الْفِیْل، سُوْرَۃُ قُرَیْش، سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن، سُوْرَۃُ الْکَوْثَر، سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن، سُوْرَۃُ النَّصْر، سُوْرَۃُ اللَّھَب، سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص، سُوْرَۃُ الْفَلَق، سُوْرَۃُ النَّاس، سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت

حصّہ دوم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۲۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۹ فیصد

قصص: حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و مکارم اور معجزات، قصّہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الانعام، سورۃ الانبیاء اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۃ القصص، سورۃ طٰہٰ اور سورۃ الشعراء)، ایک ظالم بادشاہ اور مومن لڑکے کا قصّہ (سورۃ البروج)، پہلی وحی کا قصّہ (سورۃ العلق)

سورتیں: سُوْرَۃُ الضُّحٰی، سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح، سُوْرَۃُ التِّیْن، سُوْرَۃُ الْعَلَق، سُوْرَۃُ الْقَدْر، سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ، سُوْرَۃُ الزِّلْزَال، سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت، سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃ، سُوْرَۃُ التَّکَاثُر، سُوْرَۃُ الْعَصْر، سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ، سُوْرَۃُ النَّبَا، سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت، سُوْرَۃُ عَبَس، سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر، سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَار، سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِیْن، سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاق، سُوْرَۃُ الْبُرُوْج، سُوْرَۃُ الطَّارِق، سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی، سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃ، سُوْرَۃُ الْفَجْر، سُوْرَۃُ الْبَلَد، سُوْرَۃُ الشَّمْس، سُوْرَۃُ الَّیْل

حصّہ سوم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۲۲، قصص: ۲ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۲ فیصد

قصص: شمائل النبی ﷺ، قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (سورۃ یوسف)

سورتیں: سُوْرَۃُ یُوْسُف، سُوْرَۃُ الزُّخْرُف، سُوْرَۃُ الدُّخَان، سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃ، سُوْرَۃُ قٓ، سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت، سُوْرَۃُ الطُّوْر، سُوْرَۃُ النَّجْم، سُوْرَۃُ الْقَمَر، سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن، سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ، سُوْرَۃُ الْمُلْك، سُوْرَۃُ الْقَلَم، سُوْرَۃُ الْحَآقَّۃ، سُوْرَۃُ الْمَعَارِج، سُوْرَۃُ نُوْح، سُوْرَۃُ الْجِنّ، سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل، سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر، سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃ، سُوْرَۃُ الدَّھْر، سُوْرَۃُ الْمُرْسَلَات

حصّہ چہارم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۷ فیصد

قصص: قصّہ حضرت زکریا علیہ السلام، قصّہ حضرت مریم علیہا السلام، قصّہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (سورۃ مریم)، قصّہ حضرت لوط علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۃ ھود اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت سلیمان علیہ السلام (سورۃ النمل)

سورتیں: سُوْرَۃُ مَرْیَم، سُوْرَۃُ طٰہٰ، سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء، سُوْرَۃُ الْحَجّ، سُوْرَۃُ الْفُرْقَان، سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء، سُوْرَۃُ النَّمْل، سُوْرَۃُ الْقَصَص، سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت، سُوْرَۃُ الرُّوْم، سُوْرَۃُ لُقْمٰن، سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ، سُوْرَۃُ سَبَا، سُوْرَۃُ فَاطِر، سُوْرَۃُ یٰسٓ، سُوْرَۃُ صٓ، سُوْرَۃُ الْاَحْقَاف

حصّہ پنجم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۵، قصص: ۷ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۲۵ فیصد

قصص: قصّہ اصحابِ سبت (سورۃ الاعراف)، واقعۂ معراج، تاریخِ بنی اسرائیل (سورۃ بنی اسرائیل)، قصّہ اصحابِ کہف، باغ والے کا قصّہ، قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام، قصّہ ذوالقرنین (سورۃ الکہف)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْاَنْعَام، سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، سُوْرَۃُ یُوْنُس، سُوْرَۃُ ھُوْد، سُوْرَۃُ الرَّعْد، سُوْرَۃُ اِبْرَاھِیْم، سُوْرَۃُ الْحِجْر، سُوْرَۃُ النَّحْل، سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل، سُوْرَۃُ الْکَھْف، سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن، سُوْرَۃُ الزُّمَر، سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن، سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ، سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی

حصّہ ششم (مدنی سورتیں) — سورتیں: ۴، قصص: ۳ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۵ فیصد

قصص: غزوہ احد (سورۃ اٰل عمران)، غزوہ بدر (سورۃ الانفال)، غزوہ تبوک (سورۃ التوبہ)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان، سُوْرَۃُ الْاَنْفَال، سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ

حصّہ ہفتم (مدنی سورتیں) — سورتیں: ۱۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۷ فیصد

قصص: قصّہ ہابیل و قابیل، (سورۃ المآئدہ)، غزوۂ احزاب (سورۃ الاحزاب)، صلح حدیبیہ، فتح مکہ (سورۃ الفتح)، غزوۂ بنو نضیر (سورۃ الحشر)

سورتیں: سُوْرَۃُ النِّسَآء، سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ، سُوْرَۃُ النُّوْر، سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب، سُوْرَۃُ مُحَمَّد، سُوْرَۃُ الْفَتْح، سُوْرَۃُ الْحُجُرَات، سُوْرَۃُ الْحَدِیْد، سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃ، سُوْرَۃُ الْحَشْر، سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ، سُوْرَۃُ الصَّف، سُوْرَۃُ الْجُمُعَہ، سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْن، سُوْرَۃُ التَّغَابُن، سُوْرَۃُ الطَّلَاق، سُوْرَۃُ التَّحْرِیْم